مسائل صراط الجنان علی مذہب النعمان

مسائل صراط الجنان

(حصہ ۵)

مؤلف:
خالد تسنیم المدنی

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

مسائل صراط الجنان علی مذھب النعمان

مسائل صراط الجنان

(حصہ ۵)

مؤلف:

خالد تسنیم المدنی

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

تفصیلات

نـــــــــــام:

مسائل صراط الجنان (حصہ ۵)

از قــــلـــــم:

خالد تسنیم المدنی

سنہ اشـــاعت:

رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ

MARCH 2023

صــفحات:

219

OUR DESIGNING PARTNER

PURE SUNNI GRAPHICS

PUBLISHER

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

POWERED BY ABDE MUSTAFA OFFICIAL

info@abdemustafa.com

© 2023 All Rights Reserved.

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

Contents

ناشر کی طرف سے کچھ اہم باتیں 12
پیش لفظ 14
تعارف صراط الجنان 15
سورۃ اَلْفُرْقَان 17
مسلمان ولیوں کے مزارات کا احترام کرتے ہیں، پوجتے ہرگز نہیں: 17
سورۃ اَلشُّعَرَاء 18
غمی خوشی کی ناجائز رسموں میں آباؤ اَجداد کو فالو(Follow) کرنا: 19
جنت کی دعا مانگنا حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے: 20
انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام امین ہوتے ہیں: 20
لواطت(Homosexuality/Sodomy) کا شرعی حکم: 21
اینل سیکس(Anal sex) کا شرعی حکم: 21
لواطت(Sodomy) اور ہم جنس پرستی(Homosexuality) کے نقصانات: 23
قرآنِ مجید کے بارے میں ایک عقیدہ: 25
غلط شاعری(Poetry) کرنے والوں اور سننے، پڑھنے والوں کو نصیحت: 26
اشعار فی نفسہٖ برے نہیں: 27

سورۃ اَلنَّمل 29
حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے استاد نہیں: 29
انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام روحانی کمالات کا وارث بناتے ہیں: 30
کیا نبی عَلَیْہِ السَّلَام کی اولاد(Offspring) نبی عَلَیْہِ السَّلَام کے مال کی وارث بنتی ہے؟ 30
انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ہنسا تبسُّم ہی ہوتا ہے: 32
کیا ہدہد پرندے کو سزا دینا حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لئے حلال تھا؟ 33
اولیاءِ کرام رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِم سے کرامات ظاہر ہونے کا ثبوت: 34
بدشگونی(Bad omen) شرک ہے: 36
بدشگونی کا بہترین علاج: 37
فی زمانہ شرعی نکاح کے علاوہ عورت سے فائدہ اٹھانے کی کوئی صورت نہیں: 39
غیب کا علم اللہ تعالٰی کے ساتھ خاص ہونے سے متعلق اہم کلام: 40
مُردوں(Deceaseds) کے سننے کا ثبوت: 45
”دَآبَّۃُ الْاَرْض“ کا تعارف: 47
سورۃ اَلْقَصَص 48

اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو بھی غیب کا علم عطا ہوتا ہے: 48
حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو نبوت کب ملی؟ 49
ابوطالب کے ایمان سے متعلق اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی تحقیق: 53
خوش ہونے اور خوشی منانے سے متعلق 3 شرعی احکام: 55
رشک (Envy) اور حسد (Jealousy) کا شرعی حکم: 57
سورۃ اَلْعَنْکَبُوْت 58
کافر والدین (Non-Muslim parent) کے حقوق سے متعلق شرعی احکام: ... 58
شرعی احکام کے مقابلے میں والدین کی اطاعت کا شرعی حکم: 59
آیت ''وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ'' سے معلوم ہونے والے مسائل: 62
مناظرہ (Debating) کرنے اور علم مناظرہ (Science of debating) سیکھنے کا جواز 65
عیسائیوں اور یہودیوں سے دینی اُمور میں بحث کرنے کا شرعی حکم؟ 65
اہلِ کتاب اپنی کتابوں کا مضمون بیان کریں تو سننے والے کو کیا کہنا چاہیے؟ 67
سابقہ آسمانی کتابوں پر ایمان جبکہ عمل فقط قرآن پر: 68
غیر مسلموں کے ایک مشہور اعتراض کا جواب: 68
اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کی مختلف صورتیں: 69

سورۃ اَلرُّوْم 70
حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کا یقین: 71
حَربی کفار کے ساتھ خرید و فروخت سے متعلق ایک مسئلہ: 72
آیت ''فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ'' سے متعلق دو باتیں: 74
نیوتا اور تحفہ (Gift) دینے والوں کے لئے نصیحت: 75
زکوٰۃ اور صدقات اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے دیئے جائیں: 76
سورۃ لُقْمان 77
آلاتِ لَہْو و لَعِب کی خرید و فروخت کا شرعی حکم: 77
گانے بجانے کی مذمت: 78
گانے کی مختلف صورتیں اور ان کے شرعی احکام: 79
مزامیر کے بغیر (Without Music) محض گانا سننے کی ناجائز صورتیں: 80
مزامیر کے بغیر (Without Music) محض سننے کی جوازی صورتیں: 80
قرآنِ مجید کی تلاوت سننے سے متعلق دو شرعی اَحکام: 82
فخر اور اِختیال میں فرق: 86
کسی شخص کو حقیر نہیں جاننا منع ہے: 86
اکڑ کر چلنا منع ہے: 87

چلنے کی سنتیں اور آداب: 88
ضرورت سے زیادہ بلند آواز سے گفتگو کرنے اور زیادہ باتیں کرنے کی مذمت: 89
بات چیت کرنے کی سنتیں اور آداب: 90
اولاد کی تربیت میں قابلِ لحاظ اُمور: 91
سورۃ اَلْاَحْزَاب 99
نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو کی جانے والی ندا سے معلوم ہونے والے مسائل: 99
ظہار سے متعلق 3 شرعی مسائل: 100
ظہار کی تعریف: 100
ظہار کا حکم: 101
ظہار کا کفارہ(Compensation): 101
بیوی کو ماں، بہن کہنے سے متعلق ایک اہم شرعی مسئلہ: 102
گود لئے ہوئے بچے(Adopted child) کے حقیقی باپ کے طور پر اپنا نام استعمال
کرنے کا شرعی حکم: 103
شفقت کے طور پر کسی کو بیٹا یا بیٹی کہہ کر پکارنے کا شرعی حکم: 105
بچہ یا بچی گود لینے(Adopting a child) سے متعلق ایک اہم شرعی مسئلہ: ... 106
کس عمر میں بچے کو دودھ پلانا جائز ہے؟ 106

مدینہ منورہ کو یثرب کہنے کا شرعی حکم: 107
عورتوں کا بات کرتے وقت نرم لہجہ اپنانا منع ہے 110
عورت کا مرد سے حاجت کی وجہ سے بات کرنے کا انداز: 110
پاکیزہ معاشرے کے قیام میں دینِ اسلام کا کردار: 111
نقصان سے بچنے کیلئے ان کے اسباب اور ذرائع کا خاتمہ ضروری ہے: 112
عورت، چار دیواری اور اسلام: 113
"میرا جسم میری مرضی" والے متوجہ ہوں: 116
رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے حکم اور مشورے میں فرق ہے 121
شرعی احکام اور اختیاراتِ مصطفٰی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: 122
قرآن مجید کی کوئی سورت سکھانا شرعی حق مہر (Dowry) نہیں بن سکتا: 124
منہ بولے بیٹے (Adopted son) کی طلاق یافتہ بیوی سے نکاح کرنے کا شرعی حکم
.... 127
حضور پُر نور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا زیادہ شادیاں فرمانا (Polygamy) مِنہاجِ نبوت کے عین مطابق تھا: 128
کثرتِ اَزواج (Polygamy) کا ایک اہم مقصد: 131
ایک امتی کی ذمہ داری: 133

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا آخری نبی ہونا قطعی ہے: 134
حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حاضر وناظر ہیں: 136
کیا اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر کہہ سکتے ہیں؟ 138
اجنبی مرد اور عورت کو پردے کا حکم: 141
کوئی شخص اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں اپنے نفس پر اعتماد نہ کرے: 142
رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ایذا دینے کا شرعی حکم 143
عورت کا کس کس رشتے دار سے پردہ نہیں؟ 144
عورت کے پردے سے متعلق 4 شرعی مسائل: 145
مسلمان عورت کا دوسری مسلمان عورت کو دیکھنے کا شرعی حکم 146
کافرہ عورتوں (Non-Muslim woman) سے پردہ کرنے کا شرعی حکم .. 146
درود پاک سے متعلق 6 شرعی اَحکام: 147
ایک مرتبہ درود وسلام پڑھنا واجب ہے 147
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کا مطلب: 148
خطبے میں نام پاک سن کر درود پڑھنے کا انداز 148
اذان سے پہلے درودِ پاک پڑھنے کا شرعی حکم 148
سب سے افضل درود اور درود پاک پڑھنے کے آداب: 149

مسلمانوں کو کسی شرعی وجہ کے بغیر ایذا دینے کا شرعی حکم: 150
موجودہ زمانے میں مسلمانوں کو ایذا دینے کی 20 مثالیں: 151
مسلمان کو دل شکنی والے الفاظ سے پکارنے کا شرعی حکم 152
سورۃ سَبَا 155
شرعی اَحکام کے مقابلے میں آباؤ اَجداد کی رسم کو ترجیح (Priority) دینا کفار کا کام ہے: 155
تمام انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام معصوم ہیں: 156
سورۃ یٰس 157
"یٰسین" نام رکھنے کا شرعی حکم: 157
بدعت (Innovation) کی اقسام اور ان کا حکم شرعی: 158
مرنے کے بعد باقی رہ جانے والے اچھے اعمال کی مثالیں: 160
مرنے کے بعد باقی رہ جانے والے برے اعمال کی مثالیں: 161
رسولوں اور مردِ مومن کے واقعے سے حاصل ہونے والی معلومات: 165
اَشیاء کو منحوس سمجھنے میں لوگوں کی عادت: 166
ایک سوال: 167
سوال کا جواب: 167

سورۃ اَلصّٰفّٰت 169
اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کو علومِ خَمسہ کی خبر دی جاتی ہے: 169
چار پیغمبروں کی ابھی تک ظاہری وفات نہیں ہوئی: 170
سورۃ ص 171
اِشراق و چاشت کی نماز کا ثبوت قرآن سے: 171
شوہر (Husband) کو تنگ کرنا اور ایذاء پہنچانا گناہ ہے 172
شرعی حیلوں کے جواز کا ثبوت: 173
انبیاءِ کرام عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی عِصمَت کا ثبوت: 175
عالم کو اگر مسئلہ معلوم نہ ہو تو وہ خاموش رہے اور اپنی طرف سے گھڑ کر نہ بتائے:
175 ....
سورۃ اَلزُّمَر 177
اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کو وسیلہ سمجھنا شرک نہیں: 177
رات کے نوافل دن کے نوافل سے افضل ہیں: 179
مومن پر امید اور خوف کے درمیان رہنا لازم ہے: 180
امید اور خوف کے درمیان رہنے کی فضیلت: 180
انبیاءِ کرام عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی موت ایک آن کے لئے ہوتی ہے: 181

اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کی صورت: 182
بعض SMS یا E-MAIL وغیرہ بھی اللہ پر جھوٹ باندھنے کی صورت ہو سکتے ہیں:
.... 183
زمین کے خزانوں کی کنجیاں حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بھی عطا ہوئی ہیں: 184
سورۃ اَلْمُؤْمِن (اَلْغَافِر) 186
قرآنِ مجید کی آیات کے بارے میں جھگڑا کرنے کی صورتیں اور ان کا شرعی حکم: . 186
عذابِ قبر (Torment of grave) کا ثبوت: 190
دعا قبول ہونے کی شرائط: 191
دعا قبول نہ ہونے کے اَسباب: 192
سورۃ حٰمٓ اَلسَّجْدَۃ (فُصِّلَت) 195
کوئی دن یا مہینہ حقیقی طور پر منحوس نہیں: 195
اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں اِلحاد کی مختلف صورتیں: 198
بناوٹی اور جاہل صوفیاء کے لئے درسِ عبرت: 199
سورۃ اَلشُّوْرٰی 201
تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد اب کوئی نبی نہیں بن سکتا: 201
تناسُخ (Reincarnation) کے قائلین کا رد: 202

ظلم کی اَقسام: 203

بیٹے اور بیٹیاں دینے یا نہ دینے کا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے: 204

ہماری اردو کتابیں: 207

ناشر کی طرف سے کچھ اہم باتیں

مختلف ممالک سے کئی لکھنے والے ہمیں اپنا سرمایہ ارسال فرمارہے ہیں جنھیں ہم شائع کر رہے ہیں۔ ہم یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری شائع کردہ کتابوں کے مندرجات کی ذمہ داری ہم اس حد تک لیتے ہیں کہ یہ سب اہل سنت و جماعت سے ہے اور یہ ظاہر بھی ہے کہ ہر لکھاری کا تعلق اہل سنت سے ہے۔ دوسری جانب اکابرین اہل سنت کی جو کتابیں شائع کی جارہی ہیں تو ان کے متعلق کچھ کہنے کی حاجت ہی نہیں۔

پھر بات آتی ہے لفظی اور املائی غلطیوں کی تو جو کتابیں "ٹیم عبد مصطفی آفیشل" کی پیشکش ہوتی ہیں ان کے لیے ہم ذمہ دار ہیں اور وہ کتابیں جو ہمیں مختلف ذرائع سے موصول ہوتی ہیں، ان میں اس طرح کی غلطیوں کے حوالے سے ہم بری ہیں کہ وہاں ہم ہر ہر لفظ کی چھان پھٹک نہیں کرتے اور ہمارا کردار بس ایک ناشر کا ہوتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کئی کتابوں میں ایسی باتیں بھی ہوں کہ جن سے ہم اتفاق نہیں رکھتے۔ مثال کے طور پر کسی کتاب میں کوئی ایسی روایت بھی ہو سکتی ہے کہ تحقیق سے جس کا جھوٹا ہونا اب ثابت ہو چکا ہے لیکن اسے لکھنے والے نے عدم توجہ کی بنا پر نقل کر دیا یا کسی اور وجہ سے وہ کتاب میں آگئی جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں کہ کئی وجوہات کی بنا پر ایسا ہوتا ہے۔ تو جیسا ہم نے عرض کیا کہ اگرچہ ہم اسے شائع کرتے ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھا

جائے کہ ہم اس سے اتفاق بھی کرتے ہیں۔ایک مثال اور ہم اہل سنت کے مابین اختلافی مسائل کی پیش کرنا چاہتے ہیں کہ کئی مسائل ایسے ہیں جن میں علماے اہل سنت کا اختلاف ہے اور کسی ایک عمل کو کوئی حرام کہتا ہے تو دوسرا اس کے جواز کا قائل ہے۔ ایسے میں جب ہم ایک ناشر کا کردار ادا کر رہے ہیں تو دونوں کی کتابوں کو شائع کرنا ہمارا کام ہے لیکن ہمارا موقف کیا ہے، یہ ایک الگ بات ہے۔ہم فریقین کی کتابوں کو اس بنیاد پر شائع کر سکتے ہیں کہ دونوں اہل سنت سے ہیں اور یہ اختلافات فروعی ہیں۔

اسی طرح ہم نے لفظی اور املائی غلطیوں کا ذکر کیا تھا جس میں تھوڑی تفصیل یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ کئی الفاظ ایسے ہیں کہ جن کے تلفظ اور املا میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اب یہاں بھی کچھ ایسی ہی صورت بنے گی کہ ہم اگرچہ کسی ایک طریقے کی صحت کے قائل ہوں لیکن اس کے خلاف بھی ہماری اشاعت میں موجود ہو گا۔اس فرق کو بیان کرنا ضروری تھا تاکہ قارئین میں سے کسی کو شبہ نہ رہے۔ٹیم عبد مصطفی آفیشل کی علمی، تحقیقی اور اصلاحی کتابیں اور رسالے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد شائع ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں بھی ایسی غلطیوں کا پایا جانا ممکن ہے لہذا اگر آپ انھیں پائیں تو ہمیں ضرور بتائیں تاکہ اس کی تصحیح کی جا سکے۔

Sabiya Virtual Publication
Powered By Abde Mustafa Official

پیش لفظ

اللہ جل مجدہ کا بے پناہ شکر کہ جس نے ہمیں بنی نوع انسان میں پیدا فرمایا وہ انسان جس کی رشد وہدایت کے لئے کتب سماویہ کا نزول اور انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ ان کتب اور انبیاء علیہم السلام سے استفادہ کرکے راہ نجات کی طرف گامزن ہوں اسی سلسلے کی ایک کڑی قرآن مجید، فرقان حمید، برھان رشید ہے جس میں ہر خشک وتر کا بیان ہے جس کا سمجھنا عجمی لوگوں کے لئے ترجمہ اور تفسیر کے بغیر ناممکن ہے لہذا دور حاضر میں انتہائی جامع اور متوسط تفسیر قرآن بنام صراط الجنان جس میں ترجمہ قرآن بنام کنزالعرفان مکتبہ المدینہ کراچی نے شائع کیا ہے ہم نے اسی قرآنی تفسیر سے فقط مسائل دینیہ کو اکٹھے کرنے کی کاوش کی ہے جس سے قارئین شرعی احکام جو بالوسطہ یا بلاواسطہ قرآنی آیات سے مستنبط ہیں ایک جگہ پر اکٹھے ملاحظہ فرما سکیں دوسرے لفظوں میں آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ قرآن کی تلاوت و مطالعہ فقہ حنفی کے مسائل کے ساتھ کیا گیا ہے، جس میں ہم نے قطع نظر شان نزول کے فقط آیت، اس کا ترجمہ اور پھر اس سے ماخوذ شرعی و دینی مسئلہ نقل کیا ہے لہذ جن آیات کے تحت تفسیر صراط الجنان میں شرعی مسئلہ بیان نہیں کیا گیا ہم نے ان آیات کا اہتمام نہں کیا، پہلے چار حصوں کے مقبولیت کے بعد اب یہ پانچواں حصہ آپ کے ہاتھ میں ہے ۔ اللہ

پاک ہماری یہ کاوش قبول فرمائے اور اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ اگر کوئی شرعی غلطی پائیں تو نیچے دیئے گے نمبر پر اطلاع دے کر شکریہ کا موقعہ فراہم کریں۔

خالد تسنیم المدنی

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

اسلامک ریسرچ اسکالر

Birmingham (UK)

تعارف صراط الجنان

قرآن کریم اہل اسلام اور پوری انسانیت کے لئے دنیا و آخرت کے تمام تر امور میں ہدایت و رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔ مگر اس کی برکات سے استفادہ اسی وقت ممکن ہے جب معلوم ہو کہ قرآن مجید میں کیا بیان ہوا ہے؟ جب اسلام کی نورانی کرنیں سرزمین عجم میں پہنچیں تو اہل عجم کو احکام قرآن کریم سمجھانے کے لیے علمائے دین نے دیگر زبانوں میں تفسیریں لکھیں بالخصوص اردو زبان کی ترقی کے پیشِ نظر علمائے پاک و ہند نے بھی کئی اُردو تفاسیر پیش کیں۔ تفسیر "صراط الجنان فی تفسیر القرآن" انہیں میں سے ایک ہے۔ یہ تفسیر شیخ الحدیث و التفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی ابو صالح محمد قاسم عطاری مُدَّظِلُّہُ الْعَالِی کے برسہابرس کے مطالعہ اور انتھک محنت و کوشش کا ثمرہ

ہے۔

اس تفسیر میں قدیم و جدید تفاسیر اور دیگر علوم اسلامیہ پر مشتمل کتب سے اخذ شدہ کلام شامل کیا گیا ہے۔ تفسیر زیادہ طویل ہے نہ بہت مختصر بلکہ متوسط (درمیانی) اور جامع ہے۔ قرآن مجید میں جہاں احکام و مسائل کا بیان ہے اُس مقام پر ضروری شرعی مسائل آسان انداز میں تحریر کیے گئے ہیں (جن کو ہم نے یہاں جمع کیا)۔ حسب موقع اعمال کی اصلاح اور معاشرتی برائیوں سے متعلق مفید مضامین شامل کیے گئے ہیں۔ اسلامی حُسن معاشرت پر کثیر اصلاحی مواد شامل کیا گیا ہے۔ مختلف مقامات پر عقائد اہلسنّت اور معمولاتِ اہلسنّت کی دلائل کے ساتھ وضاحت کی گئی ہے۔

سورۃ الفرقان

وَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا یَخۡلُقُوۡنَ شَیۡـًٔا وَّ هُمۡ یُخۡلَقُوۡنَ وَ لَا یَمۡلِكُوۡنَ لِاَنۡفُسِهِمۡ ضَرًّا وَّ لَا نَفۡعًا وَّ لَا یَمۡلِكُوۡنَ مَوۡتًا وَّ لَا حَیٰوةً وَّ لَا نُشُوۡرًا(3)

ترجمہ: اور لوگوں نے اس کے سوا بہت سے معبود بنالئے جو کسی شے کو پیدا نہیں کرتے بلکہ خود انہیں بنایا جاتا ہے اور وہ اپنے لئے کسی نقصان اور نفع کے مالک نہیں ہیں اور نہ وہ (کسی کی) موت اور زندگی کے اور نہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔

مسلمان ولیوں کے مزارات کا احترام کرتے ہیں، پوجتے ہرگز نہیں:

یاد رہے کہ مشہور اور مُعتبر تمام مفسرین نے نقصان دُور نہ کرسکنے اور نفع نہ پہنچا سکنے کا وصف بتوں کے لئے ثابت کیا ہے کسی نے بھی اس سے اللہ تعالیٰ کے اولیاء کے مزارات مراد نہیں لئے، فی زمانہ بعض لوگ اس آیت سے اللہ تعالیٰ کے اولیاء کے مزارات مراد لیتے ہیں جو کہ انتہائی غلط اور قرآنی آیات کے معنی اپنی رائے سے گھڑنے کے مُتَرادِف ہے۔ بتوں کے بارے میں نازل ہونے والی آیتیں انبیاء کرام عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام یا اولیاءِ عظام رَحمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْھِم پر چسپاں کرنا خارجیوں کا

طریقہ ہے۔ مسلمان ولیوں کے مزارات کا احترام کرتے ہیں پوجتے ہرگز نہیں، احترام اور پوجنے میں بڑا فرق ہے۔

سورۃ الشُّعَرَاء

قَالَ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ(75)اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ(76)

ترجمہ: ابراہیم نے فرمایا: کیا تم نے ان (بتوں) کے بارے میں غور کیا جن کی تم اور تمہارے پہلے آباؤ اَجداد عبادت کرتے رہے ہیں؟

حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ان لوگوں سے فرمایا: جن بتوں کی تم عبادت کر رہے ہو اور جن کی تمہارے پہلے آباؤ اَجداد عبادت کرتے رہے ہیں، کیا تم نے ان کے بارے میں غور کیا؟ اگر تم حقیقی طور پر ان سے متعلق غور کرلو تو جان جاؤ گے کہ جن بتوں کی تم عبادت کر رہے ہو ان کی عبادت کرنا پرانی گمراہی اور باطل کام ہے اور کوئی باطل کام پرانا ہو یا نیا، یونہی اس باطل کام کو کرنے والے تھوڑے ہوں یا زیادہ، اس سے اس کام کے باطل ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ وہ باطل کام باطل ہی رہتا ہے۔ (روح المعانی، الشعراء، تحت الآیۃ: ۷۵-۷۶، ۱۰/۱۲۶، تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآیۃ: ۷۵-۷۶، ۸/۵۱۰، ملتقطاً)

غمی خوشی کی ناجائز رسموں میں آباؤ اَجداد کو فالو (Follow) کرنا:

اس تفسیر کو سامنے رکھتے ہوئے ان لوگوں کو بھی اپنے طرزِ عمل پر غور کرنا چاہئے جو غمی خوشی کے موقع پر شریعت کے خلاف رسمیں بجالانے اور دیگر اَفعال کرنے پر کوئی شرعی دلیل پیش کرنے کی بجائے یہ کہنے لگتے ہیں کہ ہمارے بڑے بوڑھے عرصۂ دراز سے یہ رسم و کام کرتے چلے آرہے ہیں اور ہمارے خاندان میں شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو جو غمی خوشی کے موقع پر ان رسموں اور کاموں کو نہ کرتا ہو، پھر ہم کسی کے کہنے پر ان چیزوں کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں! اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دیئے ہوئے احکام کو سامنے رکھ کر اپنے طرزِ عمل پر صحیح طریقے سے غور کریں تو انہیں بھی معلوم ہو جائے گا کہ ان کی کچھ رسمیں اور اَفعال شریعت کے سراسر خلاف ہیں اور یہ ان کے کندھوں پر اپنے اور دوسروں کے گناہوں کا بہت بھاری بوجھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو عقلِ سلیم عطا فرمائے اور شریعت کے احکام کے مطابق عمل کرنے اور ان کے خلاف کام کرنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

وَ اجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ(84)وَ اجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ(85)

ترجمہ: اور بعد والوں میں میری اچھی شہرت رکھ دے۔ اور مجھے ان میں سے کر دے جو چین کے باغوں کے وارث ہیں۔

جنت کی دعا مانگنا حضرت ابراہیم عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے:

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی سے قیامت کے دن جنت ملنے کی دعا کرنا حضرت ابراہیم عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے۔ حدیث پاک میں بھی جنت الفردوس کی دعا مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا "جب تم اللہ تعالٰی سے مانگو تو اس سے جنت الفردوس کا سوال کرنا کیونکہ یہ جنت کا درمیانی حصہ اور اعلیٰ درجہ ہے، اس کے اوپر اللہ تعالٰی کا عرش ہے اور جنت کی نہریں اسی سے نکلتی ہیں۔ (تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآیۃ: ۸۵، ۵۱۶/۸، خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۸۵، ۳۸۹/۳، ملتقطاً)

لٰہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالٰی سے قیامت کے دن جنت الفردوس عطا ہونے کی دعا مانگا کرے۔ انبیاءِ کرام عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اکابر بزرگانِ دین کی طلبِ جنت کی دعائیں درحقیقت اللہ تعالٰی کے دیدار اور ملاقات کے لئے تھیں۔

اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ(143) فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ(144)

ترجمہ: بیشک میں تمہارے لیے امانتدار رسول ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

انبیاء عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام امین ہوتے ہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ حضراتِ انبیاء عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اَسرارِ الٰہیہ اور

لوگوں کی عزت، مال آبرو وغیرہ سب کے امین ہوتے ہیں۔ خیانت اور نبوت جمع نہیں ہوسکتیں۔ ہمارے حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اہلِ مکہ بچپن شریف سے محمد امین پکارتے تھے اور اعلانِ نبوت سے پہلے اور بعد میں بھی آپ کے پاس امانتیں رکھتے رہے اور اپنے فیصلے حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کرواتے تھے۔

وَ تَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ(166) قَالُوْا لَىٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِیْنَ(167)

ترجمہ: اور اپنی بیویوں کو چھوڑتے ہو جو تمہارے لیے تمہارے رب نے بنائی ہیں بلکہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو۔ انہوں نے کہا: اے لوط! اگر تم باز نہ آئے تو ضرور نکال دیئے جاؤ گے۔

لواطت (Homosexuality/Sodomy) کا شرعی حکم:

آیت میں مردوں کے ساتھ بدفعلی کے حرام ہونے کا بیان ہے، یہاں اس کی مناسبت سے عورت کے ساتھ بھی بدفعلی یعنی پچھلے مقام میں جماع کرنے کا حکم بیان کیا جاتا ہے۔

اینل سیکس (Analsex) کا شرعی حکم:

لہٰذا یاد رہے کہ بیوی سے جماع کرنا بھی صرف اسی جگہ حلال ہے جہاں کی شریعت

نے اجازت دی ہے اور اس سے بدفعلی کرنا بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح مردوں سے بدفعلی کرنا حرام ہے، یہاں بیویوں کے ساتھ بدفعلی کرنے کی وعید پر مشتمل 4 اَحادیث ملاحظہ ہوں،

(1)... حضرت خزیمہ بن ثابت رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’اللہ تعالٰی حق بیان کرنے سے حیا نہیں فرماتا، تم میں سے کسی کے لئے حلال نہیں کہ وہ عورتوں کے پچھلے مقام میں وطی کرے۔ (معجم الکبیر، باب من اسمہ: خزیمۃ، خزیمۃ بن ثابت الانصاری ذو الشہادتین، ہرمی بن عبد اللہ الخطمی عن خزیمۃ بن ثابت، ۴/۸۸، الحدیث: ۳۷۳۶)

(2)... حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’جو اپنی بیوی کے پچھلے مقام میں وطی کرے وہ ملعون ہے۔

(ابوداؤد، کتاب النکاح، باب فی جامع النکاح، ۲/۳۶۲، الحدیث: ۲۱۶۲)

(3)... حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’اللہ تعالٰی (قیامت کے دن) اس شخص کی طرف رحمت کی نظر نہیں فرمائے گا جو اپنی بیوی کے پچھلے مقام میں جماع کرے۔ (ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب النہی عن اتیان النساء فی ادبارہنّ، ۲/۴۴۹، الحدیث: ۱۹۲۳)

(4)... حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، حضورِ

اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس شخص کی طرف رحمت کی نظر نہیں فرمائے گا جو کسی مرد یا عورت کے پچھلے مقام میں وطی کرے۔(ترمذی، کتاب الرضاع، باب ما جاء فی کراہیۃ اتیان النساء فی ادبار ہن، ۲/ ۳۸۸، الحدیث:۱۱۶۸)

لواطت (Sodomy) اور ہم جنس پرستی (Homosexuality) کے نقصانات:

یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت اور مہربانی ہے کہ اس نے ہمارے لئے ہر وہ چیز جائز اور حلال رکھی ہے جو ہمارے لئے دنیا اور آخرت کے اعتبار سے فائدہ مند، نفع بخش، ہماری بقا و سلامتی اور اُخروی نجات کے لئے ضروری ہے اور ہر اس چیز کو ہمارے لئے حرام اور ممنوع کر دیا ہے جو ہماری دنیا یا آخرت کے لئے نقصان کا باعث ہے۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطری خواہش یعنی شہوت کی تسکین کا ذریعہ عورت کو بنایا ہے اور اس میں بھی ہر انسان کو کھلی چھٹی نہیں دی کہ وہ جب چاہے اور جس عورت سے چاہے اپنی فطری خواہش پوری کر لے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی شہوت کی تسکین کے لئے ’’نکاح‘‘ کا ایک مقدس نظام دیا ہے تاکہ انسانوں کو اپنے جذبات کی تکمیل کے لئے جائز اور مناسب راہ مل سکے، اخلاقی طور پر بے راہ روی کا شکار نہ ہوں نسلِ انسانی کی بقا کا سامان مہیا ہو اور لوگ ایک خاندانی نظام کے تحت معاشرے میں امن و سکون کے ساتھ اپنی زندگی گزار سکیں۔ لیکن فی زمانہ عالمی سطح پر تہذیب

وتَمَدُّن کے دعوے دار کئی غیر مسلم ممالک نے اللہ تعالیٰ کے اس نظام سے بغاوت کرتے ہوئے اپنے معاشروں میں لواطت کو قانوناً جائز قرار دے رکھا ہے بلکہ کئی مسلم ممالک میں بھی یہ وبا پھیلتی چلی جا رہی ہے اور جن ملکوں میں اسے قانوناً اگرچہ جائز قرار نہیں دیا گیا وہاں بھی تقریباً ہر گاؤں اور شہر میں بہت سے لوگ اس غیر فطری عادت اور حرام کاری میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ اس حرام کاری کو قانوناً جائز قرار دینے والے ملکوں میں اخلاقی اور خاندانی نظام کی تباہی کا حال یہ ہوا ہے کہ وہاں پر لوگوں میں حیا اور شرم نام کی چیز باقی نہیں رہی اور لوگ سرِعام اس حرام کاری میں مصروف ہو جاتے ہیں اور ان میں خاندانی نظامِ حیات تقریباً ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ مَردوں کی مردوں اور عورتوں کی عورتوں سے باہم لذت آشنائی کے باعث ان ملکوں میں نسلِ انسانی تیزی سے کم ہو رہی ہے اور آبادی کی شرح خطرناک حد تک کم ہو چکی ہے۔ شہوت پرست لوگ بچے جننے اور ان کی تربیت کرنے پر راضی نہیں۔ یہ لواطت اور ہم جنس پرستی کا عمومی نقصان ہے بطورِ خاص لواطت اور ہم جنس پرستی کا عادی انسان آتشک، سوزاک، سیلان، خارش اور خطرناک پھوڑے پھنسیوں جیسے اَمراض کا شکار ہو جاتا ہے اور ایڈز کا سب سے بڑا سبب بھی یہی حرام کاری ہے۔ ایڈز وہ انتہائی خطرناک مرض ہے کہ جس کی ہَولناکی کی وجہ سے اس وقت ساری دنیا کے لوگ لرزہ براندام ہیں، یہ وہ عالمگیر مرض ہے جس سے پوری دنیا کا کوئی خطہ، کوئی ملک محفوظ نہیں ہے۔ کروڑوں افراد اس مُہلِک

مرض میں مبتلا ہیں اور آئے دن اس کے مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے۔اب تک لاکھوں افراد اس مرض کی وجہ سے ہلاک ہوچکے ہیں اور جو زندہ ہیں وہ انتہائی کَرب کی زندگی گزار رہے ہیں۔ میڈیکل سائنس اور طب کے دیگر شعبوں میں تمام تر ترقی کے باوجود ابھی تک اس مرض کا کوئی موثر علاج دریافت نہیں کیا جاسکا۔ اللہ تعالٰی سب مسلمانوں کو اس حرام کاری سے محفوظ رکھے، اٰمین۔

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ(193)

ترجمہ: اسے روحُ الامین لے کر نازل ہوئے۔

قرآنِ مجید کے بارے میں ایک عقیدہ:

یاد رہے کہ قرآن پاک اللہ تعالٰی کا کلام ہے اور اس کی صفت ہے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے۔ اللہ تعالٰی نے اس کلام کو عربی الفاظ کے لبادے میں حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام پر نازل فرمایا اور انہیں ان الفاظ پر امین بنایا تاکہ وہ اس کے حقائق میں تَصَرُّف نہ کریں، اس کے بعد حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے ان الفاظ کو حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قلبِ اَطہر پر نازل کیا۔

(روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۹۳، ۶/۳۰۶)

وَ الشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ(224)اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ(225)وَ اَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ(226)

ترجمہ: اور شاعروں کی پیروی توگمراہ لوگ کرتے ہیں۔کیاتم نے نہ دیکھاکہ شاعر ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔اور یہ کہ وہ ایسی بات کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔

غلط شاعری (Poetry) کرنے والوں اور سننے، پڑھنے والوں کو نصیحت:

اس سے معلوم ہو اکہ شاعروں کا جھوٹے اور باطل اَشعار لکھنا،انہیں پڑھنا،دوسروں کو سنانااور انہیں معاشرے میں رائج کرنا گمراہ لوگوں کا کام ہے، اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جوایسے اشعار لکھتے ہیں جن میں اللہ تعالٰی اور نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی توہین، دینِ اسلام اور قرآن کا مذاق اڑانے اور اللہ تعالٰی کی بارگاہ کے مقرب بندوں کی شان میں گستاخی کے کلمات ہوتے ہیں، یونہی بے حیائی، عُریانی اور فحاشی کی ترغیب پر مشتمل نیز عورت اور مرد کے نفسانی جذبات کو بھڑکانے والے الفاظ کے ساتھ شاعری کرتے ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ وہ لوگ بھی نصیحت حاصل کریں جوان کی بیہودہ شاعری سنتے، پڑھتے اور دوسروں کو سناتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’اگر تم میں سے کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں سے بھرا ہوا ہو۔(بخاری، کتاب الادب، باب ما یکرہ ان یکون الغالب علی الانسان الشعر۔۔۔الخ، ۴/۱۴۲، الحدیث:۶۱۵۴)

حضرت بریدہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے

ارشاد فرمایا: ’’جس نے اسلام میں فحش اور بے حیائی پر مشتمل اشعار کہے تو اس کی زبان ناکارہ ہے۔(شعب الایمان، الرابع والثلاثون من شعب الایمان۔۔۔ الخ، فصل فی حفظ اللسان عن الشعر الکاذب، ۴/۲۷۶، الحدیث: ۵۰۸۸) اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا خون رائیگاں گیا۔(کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، ۲ / ۲۳۰، الحدیث: ۷۹۷۲، الجزء الثالث)

اللہ تعالٰی ایسے لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے، اٰمین۔

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ ذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّ انْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْاؕ وَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ(227)

ترجمہ: مگر وہ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اعمال کئے اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا اور مظلوم ہونے کے بعد بدلہ لیا اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

اشعار فی نفسہٖ بُرے نہیں:

یاد رہے کہ اشعار فی نفسہٖ برے نہیں کیونکہ وہ ایک کلام ہے، اگر اشعار اچھے ہیں تو وہ اچھا کلام ہے اور برے اشعار ہیں تو وہ برا کلام ہے، جیسا کہ حضرت عروہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’شعر ایک کلام

ہے، اچھے اشعار اچھے کلام کی طرح ہیں اور برے اشعار برے کلام کی طرح ہیں۔

(سنن الکبری للبیہقی، کتاب الحج، باب لایضیق علی واحد منہما ان یتکلّم بما لا یأثم فیہ۔۔۔ الخ، ۵/۱۱۰، الحدیث: ۹۱۸۱)

اور حضرت عائشہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں "بعض اشعار اچھے ہوتے ہیں اور بعض برے ہوتے ہیں، اچھے اشعار کو لے لو اور برے اشعار کو چھوڑ دو۔

(ادب المفرد، باب الشعر حسن کحسن الکلام ومنہ قبیح، ص ۲۳۵، الحدیث: ۸۹۰)

حضرت اُبی بن کعب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور انور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "بعض شعر حکمت ہوتے ہیں۔" (بخاری، کتاب الادب، باب مایجوز من الشعر والرجز۔۔۔ الخ، ۴/۱۳۹، الحدیث: ۶۱۴۵)

رسول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی مجلس مبارک میں بھی شعر پڑھے جاتے تھے جیساکہ ترمذی شریف میں حضرت جابر بن سمرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے۔ (ترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی انشاد الشعر، ۴/۳۸۶، الحدیث: ۲۸۵۹)

اور امام شعبی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا شعر کہتے تھے اور حضرت علی کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم ان دونوں سے زیادہ شعر فرمانے والے تھے۔

(خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۲۷، ۳/۴۰۰)

سورۃ النمل

وَ اِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ عَلِیْمٍ(6)

ترجمہ: اور (اے محبوب!) بیشک آپ کو قرآن سکھایا جاتا ہے حکمت والے، علم والے کی طرف سے۔

حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے استاد نہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے استاد نہیں بلکہ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اللہ تعالیٰ سے سیکھا ہے جبکہ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام خادم اور قاصد بن کر تشریف لاتے رہے۔ یہ بھی پتہ لگا کہ حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرح قرآن کوئی نہیں سمجھ سکتا کیوں کہ سب لوگ مخلوق سے قرآن سیکھتے ہیں اور حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خالق سے سیکھا۔

وَ وَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ وَ قَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَ اُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ(16)

ترجمہ: اور سلیمان داؤد کے جانشین بنے اور فرمایا: اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا، بیشک یہی (اللہ کا) کھلا فضل ہے۔

انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام روحانی کمالات کا وارث بناتے ہیں:

یہاں آیت میں نبوت، علم اور ملک میں جانشینی مراد ہے مال کی وراثت مراد نہیں۔ چنانچہ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں۔ حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اولاد میں سے صرف حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ان کی نبوت، علم اور ان کے ملک کے وارث بنے۔ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ملک عطا ہوا اور مزید انہیں ہواؤں اور جِنّات کی تسخیر بھی عطا کی گئی۔ (تفسیر بغوی، النمل، تحت الآیۃ:۱۶، ۳/۳۵۰)

کیا نبی عَلَیْہِ السَّلَام کی اولاد (Offspring) نبی عَلَیْہِ السَّلَام کے مال کی وارث بنتی ہے؟

حضرت علامہ اسماعیل حقی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وصال کے بعد علم، نبوت اور ملک صرف حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو عطا ہوئے، ان کی باقی اولاد کو نہ ملے۔

اسے یہاں مجازاً میراث سے تعبیر کیا گیا کیونکہ میراث در حقیقت مال میں ہوتی ہے جبکہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام روحانی کمالات کا وارث بناتے ہیں ان کے نزدیک مال کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ (روح البیان، النمل، تحت الآیۃ:۱۶، ۶/۳۲۷)

ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: ”حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے انیس بیٹے تھے، ان میں سے صرف حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نبوت اور ملک کے وارث ہوئے، اگر یہاں مال کی وراثت مراد ہوتی تو حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے سب بیٹے اس میں برابر کے شریک ہوتے۔

(تفسیر قرطبی، النمل، تحت الآیۃ:۱۶، ۷/۱۲۵، الجزء الثالث عشر)

سرِدست یہاں تین معتبر تفاسیر کے حوالے سے لکھا گیا جبکہ ان کے علاوہ تفسیر طبری، تفسیر بیضاوی، تفسیر ابو سعود، تفسیر کبیر، تفسیر البحر المحیط اور تفسیر جلالین وغیرہ میں بھی یہی لکھا ہے کہ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے علم، نبوت اور ملک کے وارث ہوئے۔ لہٰذا اس آیت کو اس بات کی دلیل نہیں بنایا جاسکتا کہ نبی عَلَیْہِ السَّلَام کی اولاد نبی عَلَیْہِ السَّلَام کے مال کی وارث بنتی ہے۔ اس کی مزید صراحت درج ذیل حدیث پاک میں موجود ہے، چنانچہ

حضرت ابو درداء رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے کسی کو دینار و درہم کا وارث نہ بنایا بلکہ انہوں نے صرف علم کا وارث بنایا تو جس نے علم اختیار کیا اس نے پورا حصہ لیا۔ (ترمذی، کتاب العلم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ما جاء فی فضل الفقہ علی

العبادۃ، ۴/۳۱۲، الحدیث: ۲۶۹۱)

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰى وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ(19)

ترجمہ: تو سلیمان اس کی بات پر مسکرا کر ہنس پڑے اور عرض کی: اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیرے اس احسان کا شکرادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا اور (مجھے توفیق دے) کہ میں وہ نیک کام کروں جس پر تو راضی ہو اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے ان بندوں میں شامل کر جو تیرے خاص قرب کے لائق ہیں۔

انبیاءِ کرام عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ہنسنا تَبَسُّم ہی ہوتا ہے:

یاد رہے کہ انبیاءِ کرام عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ہنسنا تبسم ہی ہوتا ہے وہ حضرات قہقہہ مار کر نہیں ہنستے۔

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو کبھی پورا ہنستے نہ دیکھا حتّٰی کہ میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے تالو دیکھ لیتی۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم صرف مسکرایا کرتے تھے۔ (بخاری، کتاب الادب، باب التبسم والضحک، ۴/۱۲۵، الحدیث: ۶۰۹۲)

وَ تَفَقَّدَ الطَّیْرَ فَقَالَ مَا لِیَ لَاۤ اَرَى الْهُدْهُدَ ﳲ اَمْ كَانَ مِنَ

الْغَآىٕبِیْنَ(20)لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِیْدًا اَوْ لَاۡاَذْبَحَنَّهٗۤ اَوْ لَیَاْتِیَنِّیْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ(21)

ترجمہ: اور سلیمان نے پرندوں کا جائزہ لیا تو فرمایا: مجھے کیا ہوا کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھ رہا یا وہ واقعی غیر حاضروں میں سے ہے۔ میں ضرور ضرور اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کردوں گا یا وہ کوئی واضح دلیل میرے پاس لائے۔

کیا ہدہد پرندے کو سزا دینا حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لئے حلال تھا؟

یاد رہے کہ ہدہد کو مَصلحت کے مطابق سزا دینا حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لئے حلال تھا اور جب پرندے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لئے مُسَخَّر کر دیئے گئے تھے تو تادیب و سیاست اس تسخیر کا تقاضا ہے کہ اس کے بغیر تسخیر مکمل نہیں ہوتی۔ (مدارک، النمل، تحت الآیۃ: ۲۱، ص ۸۴۲)

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ﱎ لِیَبْلُوَنِیْۤ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُؕ وَ مَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖۚ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ(40)

ترجمہ: اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے آپ کی بارگاہ میں آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا (چنانچہ) پھر جب

سلیمان نے اس تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا: یہ میرے رب کے فضل سے ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری؟ اور جو شکر کرے تو وہ اپنی ذات کیلئے ہی شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بے پرواہ ہے، کرم فرمانے والا ہے۔

اولیاءِ کرام رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِم سے کرامات ظاہر ہونے کا ثبوت:

اس آیت سے اولیاءِ کرام رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِم سے کرامات کا ظاہر ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔ حضرت علامہ یافعی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''اولیاءِ کرام رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِم سے کرامات کا ظاہر ہونا عقلی طور پر ممکن اور نقلی دلائل سے ثابت ہے۔ عقلی طور پر ممکن اس لئے ہے کہ ولی سے کرامت ظاہر کر دینا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے محال نہیں بلکہ یہ چیز ممکنات میں سے ہے، جیسے انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے معجزات ظاہر کر دینا۔ یہ اہلسنّت کے کامل اولیاءِ کرام، اصولِ فقہ کے بڑے بڑے علماءِ، فقہاء اور محدثین کا مذہب ہے۔ مشرق و مغرب اور عرب و عجم میں ان کی کتابوں میں اس بات کی صراحت موجود ہے۔ پھر اہلسنّت کے جمہور محقق آئمہ کے نزدیک صحیح، ثابت اور مختار قول یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے معجزے کے طور پر جائز ہے وہ اولیاءِ کرام رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِم سے کرامت کے طور پر جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اس سے نبوت والا چیلنج کرنا مقصود نہ

ہو۔معجزہ اور کرامت میں فرق یہ ہے کہ معجزہ نبی سے صادر ہوتا ہے اور کرامت ولی سے۔معجزے کے ذریعے کفار کو چیلنج کیا جاتا ہے جبکہ ولی کو بغیر ضرورت کرامت ظاہر کرنا منع ہے۔اولیاءِ کرام رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ سے کرامات ثابت ہونے پر قرآنِ پاک اور بکثرت اَحادیثِ مبارکہ میں دلائل موجود ہیں ۔ قرآن پاک میں موجود حضرت مریم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس بے موسم کے پھل آنے والا واقعہ۔حضرت مریم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا کے کھجور کے سوکھے ہوئے تنے کو ہلانے پر پکی ہوئی عمدہ اور تازہ کھجوریں گرنے والا واقعہ۔اصحابِ کہف رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم کا غار میں سینکڑوں سال تک سوئے رہنے والا واقعہ اور حضرت آصف بن برخیا رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کا پلک جھپکنے سے پہلے تخت لانے والا واقعہ ولی سے کرامات ظاہر ہونے کی دلیل ہے۔اسی طرح صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم سے بے شمار کراماتوں کا ظہور بھی ولی سے کرامت ظاہر ہونے کو ثابت کرتا ہے۔(روض الریاحین، الفصل الثانی فی اثبات کرامات الاولیاء رضی اللہ تعالٰی عنہم، ص۳۸-۳۷، ملخصًا)

قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۚ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ(47)

ترجمہ:انہوں نے کہا:ہم نے تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے برا شگون لیا۔صالح نے فرمایا:تمہاری بدشگونی اللہ کے پاس ہے بلکہ تم ایک ایسی قوم ہو

کہ تمہیں آزمایا جارہا ہے۔

بدشگونی (Badomen) شرک ہے:

یاد رہے کہ بندے کو پہنچنے والی مصیبتیں اس کی تقدیر میں لکھی ہوئی ہیں، جیساکہ اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے:

”مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَاؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ“ (حدید: ۲۲)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: زمین میں اور تمہاری جانوں میں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ ہمارے اسے پیدا کرنے سے پہلے (ہی) ایک کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے بیشک یہ اللہ پر آسان ہے۔

اور کوئی مصیبت اللہ تعالٰی کے حکم کے بغیر نہیں آتی، جیساکہ فرمانِ باری تعالٰی ہے:

”مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ“ (تغابن: ۱۱)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ہر مصیبت اللہ کے حکم سے ہی پہنچتی ہے۔

اور مصیبتیں آنے کا عمومی سبب بندے کے اپنے برے اعمال ہیں، جیساکہ اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے:

”وَ مَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ یَعْفُوْا

عَنۡ كَثِيۡرٍ ‘‘(شوریٰ:۳۰)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ تمہارے ہاتھوں کے کمائے ہوئے اعمال کی وجہ سے ہے اور بہت کچھ تو (اللہ) معاف فرمادیتا ہے۔

اور جب ایسا ہے تو کسی چیز سے بد شگونی لینا اور اپنے اوپر آنے والی مصیبت کو اس کی نحوست جاننا درست نہیں اور کسی مسلمان کو تو یہ بات زیب ہی نہیں دیتی کہ وہ کسی چیز سے بد شگونی لے کیونکہ یہ تو مشرکوں کا سا کام ہے جیساکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تین بار ارشاد فرمایا کہ بدشگونی شرک (یعنی مشرکوں کا سا کام) ہے اور ہمارے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ،اللہ تعالٰی اسے توکُّل کے ذریعے دور کر دیتا ہے۔(ابو داؤد، کتاب الطب، باب فی الطیرۃ، ۴/۲۳، الحدیث:۳۹۱۰)

اوپر بیان کردہ درس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو مصیبتوں اور پریشانیوں کو دوسروں کی نحوست قرار دیتے ہیں جیسے بالفرض اگر شادی کے بعد گھر میں مسائل و مصائب شروع ہوجائیں تو سارا الزام دلہن کے سر ڈال دیا جاتا ہے کہ جب سے یہ منحوس گھر میں آئی ہے تب سے مصیبتوں نے ہمارے گھر کا رستہ دیکھ لیا ہے، وغیرہ۔اس طرح کی بدشگونی سخت ممنوع اور ایسی دل آزاری سخت حرام ہے۔

بدشگونی کا بہترین علاج:

یہاں معاشرے میں رائج بدفالیوں اور بدشگونیوں کا ایک بہترین علاج ذکر کیا جاتا ہے، چنانچہ حضرت عروہ بن عامر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس شگون کا ذکر کیا گیا تو فرمایا: ''اس میں (نیک) فال اچھی چیز ہے۔ اور مسلمان کو کسی کام سے نہ روکے تو جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو یوں کہے:

''اَللّٰھُمَّ لَا یَاْتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا یَدْفَعُ السَّیِّءَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ''

یعنی اے اللہ! تیرے سوا کوئی بھلائیاں نہیں لاتا اور تیرے سوا کوئی برائیاں دور نہیں کرتا، نہ ہم میں طاقت ہے اور نہ قوت مگر تیری توفیق کے ساتھ۔

(ابوداؤد، کتاب الطب، باب فی الطیرۃ، ۲۵/۴، الحدیث: ۳۹۱۹)

مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''یہ عمل بہت ہی مُجرّب ہے، اِنْ شَآءَ اللہ اس دعا کی برکت سے کوئی بری چیز اثر نہیں کرتی۔ (مراٰۃ المناجیح، فال اور بدفالی لینے کا بیان، تیسری فصل، ۲۲۲/۶، تحت الحدیث: ۴۳۸۷)

اَىٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ(55)

ترجمہ: کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت سے جاتے ہو بلکہ تم جاہل لوگ ہو۔

{اَئِنَّكُمْ: کیا تم۔} حضرت لوط عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام نے مزید فرمایا کہ کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت پوری کرنے کیلئے جاتے ہو حالانکہ مردوں کے فطرتی تقاضے کی تسکین کے لئے عورتیں بنائی گئی ہیں، مردوں کے لئے مرد اور عورتوں کے لئے عورتیں نہیں بنائی گئیں، لہٰذا یہ فعل حکمتِ الٰہی کی مخالفت ہے، بلکہ تم جاہل لوگ ہو جو ایسا کام کرتے ہو اور تمہیں اپنے اس فعل کے برے انجام کا اندازہ نہیں۔ (مدارک، النمل، تحت الآیۃ: ۵۵، ص ۸۵۱، ملخصًا)

فی زمانہ شرعی نکاح کے علاوہ عورت سے فائدہ اٹھانے کی کوئی صورت نہیں:

یاد رہے کہ مردوں کے فطرتی تقاضے یعنی شرمگاہ کی شہوت پوری کرنے کا درست ذریعہ عورت ہے اور اس میں بھی کھلی چھٹی نہیں کہ جب اور جس عورت سے دل چاہا اس سے اپنی شہوت پوری کرلی بلکہ اس میں شریعت نے ایک حد مقرر کی ہے اور کچھ اصول و قوانین نافذ فرمائے ہیں جن کے اندر رہتے ہوئے بندہ عورت سے اپنا فطرتی تقاضا پورا کرسکتا ہے اور فی زمانہ شرعی نکاح کے علاوہ عورت سے فائدہ اٹھانے کی کوئی صورت نہیں، اور شرعی نکاح کرکے اپنی بیوی سے جائز طریقے کے ساتھ فطرتی تقاضا پورا کرنا انسانی فطرت کے عین مطابق اور بے شمار فوائد کا حامل ہے، جیسے انسانوں کی تعداد میں درست طریقے سے اضافہ ہونا، خاندانی نظام قائم ہونا، معاشرے میں فحاشی اور بے حیائی کا خاتمہ ہو کر ایک پاکیزہ معاشرے کا ترتیب پانا وغیرہ اور جب سے لوگوں

نے اپنی فطرت سے بغاوت کرتے ہوئے معاشرے میں ہم جنس پرستی کو فروغ دینا شروع کیا، مردوں کو مردوں اور عورتوں سے بدفعلی کرنے کی طرف مُنَظَّم طریقے سے مائل کیا، فحاشی، عریانی اور بے حیائی کو عام کیا، عورتوں میں پردے کی ذہنیت کو ختم کر کے آزاد رَوِش اور روشن خیالی کی سوچ کو پیدا کیا، بدفعلی اور زنا کاری کو آسان سے آسان تر کیا حتّٰی کہ بچوں کو اس کی باقاعدہ تربیت دینے کا نظام قائم کیا تب سے ان لوگوں کا حال جانوروں سے بھی بدتر ہوتا جا رہا ہے اور یہ لوگ انتہائی خطرناک مسائل اور مُہلِک اَمراض سے دوچار ہونے کے بعد اب اس بات پر مجبور ہو چکے ہیں کہ وہ فطرت سے بغاوت ختم کر دیں اور اپنے معاشرے میں اس نظام کو رائج کریں جو فطرت کے مطابق ہے۔ اے کاش! مسلمان بھی ہوش کے ناخن لیں اور یہ بھی اپنی فطرت سے بغاوت نہ کریں اور جو بغاوت کر چکے وہ اس سے باز آجائیں ۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے، اٰمین۔

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُؕ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ(65)

ترجمہ: تم فرماؤ: اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب نہیں جانتا اور لوگ نہیں جانتے کہ انہیں کب اُٹھایا جائے گا؟

غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونے سے متعلق اہم کلام:

اس آیت میں اور اس کے علاوہ کئی آیات میں غیب کے علم کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ سے علمِ غیب کی نفی کی گئی ہے، اسی مناسبت سے یہاں ہم علمِ غیب سے متعلق ایک خلاصہ ذکر کرتے ہیں تاکہ وہ آیات، احادیث اور اقوالِ علماء جن میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں سے علم غیب کی نفی کی گئی ہے ان کا اصل مفہوم واضح ہو اور علم غیب سے متعلق اہلِ حق کے اصل عقیدے کی وضاحت ہو۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''علمِ غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہونا بے شک حق ہے اور کیوں نہ ہو کہ رب عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

''قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ''

تم فرمادو کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔''

اور اس سے مراد وہی علمِ ذاتی اور علمِ محیط (یعنی ہر چیز کا علم) ہے کہ وہی اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت اور اس سے مخصوص ہیں۔ علمِ عطائی کہ دوسرے کا دیا ہوا ہو اور علمِ غیر محیط کہ بعض اَشیاء سے مطلع ہو اور بعض سے ناواقف ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے ہو ہی نہیں سکتا، اس سے مخصوص ہونا تو دوسرا درجہ ہے۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے علومِ غیب غیر محیط کا اَنبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ملنا بھی قطعاً حق ہے اور کیوں نہ ہو کہ رب عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

''وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَیْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ

مِنۡ رُّسُلِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ‘‘(آل عمران:۱۷۹)

اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

اور فرماتا ہے:

’’عٰلِمُ الۡغَيۡبِ فَلَا يُظۡهِرُ عَلٰى غَيۡبِهٖۤ اَحَدًا ۙ‏(۲۶) اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰى مِنۡ رَّسُوۡلٍ‘‘ (الجن:۲۷،۲۶)

اللہ عالم الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اور فرماتا ہے:

’’وَمَا هُوَ عَلَى الۡغَيۡبِ بِضَنِيۡنٍ‘‘ (التکویر : ۲۴)

یہ نبی غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔

اور فرماتا ہے:

’’ذٰلِكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَيۡبِ نُوۡحِيۡهِ اِلَيۡكَ‘‘ (یوسف: ۱۰۲)

یعنی اے نبی! یہ غیب کی باتیں ہم تم کو مخفی طور پر بتاتے ہیں۔

حتّٰی کہ مسلمانوں کو فرماتا ہے:

’’يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَيۡبِ‘‘ (بقرہ: ۳)

غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

ایمان تصدیق (کا نام) ہے اور تصدیق علم ہے، (تو) جس شے کا اصلاً علم ہی نہ ہو اس پر ایمان لانا کیونکر ممکن (لہٰذا ثابت ہوا کہ مسلمانوں کو غیب کا علم حاصل ہے)، تفسیر کبیر میں ہے: ''لَایَمْتَنِعُ اَنْ نَّقُوْلَ نَعْلَمُ مِنَ الْغَیْبِ مَالَنَا عَلَیْهِ دَلِیْلٌ'' یہ کہنا کچھ منع نہیں کہ ہم کو اس غیب کا علم ہے جس میں ہمارے لیے دلیل ہے۔

(تفسیرِ کبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۳، ۱/۲۷۴)

نسیم الریاض میں ہے: ''لَمْ یُکَلِّفْنَا اللہُ الْاِیْمَانَ بِالْغَیْبِ اِلَّا وَ قَدْ فَتَحَ لَنَا بَابَ غَیْبِهٖ'' ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایمان بالغیب کا جبھی حکم دیا ہے کہ اپنے غیب کا دروازہ ہمارے لیے کھول دیا ہے۔(نسیم الریاض، فصل و من ذلک ما اطلع علیہ من الغیوب۔۔۔ الخ، ص ۱۵۱، فتاویٰ رضویہ، ۲۹/۴۳۹-۴۳۸، ملخصًا)

علمِ غیب سے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْهِ کی کتاب ''اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِّیَّهُ بِالْمَادَّۃِ الْغَیْبِیَّهْ'' (علمِ غیب کے مسئلے کا دلائل کے ساتھ تفصیلی بیان) اور فتاویٰ رضویہ کی 29 ویں جلد میں موجود رسائل ''اِزَاحَۃُ الْعَیْبُ بِسَیْفِ الْغَیْبْ'' (علمِ غیب کے مسئلے سے متعلق دلائل اور بدمذہبوں کا رَد) اور ''خَالِصُ الْاِعْتِقَادْ'' (علمِ غیب سے متعلق ۱۲۰ دلائل پر مشتمل ایک عظیم کتاب) کا مطالعہ فرمائیں۔

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَ لَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ(80)

ترجمہ: بیشک تم مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ تم بہروں کو پکار سنا سکتے ہو جب وہ پیٹھ دے کر پھر رہے ہوں۔

آیت ''اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى'' سے مُردوں کے نہ سننے پر اِستدلال کرنے والوں کا رد:

بعض حضرات اس آیت سے مُردوں کے نہ سننے پر استدلال کرتے ہیں، ان کا استدلال غلط ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں کفار کو مُردہ فرمایا گیا اور اُن سے بھی مُطلقاً ہر کلام سننے کی نفی مراد نہیں ہے بلکہ وعظ و نصیحت اور کلامِ ہدایت قبول کرنے کیلئے سننے کی نفی ہے اور مراد یہ ہے کہ کافر مردہ دل ہیں کہ نصیحت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے۔ حضرت ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''مردوں سے مراد کفار ہیں اور (یہاں) مطلق سننے کی نفی نہیں بلکہ معنی یہ ہے کہ ان کا سننا نفع بخش نہیں ہوتا۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الجہاد، باب حکم الاسرائ، الفصل الاول، ۷/۵۱۹، تحت الحدیث: ۳۹۶۷)

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت میں سننے کی نفی نہیں بلکہ سنانے کی نفی ہے اور اگر سننے کی نفی مان لی جائے تو یہاں

یقیناً "سننا" قبول کرنے کے لئے سننے اور نفع بخش سننے کے معنی میں ہے۔ باپ اپنے عاقل بیٹے کو ہزار بار کہتا ہے: وہ میری نہیں سنتا۔ کسی عاقل کے نزدیک اس کے یہ معنی نہیں کہ حقیقۃً کان تک آواز نہیں جاتی۔ بلکہ صاف یہی کہ سنتا تو ہے، مانتا نہیں، اور سننے سے اسے نفع نہیں ہوتا، آیۂ کریمہ میں اسی معنی کے ارادہ پر "ہدایت" شاہد کہ کفار سے نفع اٹھانے ہی کی نفی ہے نہ کہ اصل سننے کی نفی۔ خود اسی آیۂ کریمہ "اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى" کے تتمہ میں ارشاد فرماتا ہے: "اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ" "تم نہیں سناتے مگر انھیں جو ہماری آیتوں پر یقین رکھتے ہیں تو وہ فرمانبردار ہیں۔ اور پُر ظاہر کہ وعظ و نصیحت سے نفع حاصل کرنے کا وقت یہی دنیا کی زندگی ہے۔ مرنے کے بعد نہ کچھ ماننے سے فائدہ نہ سننے سے حاصل، قیامت کے دن سبھی کافر ایمان لے آئیں گے، پھر اس سے کیا کام، تو حاصل یہ ہوا کہ جس طرح مردوں کو وعظ سے کوئی فائدہ نہیں، یہی حال کافروں کا ہے کہ لاکھ سمجھائیے نہیں مانتے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۹/۷۰۱، ملخصًا)

مُردوں (Deceaseds) کے سننے کا ثبوت:

کثیر اَحادیث سے مُردوں کا سننا ثابت ہے، یہاں ہم بخاری شریف اور مسلم شریف سے دو اَحادیث ذکر کرتے ہیں جن میں مردوں کے سننے کا ذکر ہے۔ چنانچہ

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سیّد المرسَلین

ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب بندے کو اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور لوگ دفن کر کے پلٹتے ہیں تو بیشک وہ یقیناً تمہارے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ (بخاری، کتاب الجنائز، باب المیت یسمع خفق النعال، ۱/۴۵۰، الحدیث: ۱۳۳۸)

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ”رسولُ اللہ ﷺ ہمیں کفارِ بدر کی قتل گاہیں دکھاتے تھے کہ یہاں فلاں کافر قتل ہو گا اور یہاں فلاں، جہاں جہاں حضورِ اقدس ﷺ نے بتایا تھا وہیں وہیں ان کی لاشیں گریں۔ پھر آپ ﷺ کے حکم سے ان کی لاشیں ایک کنویں میں بھر دی گئیں۔ سرکارِ دو عالَم ﷺ وہاں تشریف لے گئے اور ان کفار کو ان کا اور ان کے باپ کا نام لے کر پکارا اور فرمایا: جو سچا وعدہ خدا اور رسول نے تمہیں دیا تھا وہ تم نے بھی پالیا؟ کیونکہ جو حق وعدہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا تھا، میں نے تو اسے پالیا۔ حضرت عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: یا رسولَ اللہ! ﷺ، آپ ان جسموں سے کیونکر کلام کرتے ہیں جن میں روحیں نہیں۔ ارشاد فرمایا: جو میں کہہ رہا ہوں اسے تم ان سے کچھ زیادہ نہیں سنتے لیکن انہیں یہ طاقت نہیں کہ مجھے لوٹ کر جواب دیں۔ (مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا واہلہا، باب عرض مقعد المیت من الجنۃ او النار علیہ۔۔۔ الخ، ص۱۵۳۶، الحدیث: ۷۶(۲۸۷۳))

نوٹ: مُردوں کے سننے سے متعلق مسئلے کی مزید تفصیل جاننے کے لئے فتاویٰ رضویہ کی 9ویں جلد میں موجود رسالہ ”حَیَاتُ الْمَوَاتِ فِیْ بَیَانِ سِمَاعِ الْاَمْوَاتِ“

(مردوں کی سماعت کے بیان میں مفید رسالہ) کا مطالعہ فرمائیں۔

وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ(82)

ترجمہ: اور جب ان پر بات آپڑے گی تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو لوگوں سے کلام کرے گا اس لیے کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہ کرتے تھے۔

''دَآبَّۃُ الْاَرْض'' کا تعارف:

اس جانور کو ''دَآبَّۃُ الْاَرْض'' کہتے ہیں۔ اس جانور کے بارے میں صرف اتنا جان لینا کافی ہے کہ یہ عجیب و غریب شکل کا جانور ہو گا۔ کوہِ صفا سے برآمد ہو کر تمام شہروں میں بہت جلد پھرے گا۔ فصاحت کے ساتھ کلام کرے گا۔ ہر شخص کی پیشانی پر ایک نشان لگائے گا، ایمانداروں کی پیشانی پر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے عصا سے نورانی خط کھینچے گا اور کافر کی پیشانی پر حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی انگوٹھی سے سیاہ مہر لگائے گا۔

سورۃ اَلْقَصَص

وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى اَنْ اَرْضِعِيْهِۚ-فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَ لَا تَخَافِيْ وَ لَا تَحْزَنِيْۚ-اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ(7)

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو اِلہام فرمایا کہ اسے دودھ پلا پھر جب تجھے اس پر خوف ہو تو اسے دریا میں ڈال دے اور خوف نہ کر اور غم نہ کر، بیشک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسولوں میں سے بنائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو بھی غیب کا علم عطا ہوتا ہے:

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یوحانذ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا (حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی والدہ کا نام یوحانذ ہے اور آپ لاوی بن یعقوب کی نسل سے ہی) کو حسبِ ذیل باتیں بتائی گئی تھیں،

(1)... حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ابھی وفات نہ پائیں گے۔

(2)... حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی پرورش وہ خود کریں گی۔

(3)... حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام رسول بنائے جائیں گے۔

یہ سب مستقبل کی خبریں غیب کے علوم میں سے ہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ اللہ

تعالیٰ کے اولیاء کو بھی غیب کا علم عطا ہوتا ہے۔

وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ اسْتَوٰۤى اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًاؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ(14)

ترجمہ: اور جب موسیٰ اپنی جوانی کو پہنچے اور بھرپور ہوگئے تو ہم نے اسے حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نیکوں کو ایسا ہی صلہ دیتے ہیں۔

حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو نبوت کب ملی؟

یہاں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو علمِ لَدُنی ملا تھا جو استاد کے واسطے کے بغیر آپ کو عطا ہوا، جیسا کہ ''اٰتَیْنٰہُ'' فرمانے سے معلوم ہوا اور یہ علم آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو نبوت عطا کئے جانے سے پہلے دیا گیا، اور یہ بھی یاد رہے کہ یہاں حکم اور علم سے مراد نبوت نہیں کیونکہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو نبوت تو مَدیَن سے مصر آتے ہوئے راستہ میں عطا ہوئی۔ نیز حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام شروع سے ہی صالح، نیک، متقی، پرہیزگار تھے۔

آیت ''وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ'' سے معلوم ہونے والے مسائل:

اس آیتِ مبارکہ سے دو مسئلے معلوم ہوئے،

(1)...انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام ظہورِ نبوت سے پہلے بھی صالح ہوتے ہیں

انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام ظہورِ نبوت اور کتابِ الٰہی ملنے سے پہلے ہی متقی، صالح

اور اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار ہوتے ہیں۔ ہمارے حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر جب قرآن کی پہلی آیت اتری تو اس وقت آپ غارِ حراء میں اِعتکاف اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول تھے۔

(2)...نیک اعمال علم میں ترقی کا سبب ہوتے ہیں

نیک اعمال کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کامل علم ملتا ہے اور عالم کے عمل میں برکت ہوتی ہے۔ لہٰذا علماء کو چاہیے کہ وہ نیک اعمال بکثرت کیا کریں۔

فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ٘ قَالَ رَبِّ نَجِّنِىْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ(21)

ترجمہ: پھر موسیٰ شہر سے ڈرتے ہوئے انتظار کرتے ہوئے نکلے ۔ موسیٰ نے عرض کی: اے میرے رب! مجھے ظالموں سے نجات دیدے۔

آیت ''فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا'' سے معلوم ہونے والے مسائل:

اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے،

(1)...جان بچانے کی تدبیر کرنا سنت انبیاءِ کرام عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام ہے

خطرناک جگہ سے نکل جانا اور جان بچانے کی تدبیر کرنا انبیاءِ کرام عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی سنت ہے۔

(2)...اسباب پر عمل کرنا اور تدبیر اختیار کرنا توکّل کے خلاف نہیں۔

(3)... حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی مار سے قبطی کا مرجانا ایسا فعل نہیں تھا جس کی وجہ سے قصاص لازم ہوتا اور اگر وہ صورت ایسی ہوتی جس میں قصاص لازم ہوتا تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام شہر سے نکلنے کی بجائے خود اپنے آپ کو قصاص کے لئے پیش فرمادیتے۔

(4)...sometimes مصیبت بندے کو اچھی طرف لے جاتی ہے

کبھی مصیبت بندے کو اچھی طرف لے جاتی ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بظاہر فرعون کی وجہ سے شہر چھوڑ رہے تھے مگر در حقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف جارہے تھے۔ آپ کا یہ سفر بہت فتح اور کامیابی کا پیش خیمہ ہوا، حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی صحبت، نیک بیوی اور نبوت کا عطا ہونا سب اسی سفر میں آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو مرحمت ہوا۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ(33) وَ اَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْاً یُّصَدِّقُنِیْۤ٘ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ(34)

ترجمہ: موسیٰ نے عرض کی: اے میرے رب! میں نے ان میں سے ایک شخص کو قتل کردیا تھا تو مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے قتل کردیں گے۔ اور میرا بھائی ہارون اس کی زبان مجھ سے زیادہ صاف ہے تو اسے میری مدد کے لیے

رسول بنا تاکہ وہ میری تصدیق کرے، بیشک مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔

آیت ''وَ اَخِیْ هٰرُوْنُ'' سے معلوم ہونے والے مسائل:

اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے،

(1)...بندوں کی مدد لینا انبیاءِ کرام عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندوں کی مدد لینا انبیاءِ کرام عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے جیسے حضرت موسیٰ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام نے حضرت ہارون عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی مدد لی۔

(2)...مُقَرَّب بندوں کی دعا سے نعمت ملنے کا ثبوت:

بزرگوں کی دعا سے وہ نعمت مل سکتی ہے جو کسی اور سے نہیں مل سکتی، جیسے حضرت ہارون عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نبوت حضرت موسیٰ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی دعا سے ہے۔

یاد رہے کہ نبوت اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور وہ جسے چاہتا ہے یہ عطا فرماتا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ سیّد المرسلین صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّم کی تشریف آوری کے بعد اب قیامت تک کسی کو نبوت نہیں مل سکتی کیونکہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَ سَلَّمَ آخری نبی ہیں اور آپ کی آمد پر اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ ختم فرما دیا ہے، البتہ اب بھی اللہ تعالیٰ کی

بارگاہ کے مُقرَّب بندوں کی دعا سے ولایت، علم، اولاد اور سلطنت مل سکتی ہے۔

اِنَّكَ لَا تَهۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَ لٰـكِنَّ اللّٰهَ یَهۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَ هُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِیۡنَ(56)

ترجمہ: بیشک ایسا نہیں ہے کہ تم جسے چاہو اسے اپنی طرف سے ہدایت دیدو لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیدیتا ہے اور وہ ہدایت والوں کو خوب جانتا ہے۔

مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی۔

ابوطالب کے ایمان سے متعلق اعلیٰ حضرت رَحۡمَةُ اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ کی تحقیق:

اعلیٰ حضرت، مُجَدِّدِ دین وملت شاہ امام احمد رضاخان عَلَیۡہِ رَحۡمَةُ الرَّحۡمٰن ابو طالب کے ایمان سے متعلق پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: اس میں شک نہیں کہ ابوطالب تمام عمر حضور سیّد المرسلین، سیّد الاوّلین والآخِرین، سیّد الاَبرار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِلٰی یَوۡمِ الۡقَرار کی حفظ وحمایت وکفالت ونصرت میں مصروف رہے۔ اپنی اولاد سے زیادہ حضور کو عزیز رکھا اور اس وقت میں ساتھ دیا کہ ایک عالَم حضور کا دشمنِ جاں ہوگیا تھا اور حضور کی محبت میں اپنے تمام عزیزوں قریبیوں سے مخالفت گوارا کی، سب کو چھوڑ دینا قبول کیا، کوئی دقیقہ غمگساری وجاں نثاری کا نامَرعی نہ رکھا (یعنی ہر لمحے غمگساری اور جاں نثاری کی)، اور

یقیناً جانتے تھے کہ حضور افضل المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کے سچے رسول ہیں، ان پر ایمان لانے میں جنت اَبدی اور تکذیب میں جہنم دائمی ہے، بنوہاشم کو مرتے وقت وصیت کی کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تصدیق کرو فلاح پاؤ گے، نعت شریف میں قصائد ان سے منقول، اور اُن میں براہِ فراست وہ اُمور ذکر کیے کہ اس وقت تک واقع نہ ہوئے تھے (بلکہ) بعدِ بعثت شریف ان کا ظہور ہوا، یہ سب احوال مطالعۂ اَحادیث و مُراجعتِ کتبِ سِیَر (یعنی سیرت کی کتابوں کی طرف رجوع کرنے) سے ظاہر۔ مگر مُجرَّدان اُمور سے ایمان ثابت نہیں ہوتا۔ کاش یہ افعال واقوال اُن سے حالتِ اسلام میں صادر ہوتے تو سیدنا عباس بلکہ ظاہراً سیدنا حمزہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے بھی افضل قرار پاتے اور افضل الاَعمام حضور افضل الاَنام عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَام (یعنی تمام انسانوں سے افضل حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سب سے افضل چچا) کہلائے جاتے۔ تقدیرِ الٰہی نے بربنا اُس حکمت کے جسے وہ جانے یا اُس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، انہیں گروہِ مسلمین وغلامانِ شفیع المذنبین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ۔ (تو اے عقل رکھنے والو! ان کے حال سے عبرت حاصل کرو) صرف معرفت گو کیسی ہی کمال کے ساتھ ہو ایمان نہیں ۔(فتاویٰ رضویہ، رسالہ: شرح المطالب فی مبحث ابی طالب، ۲۹/۶۶۱)

مزید فرماتے ہیں: ”آیاتِ قرآنیہ واَحادیثِ صحیحہ، مُتوافرہ، مُتظافرہ (یعنی بکثرت صحیح

احادیث) سے ابوطالب کا کفر پر مرنا اور دمِ واپسیں ایمان لانے سے انکار کرنا اور عاقبت کار اصحابِ نار سے ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت جس سے کسی سنی کو مجالِ دم زدن نہیں۔(فتاویٰ رضویہ، رسالہ: شرح المطالب فی مبحث ابی طالب، ۲۹/۶۵۸-۶۵۷)

نوٹ: ابوطالب کے ایمان نہ لانے سے متعلق تفصیلی دلائل کی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ کی 29ویں جلد میں موجود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کا رسالہ ''شَرۡحُ الۡمَطَالِبِ فِیۡ مَبۡحَثِ اَبِیۡ طَالِب'' (ابوطالب کے ایمان سے متعلق بحث) کا مطالعہ کریں۔

اِنَّ قَارُوۡنَ كَانَ مِنۡ قَوۡمِ مُوۡسٰى فَبَغٰى عَلَيۡهِمۡ‌ۖ وَاٰتَيۡنٰهُ مِنَ الۡكُنُوۡزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوۡٓاُ بِالۡعُصۡبَةِ اُولِى الۡقُوَّةِ‌ۗ اِذۡ قَالَ لَهٗ قَوۡمُهٗ لَا تَفۡرَحۡ‌ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡفَرِحِيۡنَ(76)

ترجمہ: بیشک قارون موسیٰ کی قوم سے تھا پھر اس نے قوم پر زیادتی کی اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے جن کی کنجیاں (اُٹھانا) ایک طاقتور جماعت پر بھاری تھیں۔ جب اس سے اس کی قوم نے کہا: اِتراؤ نہیں، بیشک اللہ اِترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

خوش ہونے اور خوشی منانے سے متعلق 3 شرعی احکام:

آیت نمبر 76 میں قارون کے اترانے یعنی فخر و تکبر کے طور پر خوش ہونے کا ذکر

ہوا، اس مناسبت سے یہاں خوش ہونے اور خوشی منانے سے متعلق 3 شرعی احکام ملاحظہ ہوں:

(1)...شیخی اور شکر کی خوشی کا حکم شرعی

شیخی کی خوشی یعنی اترانا حرام ہے، لیکن شکر کی خوشی عبادت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا" (یونس:۵۸)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تم فرماؤ: اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر ہی خوشی منانی چاہیے۔

(2)...جرم کرکے خوش ہونے کا شرعی حکم

جرم کرکے خوش ہونا حرام ہے جبکہ عبادت کرکے خوش ہونا بہتر ہے۔

(3)...ناجائز طریقے سے خوشی منانے کا شرعی حکم

ناجائز طریقے سے خوشی منانا حرام ہے جیسے خوشی سے ناچنا شروع کردینا جبکہ جائز طور سے خوشی منانا اچھا ہے جیسے خوشی میں صدقہ کرنا وغیرہ۔

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِیْ زِیْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِیَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ

عَظِیْمٍ (79)

ترجمہ: تو اپنی قوم پر نکلا اپنی آرائش میں بولے وہ جو دنیا کی زندگی چاہتے ہیں کسی طرح ہم کو بھی ایسا ملتا جیسا قارون کو ملا بیشک اس کا بڑا نصیب ہے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ یہاں دنیا میں رغبت رکھنے والوں سے بنی اسرائیل کے مسلمان مراد ہیں۔ ان کی یہ تمنا بشری تقاضے سے تھی اور یہ کفر یا گناہِ کبیرہ نہیں۔ (روح البیان، القصص، تحت الآیۃ: ۷۹، ۶/۴۳۳، تفسیر کبیر، القصص، تحت الآیۃ: ۷۹، ۹/۱۲، جلالین، القصص، تحت الآیۃ: ۷۹، ص ۳۳۴، ملتقطاً)

رشک (Envy) اور حسد (Jealousy) کا شرعی حکم:

خیال رہے کہ دُنْیَوی نعمتوں میں غِبطہ کرنا یعنی کسی کی دولت وغیرہ پر اس کے زوال کی خواہش کے بغیر رشک کرنا اور اس میں برابری کی تمنا کرنا بھی اس صورت میں منع ہے جب کہ دنیا یا مال کی محبت کے طور پر ہو، اگر ایسا نہیں تو یہ تمنا جائز ہے، البتہ حسد یعنی یہ تمنا کرنا کہ دوسرے سے نعمت زائل ہو کر اسے مل جائے، یہ مُطْلَقاً حرام ہے۔

سورۃ اَلۡعَنۡکَبُوۡت

وَ وَصَّيۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَيۡهِ حُسۡنًا ؕ وَ اِنۡ جَاهَدٰكَ لِتُشۡرِكَ
بِىۡ مَا لَيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ فَلَا تُطِعۡهُمَا ؕ اِلَىَّ مَرۡجِعُكُمۡ فَاُنَبِّئُكُمۡ
بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ (8)

ترجمہ: اور ہم نے (ہر) انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی اور (اے بندے!) اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو کسی کو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو تُو ان کی بات نہ مان۔ میری ہی طرف تمہارا پھرنا ہے تو میں تمہیں تمہارے اعمال بتادوں گا۔

کافروالدین (Non-Muslim parent) کے حقوق سے متعلق شرعی احکام:

اس سے معلوم ہوا کہ بندے کو ماں باپ کا مادری پدری حق ضرور ادا کرنا چاہئے اگرچہ وہ کافر ہوں۔ اسی مناسبت سے یہاں کافروالدین کے حقوق سے متعلق 2 شرعی احکام ملاحظہ ہوں۔

(1)...کافروالدین کا نفقہ بھی مسلمان اولاد پر لازم ہے۔

(2)...اگر کافر ماں باپ بت خانے وغیرہ سے گھر تک چھوڑنے کا کہیں تو انہیں گھر تک چھوڑے اور اگر وہ گھر سے بت خانے وغیرہ تک چھوڑنے کا کہیں تو انہیں نہیں

چھوڑ سکتا کیونکہ گھر تک چھوڑنا گناہ نہیں اور بت خانے چھوڑنا گناہ ہے۔

(روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ:۸، ۶/۴۵۰)

شرعی احکام کے مقابلے میں والدین کی اطاعت کا شرعی حکم:

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شرعی احکام کے مقابلے میں کسی رشتہ دار کا کوئی حق نہیں ، لہٰذا اولاد پر لازم ہے کہ شریعت کی طرف سے اجازت کے بغیر صرف ماں باپ کے کہنے پر شرعی احکام مثلاً روزہ وغیرہ رکھنا نہ چھوڑے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”اطاعتِ والدین جائز باتوں میں فرض ہے اگرچہ وہ خود مُرتکِبِ کبیرہ ہوں، ان کے کبیرہ کا وبال ان پر ہے مگر اس کے سبب یہ اُمورِ جائزہ میں ان کی اطاعت سے باہر نہیں ہو سکتا، ہاں اگر وہ کسی ناجائز بات کا حکم کریں تو اس میں ان کی اطاعت جائز نہیں، لَا طَاعَةَ لِاَحَدٍ فِیْ مَعْصِیَةِ اللہ تَعَالٰی (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی بھی شخص کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔) (مسند امام احمد، مسند البصریین، بقیۃ حدیث الحکم بن عمرو الغفاری رضی اللّٰہ عنہ، ۷/ ۳۶۳، الحدیث: ۲۰۶۷۹)

ماں باپ اگر گناہ کرتے ہوں ان سے بہ نرمی وادب گزارش کرے، اگر مان لیں بہتر ورنہ سختی نہیں کر سکتا بلکہ ان کے لئے دعا کرے، اور ان کا یہ جاہلانہ جواب دینا کہ یہ توضرور کروں گا یا توبہ سے انکار کرنا دوسرا سخت کبیرہ ہے مگر مطلقاً کفر نہیں جب تک کہ

حرامِ قطعی کو حلال جاننا یا حکمِ شرع کی توہین کے طور پر نہ ہو، اس سے بھی جائز باتوں میں ان کی اطاعت کی جائے گی ہاں اگر مَعَاذَ اللہ یہ انکار بروجہِ کفر ہو تو وہ مُرتَد ہو جائیں گے، اور مرتد کے لئے مسلمان پر کوئی حق نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ۲۵/۲۰۵-۲۰۴)

شرعی احکام کے مقابلے میں Boss,Officer وغیرہ کی اطاعت کا شرعی حکم:

شرعی احکام کے مقابلے میں ماں باپ کی اطاعت کے حوالے سے شرعی حکم اوپر بیان ہوا اور ان کے علاوہ دیگر افراد جیسے سیٹھ، افسر، حاکم وغیرہ سے متعلق بھی یہی حکم ہے کہ ان میں سے جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کا کہے تو اس کی بات ہر گز نہیں مانی جائے گی، یہاں اسی سے متعلق تین اَحادیث ملاحظہ ہوں۔

(1)... حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”پسندیدہ اور ناپسندیدہ تمام اُمور میں ہر مسلمان آدمی پر (امیر کی) بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا اس وقت تک ضروری ہے جب تک وہ گناہ کا حکم نہ دے اور اگر وہ گناہ کا حکم دے تو نہ اس کی سنی جائے اور نہ اطاعت کی جائے۔ (بخاری، کتاب الاحکام، باب السمع والطاعۃ للامام مالم تکن معصیۃ، ۴/۴۵۵، الحدیث: ۷۱۴۴)

(2)... حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”گناہ کے کاموں میں کسی کا حکم نہیں مانا جاتا بلکہ اطاعت

تو نیک کاموں میں ہے۔(بخاری، کتاب اخبار الآحاد، باب ما جاء فی اجازۃ خبر الواحد الصدوق۔۔۔الخ، ۴/۴۹۲، الحدیث:۷۲۵۷)

(3)...حضرت عمران بن حصین رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں ۔(معجم الکبیر، عمران بن حصین یکنی ابانجید۔۔۔الخ، ہشام بن حسان عن الحسن عن عمران، ۱۸/۱۷۰، الحدیث:۳۸۱)

افسوس! فی زمانہ اس حوالے سے مسلمانوں کی صورتِ حال انتہائی نازک ہے اور دُنْیَوی مَنفعت کے حصول اور دنیا کے نقصان سے بچنے کی خاطر اپنے سیٹھ، افسر، حاکم اور دیگر لوگوں کی وہ باتیں بے دھڑک مانتے چلے جاتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نافرمانی کا حکم دیا گیا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں عقلِ سلیم اور ہدایت عطا فرمائے اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرنے میں مخلوق کی اطاعت کرنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌۘ وَ قَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّیْؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ(26)

ترجمہ: تو ابراہیم کی تصدیق لوط نے کی اور ابراہیم نے فرمایا: میں اپنے رب کی (سرزمین شام کی) طرف ہجرت کرنے والا ہوں ، بیشک وہی عزت والا،

حکمت والا ہے۔

آیت ’’وَ قَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّیْ‘‘ سے معلوم ہونے والے مسائل:

اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے:

(1)...ہجرت کرنا انبیاءِ کرام عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے

بوقتِ حاجت ہجرت کرنا انبیاءِ کرام عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے۔

(2)...اللہ تعالیٰ جگہ سے پاک ہے

ایسی جگہ چلا جانا جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں کوئی روک ٹوک نہ ہو، دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف جانا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جگہ سے پاک ہے تو اس کے حق میں یہاں وہاں سب برابر ہے۔

وَ لَمَّاۤ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَ ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ قَالُوْا لَا تَخَفْ وَ لَا تَحْزَنْ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَ اَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ(33) اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰۤى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ(34)

ترجمہ: اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے تو انہیں فرشتوں کا آنا برا لگا اور ان کے سبب دل تنگ ہوا اور فرشتوں نے کہا: آپ نہ ڈریں اور نہ غمگین ہوں، بیشک ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو بچانے والے ہیں سوائے آپ

کی بیوی کے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔ بیشک ہم اِس شہر والوں پر آسمان سے عذاب اتارنے والے ہیں کیونکہ یہ نافرمانی کرتے تھے۔

آیت ’’وَ لَمَّاۤ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا‘‘ سے معلوم ہونے والے احکام:

اس آیت سے تین باتیں معلوم ہوئیں،

(1)... مہمان کی حفاظت اور توقیر میزبان کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

(2)... کیا نبی عَلَیْہِ السَّلَام فرشتے کو نہیں پہچانتے؟

کبھی نبی عَلَیْہِ السَّلَام فرشتے کو نہیں بھی پہچانتے، البتہ یاد رہے کہ جب وحی نازل ہونے کے وقت فرشتہ حاضر ہوتا ہے تو اس وقت نبی عَلَیْہِ السَّلَام فرشتے کو ضرور پہچانتے ہیں، اگر اس وقت بھی نہ پہچانیں تو وحی قطعی نہ رہے گی۔

(3)... اللہ تعالیٰ کے مُقَرَّب بندے اللہ تعالیٰ کی عطا سے بندوں کو آنے والی مصیبتوں سے بچانے کی قدرت رکھتے ہیں اور بچاتے بھی ہیں

وَ قَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ ۫ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَیِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ وَ مَا كَانُوْا سٰبِقِیْنَ(39)

ترجمہ: اور (ہم نے) قارون اور فرعون اور ہامان کو (ہلاک کیا) اور بیشک ان کے پاس موسیٰ روشن نشانیاں لے کر آئے تو انہوں نے زمین میں تکبر کیا اور وہ ہم سے نکل کر جانے والے نہ تھے۔

آیت ’’وَ قَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ‘‘ سے معلوم ہونے والے مسائل:

اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے،

(1)…ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا انکار کرنے کا شرعی حکم

یہاں اللہ تعالیٰ نے قارون کو جو صرف زکوٰۃ کا انکار کرتا تھا فرعون اور ہامان کے ساتھ ذکر فرمایا جو سارے دینی اُمور یعنی توحید و نبوت وغیرہ کا انکار کرتے تھے۔اس سے معلوم ہوا کہ ضروریاتِ دین میں سے ایک چیز کا انکار کرنے والا، ویسا ہی کافر ہے جیسے ساری باتوں کا منکر کافر ہے۔اسی وجہ سے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے زکوٰۃ کے منکروں پر جہاد کا حکم دے دیا اور مُسَیْلِمَہ کذّاب کی قوم پر جہاد فرمایا کیونکہ وہ مسیلمہ کو نبی مان کر مُرتَد ہو گئے تھے۔

(2)…خاندانی عزت و شرافت بغیر ایمان کے مفید نہیں

یہاں قارون کا ذکر پہلے اس لئے فرمایا گیا کہ وہ خاندانی شریف تھا۔اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایمان نہ ہو تو نسبی اور خاندانی عزت و شرافت عذاب سے نہیں بچا سکتی۔ اس سے کفارِ قریش کو یہ سمجھانا مقصود ہے کہ تم ابراہیمی ہونے پر فخر نہ کرو بلکہ ایمان لاؤ ورنہ عذاب کے لئے تیار رہو۔

وَ لَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ﳓ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَ قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ

وَ اِلٰـهُنَا وَ اِلٰـهُكُمْ وَاحِدٌ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ(46)

ترجمہ: اور اے مسلمانو! اہلِ کتاب سے بحث نہ کرو مگر بہترین انداز پر سوائے ان میں سے ظالموں کے اور کہو: ہم اس پر ایمان لائے جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور جو تمہاری طرف نازل کیا گیا اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہے اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں۔

مناظرہ(Debating)کرنے اور علم مناظرہ(Science of debating) سیکھنے کا جواز

امام عبداللہ بن احمد نسفی رَحْمَةُ اللّٰه تَعَالٰی عَلَيْهِ فرماتے ہیں: ”اس آیت سے کفار کے ساتھ دینی اُمور میں مناظرہ کرنے کا جواز، اور اسی طرح علمِ کلام سیکھنے کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے۔ (مدارک، العنکبوت، تحت الآیۃ:۴۶، ص۸۹۵)

عیسائیوں اور یہودیوں سے دینی اُمور میں بحث کرنے کا شرعی حکم؟

یاد رہے کہ عیسائیوں، یہودیوں اور دیگر کافروں کے ساتھ دینی اُمور میں بحث اور مناظرہ کرنا ان علماء کا کام ہے جو ان کے باطل عقائد و نظریات کا بہترین اور مضبوط دلائل کے ساتھ رد کر سکتے ہوں اور ان کی طرف سے دینِ اسلام اور اس کی تعلیمات و اَحکام پر ہونے والے اعتراضات کا انتہائی تسلی بخش جواب دے سکتے ہوں اور مناظرہ کے فن میں بھی خوب مہارت رکھتے ہوں۔ جو عالِم ایسی صلاحیت نہ رکھتا ہو اسے اور

بطورِ خاص عام لوگ جنہیں عقائد و نظریات کی تفصیلی دلائل سے معلومات ہونا تو دور کی بات ،فرض عبادات سے متعلق شرعی احکام بھی ٹھیک سے معلوم نہیں ہوتے، انہیں یہودیوں،عیسائیوں اور دیگر کفار سے دینی اُمور میں بحث مباحثہ کرنا حرام ہے اور ان لوگوں کا یہ سوچ کر بحث کرنے کی جرأت کرنا کہ ہم اپنے دین،عقیدے اور نظریات میں انتہائی مضبوط ہیں ،اس لئے یہودیوں ،عیسائیوں یا کسی اور کافر سے دینی امور میں بحث کرنا ہمیں کوئی نقصان نہیں دے سکتا،دین و ایمان کی سلامتی کے حوالے سے انتہائی خطرناک اِقدام ہے اور ایسا شخص غیر محسوس انداز میں ایمان کے دشمن شیطان کے انتہائی خوفناک وار کا شکار ہے،اگر یہ شخص اپنے دین وایمان کی سلامتی چاہتا اور قیامت کے دن جہنم کے اَبدی عذاب سے بچنا چاہتا ہے تو ان سے ہر گز بحث نہ کرے ورنہ اپنے ایمان کی خیر منائے۔افسوس!ہمارے معاشرے میں شیطان کے کارندے لوگوں کے دین و ایمان کو برباد کرنے کے لئے مصروفِ عمل ہیں اور انتہائی مُنَظَّم انداز میں مسلمانوں کے دلوں سے دینِ اسلام کی محبت اور اس دین کی طرف لگاؤ کو ختم کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں لیکن مسلمان اپنے دین و ایمان کو بچانے کی کوشش کرنے کی بجائے اسے بے دھڑک خطرے پر پیش کئے جا رہے ہیں ۔اللّٰہ تعالیٰ انہیں ہدایت اور عقلِ سلیم عطا فرمائے اور اپنے ایمان کی سلامتی اور حفاظت کی فکر کرنے اور اس کے لئے خوب کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے،اٰمین۔

اہلِ کتاب اپنی کتابوں کا مضمون بیان کریں تو سننے والے کو کیا کہنا چاہیے؟

جب اہلِ کتاب کسی شخص سے اپنی کتابوں میں موجود کوئی مضمون بیان کریں تو اسے سننے والے کو کیا کہنا چاہیے وہ اس آیت میں بیان ہوا اور یہی بات حدیثِ پاک میں ایک اور انداز سے بیان کی گئی ہے، چنانچہ حضرت ابو نملہ انصاری رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر تھے اور ایک یہودی شخص بھی وہیں موجود تھا، اس دوران وہاں سے ایک جنازہ گزرا تو یہودی نے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کہا: کیا یہ مردہ باتیں کرتا ہے؟ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بہتر جاننے والا ہے۔ یہودی کہنے لگا: بے شک یہ باتیں کرتا ہے۔ یہ سن کر سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! جب اہلِ کتاب تم سے کوئی مضمون بیان کریں تو تم نہ اُن کی تصدیق کرو نہ تکذیب کرو بلکہ یہ کہہ دو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ایمان لائے، تو (اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ) اگر وہ مضمون اُنہوں نے غلط بیان کیا ہے تو اس کی تصدیق کے گناہ سے تم بچے رہو گے اور اگر مضمون صحیح تھا تو تم اس کی تکذیب سے محفوظ رہو گے۔ (سنن ابو داؤد، کتاب العلم، باب روایۃ حدیث اہل الکتاب، ۳/۴۴۵، الحدیث: ۳۶۴۴، مسند احمد، مسند الشامیین، حدیث ابی نملۃ الانصاری رضی اللہ تعالی عنہ، ۶/۱۰۲، الحدیث: ۱۷۲۲۵)

سابقہ آسمانی کتابوں پر ایمان جبکہ عمل فقط قرآن پر:

یاد رہے کہ ہمارا ایمان قرآن کے علاوہ دیگر کتابوں پر بھی ہے لیکن عمل صرف قرآن پر ہے نیز دیگر کتابوں پر جو ایمان ہے وہ ان پر ہے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں، موجودہ تحریف شدہ کتابوں پر نہیں بلکہ ان پر یوں ہے کہ اِن کتابوں میں جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

وَ مَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّ لَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ(48)

ترجمہ:اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ ہی اپنے دائیں ہاتھ سے اسے لکھتے تھے، (اگر ایسا ہوتا) تو اس وقت باطل والے ضرور شک کرتے۔

غیر مسلموں کے ایک مشہور اعتراض کا جواب:

اس آیتِ مبارکہ میں موجودہ زمانے کے غیر مسلموں کے اِس مشہور اعتراض کا بھی جواب ہے کہ مَعَاذَ اللہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے گزشتہ کتابوں کو سامنے رکھ کر قرآن لکھا ہے۔ ان کا یہ اعتراض خلافِ حقیقت ہے کیونکہ قرآن مجید نازل ہونے سے پہلے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے کسی کتاب کا مطالعہ کرنے اور لکھنے کی نفی خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے اور تاریخی حقائق سے یہی ثابت ہے، لٰہذا غیر مسلموں کا یہ خودساختہ اعتراض اپنی بنیاد

سے ہی غلط ہے۔

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗؕ اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِیْنَ(68)

ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا حق کو جھٹلائے جب وہ اس کے پاس آئے؟ کیا کافروں کیلئے جہنم میں ٹھکانہ نہیں؟

اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کی مختلف صورتیں:

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کی بہت سی صورتیں ہیں، ان میں سے پانچ صورتیں درج ذیل ہیں:

(1)...کافر کا بت پرستی کرکے یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی کا حکم دیا ہے۔

(2)...نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنا اور کہنا کہ مجھے خدا نے نبی بنایا ہے۔

(3)...کتابُ اللہ میں اپنی طرف سے خَلْط مَلْط کردینا اور کہہ دینا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

(4)...نبی کا انکار کرنا اور کہنا کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے نبی نہیں بنایا۔

(5)...جھوٹا مسئلہ بیان کرکے کہنا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے وغیرہ وغیرہ سب اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہر جھوٹ برا ہے لیکن اگر جھوٹ کی نسبت کسی بڑی ہستی کی

طرف کی جائے تو بڑا گناہ ہے، لہٰذا جھوٹی حدیث گھڑ کر یہ کہہ دینا کہ حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے، سخت جرم ہے۔

سورۃ الرُّوم

الٓمّٓ (1) غُلِبَتِ الرُّوْمُ (2)

ترجمہ: الم۔ رومی مغلوب ہوگئے۔

شانِ نزول: ایران اور روم کے درمیان جنگ جاری تھی اور چونکہ ایران کے رہنے والے مجوسی تھے، اس لئے عرب کے مشرکین اُن کا غلبہ پسند کرتے تھے جبکہ رومی اہلِ کتاب تھے، اس لئے مسلمانوں کو اُن کا غلبہ اچھا معلوم ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ ایران کے بادشاہ خسرو پرویز نے رومیوں سے جنگ کرنے کے لئے اپنا لشکر بھیجا تو روم کے بادشاہ قیصر نے بھی اس کے مقابلے کے لئے اپنا لشکر بھیج دیا۔ شام کی سرزمین کے قریب جب ان لشکروں کا آپس میں مقابلہ ہوا تو ایرانی لشکر رومی فوجیوں پر غالب آ گیا اور انہیں شکست دے دی۔ مسلمانوں نے جب یہ خبر سنی تو انہیں بہت گراں گزری جبکہ کفارِ مکہ اس سے خوش ہو کر مسلمانوں سے کہنے لگے کہ تم بھی اہلِ کتاب ہو اور عیسائی بھی اہلِ کتاب ہیں اور ہم بھی اُمّی ہیں اور فارس والے بھی اُمّی، ہمارے بھائی

یعنی فارس والے تمہارے بھائیوں یعنی رومیوں پر غالب آگئے ہیں اور جب ہماری تمہاری جنگ ہوگی تو ہم بھی تم پر غالب آجائیں گے۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اور اِن میں خبر دی گئی کہ چند سال میں پھر رومی فارس والوں پر غالب آجائیں گے اور یہ غیبی خبر سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نبوت صحیح ہونے اور قرآنِ کریم کے اللہ تعالیٰ کا کلام ہونے کی روشن دلیل ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کا یقین:

جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو انہیں سن کر حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے کفارِ مکہ میں جاکر اعلان کر دیا کہ اے مکہ والو! تم اس وقت کی جنگ کے نتیجے سے خوش مت ہو، ہمیں ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے رومیوں کے غلبے کی خبر دے دی ہے، خدا کی قسم! رومی ضرور فارس والوں پر غلبہ پائیں گے۔ اُبی بن خلف کافر یہ سن کر آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کے سامنے کھڑا ہوگیا، پھر اس کے اور آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کے درمیان سو سو اونٹ کی شرط لگ گئی کہ اگر نو سال میں رومی فارس والوں پر غالب نہ آئے تو حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ اُبی بن خلف کو سو اونٹ دیں گے اور اگر رومی غالب آجائیں تو اُبی بن خلف حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کو سو اونٹ دے گا۔ جب یہ شرط لگی اس وقت تک جوئے کی حرمت نازل نہ ہوئی تھی۔ سات سال کے بعد اس خبر کی سچائی ظاہر ہوئی اور صلحِ حُدَیبیہ یا جنگِ بدر

کے دن رومی فارس والوں پر غالب آگئے، رومیوں نے مدائن میں اپنے گھوڑے باندھے اور عراق میں رومیہ نامی ایک شہر کی بنیاد رکھی۔ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے شرط کے اُونٹ اُبی بن خلف کی اولاد سے وصول کر لئے کیونکہ وہ اس عرصے میں مرچکا تھا اور سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کو حکم دیا کہ شرط کے مال کو صدقہ کر دیں۔ (خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۳، ۳/ ۴۵۸-۴۵۷، مدارک، الروم، تحت الآیۃ: ۴، ص۹۰۱، ملتقطاً)

حَربی کفار کے ساتھ خرید و فروخت سے متعلق ایک مسئلہ:

امامِ اعظم ابو حنیفہ اور امام محمد رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کے نزدیک حَربی کفار کے ساتھ عقودِ فاسدہ وغیرہ جائز ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کا شرط لگانے والا واقعہ ان کی دلیل ہے۔ یاد رہے کہ اس مسئلے کی کچھ تفصیلات ہیں اس لئے عوامُ النّاس کو چاہئے کہ علمائے کرام سے اس مسئلے کی تفصیل معلوم کئے بغیر از خود اس پر عمل نہ کریں۔

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةًؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ(21)

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس

سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان کی طرف آرام پاؤ اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھی۔ بے شک اس میں غور وفکر کرنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

عورت اپنے شوہر کے آرام اور سکون کا لحاظ رکھے:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو شوہر کے سکون اور آرام کے لئے پیدا فرمایا ہے اور عورت سے سکون حاصل کرنے کا ایک ذریعہ شرعی نکاح کے بعد ازدواجی تعلق قائم کرنا ہے، لہٰذا عورتوں کو چاہئے کہ اگر کوئی شرعی یا طبعی عذر نہ ہو تو اپنے شوہر کو ازدواجی تعلق قائم کرنے سے منع نہ کریں اور شوہروں کو بھی چاہئے کہ اپنی بیویوں کے شرعی یا طبعی عذر کا لحاظ رکھیں۔ جو عورت کسی عذر کے بغیر اپنے شوہر کو ازدواجی تعلق قائم کرنے سے منع کر دیتی ہے اس کے لئے درج ذیل دو اَحادیث میں بڑی عبرت ہے، چنانچہ

(1)... حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، جس شخص نے اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلایا اور بیوی آنے سے انکار کر دے تو اللہ تعالیٰ اس وقت تک اس عورت سے ناراض رہتا ہے جب تک اس کا شوہر اس سے راضی نہ ہو جائے۔ (مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم امتناعہا من فراش زوجہا، ص ۷۵۳، الحدیث: ۱۲۱(۱۴۳۶))

(2)… حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے اور مرد بیوی سے ناراض ہو جائے تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ (مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم امتناعہا من فراش زوجہا، ص ۷۵۳، الحدیث: ۱۲۲(۱۴۳۶))

لہٰذا ہر بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کے آرام اور سکون کا خاص طور پر لحاظ رکھے اور اسے اپنی طرف سے کسی طرح کی کوئی پریشانی نہ آنے دے۔

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ٘ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ(38)

ترجمہ: تو رشتے دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو بھی۔ یہ ان لوگوں کیلئے بہتر ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

آیت ''فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ'' سے متعلق دو باتیں:

یہاں اس آیت سے متعلق دو باتیں ملاحظہ ہوں:

(1)… مَحرم رشتہ داروں کے نَفَقہ کا شرعی حکم:

اس آیت سے مَحرم رشتہ داروں کے نَفَقہ کا وُجوب ثابت ہوتا ہے (جبکہ وہ محتاج ہوں)۔ (مدارک، الروم، تحت الآیۃ: ۳۸، ص ۹۰۹)

(2)...اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص رشتہ داروں سے حسنِ سلوک اور صدقہ و خیرات، نام و نمود اور رسم کی پابندی کی وجہ سے نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرے وہی ثواب کا مستحق ہے۔

وَ مَاۤ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَاۡ فِیْۤ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِۚ-وَ مَاۤ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ(39)

ترجمہ: اور جو مال تم (لوگوں کو) دو تاکہ وہ لوگوں کے مالوں میں بڑھتا رہے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا اور جو تم اللہ کی رضا چاہتے ہوئے زکوٰۃ دیتے ہو تو وہی لوگ (اپنے مال) بڑھانے والے ہیں۔

نیوتا اور تحفہ (Gift) دینے والوں کے لئے نصیحت:

اس آیت میں ان لوگوں کے لئے بڑی نصیحت ہے جو شادی بیاہ وغیرہ پر اپنے عزیز رشتہ داروں یا دوست احباب کو نیوتا اور تحائف وغیرہ دیتے ہیں لیکن اس سے ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا نہیں ہوتا بلکہ یا تو اس لئے دیتے ہیں کہ لوگ زیادہ دینے پر ان کی خوب تعریف کریں، یا اس لئے دیتے ہیں کہ خاندان میں ان کی ناک اونچی رہے، یا صرف اس لئے دیتے ہیں کہ انہیں پانچ کے دس ہزار ملیں، ایسے لوگ ثواب کے مستحق نہیں ہیں۔

زکوٰۃ اور صدقات اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے دیئے جائیں:

معلوم ہوا کہ اپنے مال کی زکوٰۃ دی جائے یا دیگر نفلی صدقات نکالے جائیں، سب میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مقصد ہونا چاہئے تاکہ اس پر انہیں کثیر اجر و ثواب ملے اور یہ مقصد نہ ہو کہ اس کے بدلے میں زکوٰۃ لینے والا ان کی خوب آؤ بھگت کرے، ان کا خدمت گار بن کر رہے اور ان کا ہر کام ایک ہی اشارے پر بجالائے، ہر وقت ان کا احسان مند رہے، لوگوں میں ان کے نام کا خوب چرچا ہو اور لوگ ان کے صدقات وغیرہ کی کثرت پر تعریفوں کے پل باندھیں۔ اگر اس مقصد سے زکوٰۃ اور صدقات وغیرہ دیئے تو ثواب ملنا تو دور کی بات الٹا اس کے گناہوں کا میٹر (meter) تیز ہو جاتا ہے، لہٰذا زکوٰۃ دی جائے یا صدقات بہر صورت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہو اس کے علاوہ کوئی اور مقصد نہ ہو۔ نیز جو لوگ زکوٰۃ کے حقداروں کو زکوٰۃ اور صدقات وغیرہ دیتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ایسا کر رہے ہیں، پھر اگر انہیں ان لوگوں سے کوئی ذاتی کام پڑ جائے اور وہ کسی وجہ سے نہ کر پائیں یا کرنے سے انکار کر دیں تو یہ انہیں حق دار ہونے کے باوجود زکوٰۃ اور صدقات وغیرہ دینا بند کر دیتے ہیں کیونکہ وہ ان کا ذاتی کام نہیں کر سکے۔ ایسے حضرات اپنے دل کی حالت پر خود ہی غور کر لیں کہ اگر واقعی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے زکوٰۃ اور صدقات دیئے تھے تو ذاتی کام نہ ہو سکنے کی وجہ

سے انہیں زکوٰۃ اور صدقات دینا بند کیوں کر رہے ہیں؟ ریاکاری بڑا نازک معاملہ ہے۔ بہت سے لوگ بے توجُّہی میں بھی اس کا شکار ہوتے ہیں لہٰذا ہر شخص کو اپنے حال پر غور کرتے رہنا چاہیے۔

سورۃ لُقمان

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ ﳓ وَّ یَتَّخِذَهَا هُزُوًاؕ-اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ(6)

ترجمہ: اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں تاکہ بغیر سمجھے اللہ کی راہ سے بہکادیں اور انہیں ہنسی مذاق بنالیں۔ ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

آلاتِ لَہْو ولَعِب کی خرید وفروخت کا شرعی حکم:

لَہْو یعنی کھیل ہر اس باطل کو کہتے ہیں جو آدمی کو نیکی سے اور کام کی باتوں سے غفلت میں ڈالے۔ اس میں بے مقصد و بے اصل اور جھوٹے قصے، کہانیاں اور افسانے، جادو، ناجائز لطیفے اور گانا بجانا وغیرہ سب داخل ہے۔ اِس قسم کے آلاتِ لَہْو ولَعِب کو بیچنا بھی منع ہے اور خریدنا بھی ناجائز، کیونکہ یہ آیت ان خریداروں کی برائی بیان

کرنے کے بارے میں ہی اتری ہے۔ اسی طرح ناجائز ناول، گندے رسالے ، سینما کے ٹکٹ، تماشے وغیرہ کے اسباب سب کی خرید و فروخت منع ہے کہ یہ تمام ''لَھْوَ الْحَدِیْثِ'' یا ان کے ذرائع ہیں۔

آیت ''وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ'' سے معلوم ہونے والے مسائل:

اس آیت سے تین مسئلے معلوم ہوئے:

(1)…قرآن مجید سننے سے اِعراض کرنا اور دینِ اسلام سے روکنے کی خاطر بے فائدہ واقعات، جھوٹی اور بے اصل کہانیاں اور لطیفے وغیرہ سنا کر قرآنِ مجید سننے سے ہٹا دینا عظیم ترین جرم ہے اور اس جرم کا مُرتکِب دردناک عذاب کا حق دار ہے۔

(2)…لوگوں کو گمراہ کرنے والے کا عذاب گمراہ ہونے والوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے کیونکہ تمام گمراہوں کا وَبال بھی اسی پر پڑے گا۔

(3)…گانے بجانے (Singing songs) کی حرمت کا ثبوت

اس آیت سے علماءِ کرام نے گانے بجانے کی حرمت پر اِستدلال کیا ہے۔

گانے بجانے کی مذمت:

اس آیت میں ''لَھْوَ الْحَدِیْثِ'' سے متعلق ممتاز مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد گانا بجانا ہے ،اس مناسبت سے یہاں گانے بجانے کی مذمت پر 2

اَحادیث ملاحظہ ہو،

(1)…حضرت عمران بن حصین رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اس اُمّت میں زمین میں دھنسنا، مَسخ ہونا اور آسمان سے پتھر برسنا ہوگا مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، یہ کب ہوگا؟ ارشاد فرمایا ”جب گانے والیوں اور موسیقی کے آلات کا ظہور ہوگا اور شرابوں کو (سرِعام) پیا جائے گا۔ (ترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی علامۃ حلول المسخ والخسف، ۴/۹۰، الحدیث: ۲۲۱۹)

(2)…حضرت انس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جو شخص گانا سننے کے لئے کسی باندی کے پاس بیٹھا، اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ اُنڈیلا جائے گا۔ (ابن عساکر، حرف المیم، ۶۰۶۴- محمد بن ابراہیم ابوبکر الصوری، ۵۱/۲۶۳)

گانے کی مختلف صورتیں اور ان کے شرعی احکام:

فتاویٰ رضویہ کی 24ویں جلد میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے گانا سننے اور سنانے سے متعلق انتہائی تحقیقی کلام فرمایا ہے، یہاں اس کا خلاصہ درج ذیل ہے

مَزامیر یعنی لَہْو ولَعِب کے آلات لہو ولعب کے طور پر سننا اور سنانا بلاشبہ حرام ہیں

، ان کی حرمت اولیاء اور علماء دونوں کے کلماتِ عالیہ میں واضح ہے۔ ان کے سننے سنانے کے گناہ ہونے میں شک نہیں کہ اصرار کے بعد گناہِ کبیرہ ہے۔

مزامیر کے بغیر(Without Music)محض گانا سننے کی ناجائز صورتیں:

(1)… گانے بجانے کا پیشہ کرنے والی عورتوں ، یا بدکار عورتوں اور محلِ فتنہ اَمرَدُوں کا گانا۔

(2)… جو چیز گائی جائے وہ مَعْصِیَت پر مشتمل ہو، مثلاً فحش یا جھوٹ یا کسی مسلمان یا ذمی کافر کی مذمت یا شراب اور زنا وغیرہ فاسقانہ کاموں کی ترغیب یا کسی زندہ عورت خواہ اَمرد کے حسن کی یقینی طور پر تعریف یا کسی مُعَیَّن عورت کا اگرچہ مردہ ہو ایسا ذکر جس سے اس کے قریبی رشتہ داروں کو حیا اور عار آئے۔

(3)… لَہو ولَعِب کے طور پر سنا جائے اگرچہ اس میں کسی مذموم چیز کا ذکر نہ ہو۔

یہ تینوں صورتیں ممنوع ہیں اور ایسا ہی گانا ''لَهْوَ الْحَدِیْثِ'' ہے اس کے حرام ہونے کی کوئی اور دلیل نہ بھی ہو تو صرف یہ حدیث ''کُلُّ لَعِبِ ابْنِ اٰدَمَ حَرَامٌ اِلَّا ثَلٰثَةٌ'' ''یعنی ابنِ آدم کا ہر کھیل حرام ہے سوائے تین کھیلوں کے۔'' کافی ہے۔

مزامیر کے بغیر(Without Music)محض سننے کی جوازی صورتیں:

ان تین صورتوں کے علاوہ وہ گانا جس میں نہ مَزامیر ہوں، نہ گانے والے محلِ فتنہ ہوں، نہ لہو ولعب مقصود ہو اور نہ کوئی ناجائز کلام ہو اس سے بھی ان لوگوں کو روکا

جائے گا جو فاسق و فاجر اور دنیا کی شہوات میں مست ہوں البتہ نَفسانی خواہشات و برے خیالات سے پاک دلوں والے وہ لوگ جو اللہ والے ہیں ان کے حق میں یہ بغیر آلاتِ موسیقی والے سادہ اَشعار کا سننا جائز بلکہ مستحب کہئے تو دور نہیں کیونکہ گانا کوئی نئی چیز پیدا نہیں کرتا بلکہ دبی بات کو ابھارتا ہے، جب دل میں بری خواہش اور بیہودہ آلائشیں ہوں تو وہ انہیں کو ترقی دے گا اور جو پاک، مبارک، ستھرے دل، شہوات سے خالی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبت سے بھرے ہوئے ہیں ان کے اس شوقِ محمود اور عشقِ مسعود کو افزائش دے گا۔ ان بندگانِ خدا کے حق میں اسے ایک عظیم دینی کام ٹھہرانا کچھ بے جا نہیں۔ یہ اس چیز کا بیان تھا جسے عرف میں گانا کہتے ہیں اور اگر حمد و نعت، منقبت، وعظ و نصیحت اور آخرت کے ذکر پر مشتمل اَشعار بوڑھے یا جوان مرد خوش اِلحانی سے پڑھیں اور نیک نیت سے سنے جائیں کہ اسے عرف میں گانا نہیں بلکہ پڑھنا کہتے ہیں تو اس کے منع ہونے پر شریعت سے اصلاً دلیل نہیں ہے۔ حضور پُرنور، سیّدِ عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا حضرت حسان بن ثابت انصاری رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کے لیے خاص مسجدِ اقدس میں منبر رکھنا اور ان کا اس پر کھڑے ہو کر نعتِ اَقدس سنانا اور حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ کا سننا خود صحیح بخاری شریف کی حدیث سے واضح ہے اور عرب میں حُدی کی رسم کا صحابہ و تابعین کے زمانے بلکہ حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عہد میں رائج رہنا مردوں کے خوش

اِلحانی کے جواز پر روشن دلیل ہے، حضرت انجشہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کو حُدی کرنے پر حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے منع نہ فرمایا بلکہ عورتوں کا لحاظ کرتے ہوئے یَا اَنْجَشَۃُ رُوَیْدَ لَا تَکْسِرِ الْقَوَارِیْرَ ارشاد ہوا کہ ان کی آواز دلکش و دل نواز تھی، عورتیں نرم و نازک شیشیاں ہیں جنہیں تھوڑی ٹھیس بہت ہوتی ہے۔ غرض مدارِ کار فتنہ کے تحقُّق اور توقُّع پر ہے، جہاں فتنہ ثابت وہاں حرمت کا حکم ہے اور جہاں فتنے کی توقُّع اور اندیشہ ہے وہاں سدِّ ذریعہ کے پیشِ نظر ممانعت کا حکم ہے، جہاں نہ فتنہ ثابت نہ فتنے کی توقع تو وہاں نہ حرمت کا حکم ہے نہ ممانعت بلکہ اچھی نیت ہو تو مستحب ہو سکتا ہے۔ بِحَمْدِ اللہ تَعَالٰی یہ چند سطروں میں تحقیقِ نفیس ہے کہ اِنْ شَآءَ اللہُ الْعَزِیْز حق اس سے مُتَجاوِز نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، لہو ولعب، ۲۴/۸۵-۷۸، ملخصًا)

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِیْۤ اُذُنَیْهِ وَقْرًاۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ(7)

ترجمہ: اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو تکبر کرتا ہوا پھر جاتا ہے جیسے اس نے ان (آیات) کو سنا ہی نہیں،

گویا اس کے کانوں میں بوجھ ہے تو اسے دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو۔

قرآنِ مجید کی تلاوت سننے سے متعلق دو شرعی اَحکام:

یہاں قرآنِ کریم کی تلاوت سننے سے متعلق دو اَحکام ملاحظہ ہوں:

(1)... تلاوت کے وقت دُنْیَوی کاروبار میں مشغول رہنا کیسا؟

قرآنِ کریم ذوق اور شوق سے سننا چاہیے۔ اس کی تلاوت کے وقت دُنْیَوی کاروبار میں مشغول رہنا اور تلاوت کی پرواہ نہ کرنا کفار کا طریقہ ہے۔

(2)... کاروبار میں مشغول لوگوں کے پاس بلند آواز سے تلاوت کرنا کیسا؟

قرآنِ عظیم کی تلاوت ہو رہی ہو تو سننا فرض ہے، لہٰذا جہاں لوگ قرآن شریف سننے سے مجبور ہوں، کاروبار میں مشغول ہوں وہاں بلند آواز سے تلاوت نہیں کرنی چاہیے۔

یاد رہے کہ تلاوتِ قرآن کے اَحکام اور تعلیمِ قرآن کے اَحکام میں فرق ہے، ان کی معلومات حاصل کرنے کے لئے فقہ کی کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔

وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَ هُوَ یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕۤ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (13)

ترجمہ: اور یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے بیٹے! کسی کو اللہ کا شریک نہ کرنا، بیشک شرک یقیناً بڑا ظلم ہے۔

آیت ''وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ'' سے معلوم ہونے والے مسائل:

اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے،

(1)... سب سے پہلے عقائد درست ہونے چاہیے:

اس سے معلوم ہوا کہ نصیحت کرنے میں گھر والوں اور قریب تر لوگوں کو مقدم کرنا چاہئے اور نصیحت کی ابتدا عقائد کی اصلاح سے ہونی چاہیے خصوصًا انہیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت کے بارے میں بتانا چاہئے اور سب سے پہلے انہیں شرک سے بچانا چاہیے کہ یہ نہایت اہم ہے۔

(2)...انسان پہلے اپنے گھر والوں کو وعظ و نصیحت کرے پھر دوسروں کو۔

(3)... نصیحت نرم الفاظ میں ہونی چاہیے۔آپ نے اسے "اے میرے بچے" فرما کر خطاب فرمایا۔

(4)...بزرگوں کے اقوال نقل کرنا سنتِ الٰہیہ ہے:

گزشتہ بزرگوں کی تعلیم یاد دلانا، ان کے اقوال نقل کرنا سنتِ الٰہیہ ہے۔

لقمان رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کے بیٹے کا نام انعم تھا:

فائدہ: حضرت لقمان رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کے بیٹے کا نام انعم تھا اور ایک قول کے مطابق اشکم تھا۔

یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ انْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ(17)

ترجمہ: اے میرے بیٹے! نماز قائم رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور تجھے جو مصیبت آئے اس پر صبر کر، بیشک یہ ہمت والے

کاموں میں سے ہے۔

آیت ''یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ'' سے معلوم ہونے والے اہم اُمور:

اس آیت سے 3باتیں معلوم ہوئیں،

(1)...نماز، اچھی بات کا حکم دینا، بری بات سے منع کرنا اور مصیبت پر صبر کرنا، یہ ایسی عبادات ہیں جن کا تمام اُمتوں میں حکم تھا۔

(2)...ترغیب دلانے کے لئے سراپا ترغیب بننا پڑتا ہے:

اس میں بڑی پیاری ترتیب فرمائی گئی کہ وعظ کہنے والا عالم پہلے خود نیک عمل کرے پھر دوسروں سے کہے۔ بے عمل واعظ کا وعظ دلوں میں اثر نہیں کرتا اور چونکہ اس راہ میں تکالیف اٹھانی پڑتی ہیں لہٰذا صبر کا فرمایا گیا۔ یاد رہے کہ ہر مسلمان دین کا مُبلّغ ہونا چاہیے اور جو مسئلہ اسے درست معلوم ہو وہ دوسروں تک پہنچائے۔ صرف علماء پر ہی تبلیغ لازم نہیں ہے۔

(3)...تبلیغ اور صبر کے اکٹھے بیان کرنے میں ایک اشارہ یہ ہے کہ تبلیغ میں صبر کے مَراحل بہت مرتبہ پیش آتے ہیں لہٰذا تکالیف کی وجہ سے تبلیغ سے باز نہیں آنا چاہیے۔

وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًاؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ(18)

ترجمہ: اور لوگوں سے بات کرتے وقت اپنا رخسار ٹیڑھا نہ کر اور زمین میں

اکڑتے ہوئے نہ چل، بیشک اللہ کو ہر اکڑنے والا، تکبر کرنے والا ناپسند ہے۔

فخر اور اِختیال میں فرق:

یاد رہے کہ اندرونی عظمت پر اکڑنا فخر ہے جیسے علم، حسن، خوش آوازی، نسب، وعظ وغیرہ اور بیرونی عظمت پر اکڑنا اختیال ہے جیسے مال، جائیداد، لشکر، نوکر چاکر وغیرہ، مراد یہ ہے کہ نہ ذاتی کمال پر فخر کرو اور نہ بیرونی فضائل پر اتراؤ، کیونکہ یہ چیزیں تمہاری اپنی نہیں بلکہ ربِّ کریم عَزَّوَجَلَّ کی عطا کی ہوئی ہیں اور وہ جب چاہے واپس لے لے۔

کسی شخص کو حقیر نہیں جاننا منع ہے:

اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص امیر ہو یا غریب اسے حقیر نہیں جاننا چاہئے بلکہ جس سے بھی ملاقات ہو تو اس کے ساتھ محبت سے پیش آنا چاہئے اور اچھے انداز میں اس سے بات چیت کرنی چاہئے۔ غریبوں کو حقیر جان کر ان سے منہ موڑنا اور ان سے بات چیت کے دوران ایسا انداز اختیار کرنا جس میں حقارت کا پہلو نمایاں ہو اسی طرح امیر لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنا سب تکبر کی علامات ہیں، ان سے ہر ایک کو بچنا چاہئے۔ حدیثِ پاک میں بھی اس سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا "ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے پیٹھ نہ

پھیر واور سب اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤاور کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے۔

(صحیح بخاری، کتاب الادب، باب ماینہی عن التحاسد والتدابر، ۴/۱۱۷، الحدیث:۶۰۶۵)

اکڑ کر چلنا منع ہے:

آیت میں اکڑ کر چلنے سے منع فرمایا گیا، اس مناسبت سے یہاں اکڑ کر چلنے کی مذمت پر مشتمل دو اَحادیث ملاحظہ ہوں:

(1)...حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا "جو آدمی اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور اکڑ کر چلتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کرے گا کہ وہ اس پر ناراض ہو گا۔ (مسند امام احمد، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما، ۲/۴۶۱، الحدیث:۶۰۰۲)

(2)...حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جب میری امت اکڑ کر چلنے لگے گی اور ایران و روم کے بادشاہوں کے بیٹے ان کی خدمت کرنے لگیں گے تو اس وقت شریر لوگ اچھے لوگوں پر مُسَلَّط کر دیئے جائیں گے۔

(ترمذی، کتاب الفتن، باب-۷۴، ۴/۱۱۵، الحدیث:۲۲۶۸)

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس مذموم فعل سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

وَ اقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَ اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَؕ-اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ(19)

ترجمہ: اور اپنے چلنے میں درمیانی چال سے چل اور اپنی آواز کچھ پست رکھ، بیشک سب سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔

مقصود یہ ہے کہ شور مچانا اور آواز بلند کرنا مکروہ و ناپسندیدہ ہے اور اس میں کچھ فضیلت نہیں ، جیسے گدھے کی آواز کہ بلند ہونے کے باوجود مکروہ اور وحشت انگیز ہے۔(خازن، لقمان، تحت الآیۃ: ۱۹، ۳/ ۴۷۱، مدارک، لقمان، تحت الآیۃ: ۱۹، ص۹۱۹،ملتقطاً)

چلنے کی سنتیں اورآداب:

آیت کی مناسبت سے یہاں چلنے کی 7 سنتیں اور آداب ملاحظہ ہوں:

(1)...جوتا پہن کر چلیں۔

(2)...کوشش کرکے راستے کے کنارے چلیں درمیان میں نہ چلیں۔

(3)...درمیانی چال چلیں ،نہ اتنا تیز کہ لوگوں کی نظریں اٹھیں اور نہ اتنا آہستہ کہ آپ مریض معلوم ہوں۔

(4)...احمقوں اور مغروروں کی طرح گریبان کھول کر،سینہ تان کر نہ چلیں بلکہ شریفوں کی طرح چلیں۔

(5)…راستے میں دو عورتیں کھڑی ہوں یا جا رہی ہوں تو ان کے بیچ میں سے نہ گزریں بلکہ دائیں یا بائیں طرف سے گزر جائیں۔

(6)…بلا ضرورت ادھر ادھر دیکھتے ہوئے نہ چلیں بلکہ بد نگاہی سے بچتے ہوئے نیچی نظریں کر کے چلیں۔

(7)…یہ بھی خیال رکھئے کہ چلتے وقت جوتے کی آواز پیدا نہ ہو۔

سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو چلتے وقت جوتوں کی آواز ناپسند تھی، چنانچہ حضرت ابو امامہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سخت گرمی کے دن بقیعِ غرقد کی طرف تشریف لے جاتے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پیچھے دوسرے لوگ آتے۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ان کے جوتوں کی آواز سنتے تو یہ بات آپ کو بہت ناگوار معلوم ہوتی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بیٹھ جاتے حتّٰی کہ وہ لوگ آگے نکل جاتے اور آپ یہ عمل اس لئے فرماتے تا کہ دل میں فخر پیدا نہ ہو۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب السنّۃ، باب من کرہ ان یوطا عقباہ، ۱ / ۱۶۰، الحدیث: ۲۴۵)

ضرورت سے زیادہ بلند آواز سے گفتگو کرنے اور زیادہ باتیں کرنے کی مذمت:

ضرورت سے زیادہ آواز بلند کر کے اور چِلا چِلا کر گفتگو کرنا ایک ناپسندیدہ فعل ہے اور اس کی مذمت بیان کرنے کے لئے یہاں اس کی مثال گدھے کی آواز سے دی گئی ہے اور حضرت ابو امامہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس بات کو

ناپسند فرماتے تھے کہ وہ کسی شخص کو بلند اور سخت آواز سے کلام کرتا ہوا دیکھیں اور یہ پسند فرماتے تھے کہ وہ اسے نرم آواز سے کلام کرتا ہوا دیکھیں۔(معجم الکبیر، صدی بن العجلان ابوامامۃ الباہلی۔۔۔الخ، القاسم بن عبد الرحمٰن۔۔۔الخ، ۸/۱۷۷، الحدیث: ۷۷۳۶)

اور بلا ضرورت زیادہ باتیں کرنے والے کے بارے میں حضرت جابر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میرے زیادہ نزدیک وہ لوگ ہوں گے جو تم میں سے زیادہ اچھے اَخلاق والے ہوں گے اور تم میں سے مجھے سب سے زیادہ ناپسند اور قیامت کے دن مجھ سے زیادہ دور ہونے والے وہ لوگ ہوں گے جو زیادہ باتیں کرنے والے، لوگوں سے زبان درازی کرنے والے اور تکبر کرنے والے ہوں گے۔(ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی معالی الاخلاق، ۳/۴۰۹، الحدیث: ۲۰۲۵)

اللہ تعالیٰ ہمیں ناپسندیدہ گفتگو سے بچنے اور اچھی گفتگو کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

بات چیت کرنے کی سنتیں اور آداب:

آیت کی مناسبت سے یہاں بات چیت کرنے کی 6 سنتیں اور آداب بھی ملاحظہ ہوں تاکہ ہمارا چلنا پھرنا بھی اور گفتگو کرنا بھی سنت کے مطابق ہو۔

(1)...مسکرا کر اور خندہ پیشانی سے بات چیت کرنا سنت ہے۔

(2)... چِلا چِلا کر بات کرنا جیسا کہ آج کل ہمارے ہاں رائج ہے، یہ خلافِ سنت ہے۔

(3)...گفتگو کرتے وقت چھوٹوں کے ساتھ شفقت بھرا اور بڑوں کے سامنے ادب والا لہجہ رکھئے، اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ دونوں کے نزدیک آپ معزز رہیں گے۔

(4)...جب تک دوسرا بات کر رہا ہو تب تک اطمینان سے سنیں اور اس کی بات کاٹ کر اپنی بات شروع نہ کر دیں۔

(5)...بلا ضرورت زیادہ باتیں نہ کریں اور نہ ہی دورانِ گفتگو زیادہ قہقہے لگائیں کہ زیادہ باتیں کرنے اور قہقہہ لگانے سے وقار مجروح ہوتا ہے۔

(6)...دورانِ گفتگو ایک دوسرے کے ہاتھ پر تالی دینا ٹھیک نہیں ہے کہ یہ مُعَزّز و مُہذَّب لوگوں کے طریقے کے خلاف ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ ہمیں سنت کے مطابق گفتگو کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اولاد کی تربیت میں قابلِ لحاظ اُمور:

حضرت لقمان رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی اپنے بیٹے کو کی جانے والی جو نصیحتیں یہاں ذکر ہوئیں، ان سے معلوم ہوا کہ اولاد کی تربیت کرنے کے معاملے میں والدین کو درج

ذیل 4 اُمور کا بطورِ خاص لحاظ کرنا چاہئے،

(1)...ان کے عقائد کی اصلاح پر توجہ دینی چاہئے۔

(2)...ان کے ظاہری اعمال درست کرنے کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔

(3)...ان کے باطن کی اصلاح اور درستی کی جانب توجہ کرنی چاہئے۔

(4)...ان کی اخلاقیات بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

یہ چاروں چیزیں دنیا اور آخرت کے اعتبار سے انتہائی اہم ہیں، جیسے عقائد کی درستی دنیا میں بلاؤں اور مصیبتوں سے نجات کا سبب ہے اور عقائد کا بگاڑ آفتوں، مصیبتوں اور بلاؤں کے نازل ہونے کا ذریعہ ہے اور عقائد کی درستی آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل ہونے جنت میں داخلہ نصیب ہونے کا مضبوط ذریعہ ہے اور جس کے عقائد درست نہ ہوئے اور گمراہی کی حالت میں مر گیا تو وہ جہنم میں جانے کا مستحق ہو گیا اور جو کفر کی حالت میں مر گیا وہ تو ضرور ہمیشہ کے لئے جہنم کی سزا پائے گا۔ اسی طرح ظاہری اور باطنی اعمال صحیح ہوں گے تو دنیا میں نیک نامی اور عزت و شہرت کا ذریعہ ہیں اور آخرت میں جنت میں جانے کا وسیلہ ہیں اور اگر درست نہ ہوں گے تو دنیا میں ذلت و رسوائی کا سامان ہیں اور آخرت میں جہنم میں جانے کا ذریعہ ہیں، یونہی اخلاق اچھے ہوں گے تو معاشرے میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے اور لوگ اس کی عزت کریں گے جبکہ برے اخلاق ہونے کی صورت میں معاشرے میں اس کا جو وقار گرے

گا اور بے عزتی ہوگی وہ تو اپنی جگہ الٹا والدین کی بدنامی اور رسوائی کا سبب ہوگا اور اچھے اخلاق آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا باعث ہیں جبکہ برے اخلاق اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور لوگوں کی طرف سے اپنے حقوق کے مطالبات کا سامان ہیں ۔افسوس! ہمارے معاشرے میں والدین اپنے بچوں کی تربیت کے معاملے میں یہ تو دیکھتے ہیں کہ ان کا بچہ دُنیوی تعلیم اور دنیاداری میں کتنا اچھا اور چالاک، ہوشیار ہے لیکن اس طرف توجہ بہت ہی کم کرتے ہیں کہ اس کے عقائد و نظرِیّات کیا ہیں اور اس کے ظاہری اور باطنی اعمال کس رخ کی طرف جا رہے ہیں ۔والدین کی یہ انتہائی دلی خواہش تو ہوتی ہے کہ ان کا بچہ دنیا کی زندگی میں کامیاب انسان بنے ،اس کے پاس عہدے اور منصب ہوں، عزت، دولت اور شہرت اس کے گھر کی کنیز بنے لیکن یہ تمنا نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے کہ ان کی اولاد دینی اعتبار سے بھی کامیابی کی راہ پر چلے، مسلمان ماں باپ کی اولاد ہونے کے ناطے اپنے دین و مذہب اور اس کی تعلیمات سے اچھی طرح آشنا ہو، اس کے عقائد اور اعمال درست ہوں اور اس کا طرزِ زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہو۔ والدین کی یہ آرزو تو ہوتی ہے کہ ان کی اولاد دنیا میں خوب ترقی کرے تاکہ اولاد کے ساتھ ساتھ ان کی دنیا بھی سَنْوَر جائے اور انہیں بھی عیش و آرام نصیب ہو لیکن اس طرف توجہ نہیں کرتے کہ ان کی اولاد قبر کی زندگی میں ان کے چین کا باعث بنے اور آخرت

میں ان کے لئے شفاعت و مغفرت کا ذریعہ بنے۔ جو لوگ صرف اپنی دنیا سنوارنا چاہتے ہیں اور ان کا مقصد صرف دنیا کی زیب و زینت اور اس کی آسائشوں کا حصول ہے، ان کے لئے درج ذیل آیات میں بڑی عبرت اور نصیحت موجود ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ(۱۵) اُولٰٓىٕكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ﳲ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ'' (ہود: ۱۵، ۱۶)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جو دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتا ہو تو ہم دنیا میں انہیں ان کے اعمال کا پورا بدلہ دیں گے اور انہیں دنیا میں کچھ کم نہ دیا جائے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور دنیا میں جو کچھ انہوں نے کیا وہ سب برباد ہو گیا اور ان کے اعمال باطل ہیں۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

''مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا(۱۸) وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىٕكَ كَانَ

سَعۡیُهُمۡ مَّشۡكُوۡرًا“ (بنی اسرائیل: ۱۸، ۱۹)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جو جلدی والی (دنیا) چاہتا ہے تو ہم جسے چاہتے ہیں اس کیلئے دنیا میں جو چاہتے ہیں جلد دیدیتے ہیں پھر ہم نے اس کے لیے جہنم بنا رکھی ہے جس میں وہ مذموم، مردود ہوکر داخل ہوگا۔ اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کیلئے ایسی کوشش کرتا ہے جیسی کرنی چاہیے اور وہ ایمان والا بھی ہو تو یہی وہ لوگ ہیں جن کی کوشش کی قدر کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اولاد کی ایسی تعلیم و تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو ان کے لئے دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی کا ذریعہ بنے اور والدین کے دُنیَوی سکون اور اُخروی نجات کا سامان ہو، اٰمین۔

اَلَمۡ تَرَوۡا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ وَ اَسۡبَغَ عَلَیۡكُمۡ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةًؕ وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ وَّ لَا هُدًی وَّ لَا كِتٰبٍ مُّنِیۡرٍ (20)

ترجمہ: کیا تم نے نہ دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں سب کو اللہ نے تمہارے لیے کام میں لگا رکھا ہے اور اس نے تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کردیں اور کچھ لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں حالانکہ (انہیں) نہ علم ہے اور نہ عقل اور نہ کوئی روشن کتاب۔

علماء اور مُفتیانِ کرام سے مسائل پوچھنے والوں کو نصیحت:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ علم کے بغیر دینی احکام اور مسائل میں بحث نہیں کرنی چاہئے ،اس سے ان لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہئے جو علماء اور مُفتیانِ کرام سے مسائل پوچھنے آتے ہیں اور جب انہیں اپنی پسند اور مراد کے مطابق جواب نہیں ملتا تو وہ جاہلوں کی طرح جھگڑا شروع کر دیتے ہیں۔یاد رہے کہ ایک عالم اور مفتی کی ذمہ داری شریعت کے حکم کو بیان کرنا ہے جبکہ عوام کی ذمہ داری اس حکم کے مطابق عمل کرنا ہے نہ کہ بحث کرنا اور جاہلوں کی طرح جھگڑا شروع کر دینا تو کسی مسلمان کی شان نہیں بلکہ یہ تو کافروں کا طریقہ ہے، لہٰذا اس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِۚ وَ یُنَزِّلُ الْغَیْثَۚ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِؕ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًاؕ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ(34)

ترجمہ: بیشک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور وہ بارش اتارتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ بیشک اللہ علم والا، خبردار ہے۔

آیت ’’ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ‘‘ سے متعلق اہم کلام:

اس آیت میں پانچ چیزوں کے علم کی خصوصیت اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیان فرمائی گئی اور مخلوق کو علمِ غیب عطا کئے جانے کے بارے میں سورہِ جن کی آیت نمبر 26 اور 27 میں ارشاد ہوا:

”عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًاۙ(۲۶) اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ“

ترجمۂ کنزُالعِرفان: غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مکمل اطلاع نہیں دیتا۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ علمِ غیب آیت میں مذکور پانچ چیزوں سے متعلق ہو یا کسی اور چیز کے بارے میں، ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے بتا دینے سے مخلوق بھی غیب جان سکتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ ذاتی علم غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، اور اولیاءِ عظام رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِم کو غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے بتانے سے معجزہ اور کرامت کے طور پر عطا ہوتا ہے، یہ اس اِختصاص کے مُنافی نہیں جو آیت میں بیان ہوا بلکہ اس پر کثیر آیتیں اور حدیثیں دلالت کرتی ہیں، بارش کا وقت اور حمل میں کیا ہے اور کل کو کیا کرے گا اور کہاں مرے گا ان اُمور کی خبریں اَنبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اَولیاءِ عظام رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِم نے بکثرت دی ہیں اور قرآن و حدیث سے ثابت

ہیں، جیسے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو فرشتوں نے حضرت اسحٰق عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پیدا ہونے کی اور حضرت زکریا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو حضرت یحیٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پیدا ہونے کی اور حضرت مریم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا کو حضرت عیسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پیدا ہونے کی خبریں دیں، تو ان فرشتوں کو بھی پہلے سے معلوم تھا کہ ان حملوں (حمل کی جمع) میں کیا ہے اور ان حضرات کو بھی جنہیں فرشتوں نے اطلاعیں دی تھیں اور ان سب کا جاننا قرآنِ کریم سے ثابت ہے، تو اس آیت کے معنی قطعًا یہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ اس کے یہ معنی مراد لینا کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے بھی کوئی نہیں جانتا، محض باطل اور صدہا آیات واَحادیث کے خلاف ہے۔

نوٹ: اس آیت اور اس جیسی دیگر آیات سے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے فتاویٰ رضویہ کی 26ویں جلد میں موجود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا رسالہ ’’اَلصَّمْصَام عَلٰی مُشَکِّکٍ فِیْ آیَۃِ عُلُوْمِ الْاَرْحَام‘‘ (علومِ اَرحام سے تعلق رکھنے والی آیتوں سے متعلق کلام) کا مطالعہ فرمائیں۔

سورۃ الْاَحْزَاب

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (1)

ترجمہ: اے نبی! اللہ سے ڈرتے رہنا اور کافروں اور منافقوں کی بات نہ سننا۔ بیشک اللہ علم والا، حکمت والا ہے۔

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو کی جانے والی ندا سے معلوم ہونے والے مسائل:

اس نداء سے تین مسئلے معلوم ہوئے:

(1)...حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو نام لے کر ندا کرنے کا شرعی حکم:

حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فقط نام شریف سے پکارنا قرآنی طریقے کے خلاف ہے، لہٰذا حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ذاتی نام کی بجائے القاب سے پکارنا چاہیے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: علماء تصریح فرماتے ہیں، حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے۔ اور واقعی محلِ انصاف ہے جسے اس کا مالک و مولیٰ تبارک وتعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہِ ادب سے تجاوُز کرے۔ (فتاویٰ رضویہ، سیرت وفضائل وخصائص سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم، ۱۵۷/۳۰)

(2)...حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ذاتی نام شریف محمد واحمد ہیں جبکہ آپ کے القاب

اور صفاتی نام شریف بہت ہیں۔ نبی بھی آپ کے القاب میں سے ہے۔

(3)...رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عزت تمام رسولوں سے زیادہ ہے کہ اور انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ان کے نام شریف سے پکارا مگر ہمارے حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو لقب شریف سے یاد فرمایا۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖۚ وَ مَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔیْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْۚ وَ مَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْؕ وَ اللّٰهُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَ هُوَ یَهْدِی السَّبِیْلَ(4)

ترجمہ: اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہ بنائے اور اس نے تمہاری ان بیویوں کو تمہاری حقیقی مائیں نہیں بنادیا جنہیں تم ماں جیسی کہہ دو اور نہ اس نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا حقیقی بیٹا بنایا، یہ تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے۔

ظہار سے متعلق 3 شرعی مسائل:

اس آیت میں عورت سے ظہار کرنے والوں کا ذکر ہوا، اس مناسبت سے یہاں ظہار سے متعلق 3 شرعی مسائل ملاحظہ ہوں:

ظہار کی تعریف:

(1)...ظِہار کا معنی یہ ہے کہ شوہر کا اپنی بیوی یا اُس کے کسی جُزوِ شائع (جیسے نصف، چوتھائی یا تیسرے حصے کو) یا ایسے جز کو جو کُل سے تعبیر کیا جاتا ہو، ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کیلئے حرام ہو یا اس کے کسی ایسے عُضْو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو، مثلاً یوں کہا: تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے، یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پشت کی مثل ہے۔(در مختار و ردالمحتار، کتاب الظہار، ۵/ ۱۲۵-۱۲۹، عالمگیری، کتاب الطلاق، الباب التاسع فی الظہار، ۱/۵۰۵)

ظِہار کا حکم:

(2)...ظِہار کا حکم یہ ہے کہ (اس سے نکاح باطل نہیں ہوتا بلکہ عورت بدستور اس کی بیوی ہی ہوتی ہے البتہ) جب تک شوہر کفارہ نہ دیدے اُس وقت تک اُس عورت سے میاں بیوی والے تعلقات قائم کرنا حرام ہو جاتا ہے البتہ شہوت کے بغیر چھونے یا بوسہ لینے میں حرج نہیں مگر لب کا بوسہ شہوت کے بغیر بھی جائز نہیں۔ اگر کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع کر لیا تو توبہ کرے اور اُس کے لیے کوئی دوسرا کفارہ واجب نہ ہوا مگر خبر دار پھر ایسا نہ کرے اور عورت کو بھی یہ جائز نہیں کہ شوہر کو قُربت کرنے دے۔(جوہرۃ النیرہ، کتاب الظہار، ص ۸۲، الجزء الثانی، در مختار و ردالمحتار، کتاب الظہار، ۵/۱۳۰)

ظِہار کا کفارہ (Compensation):

(3)...ظِہار کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے اور اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو دو

مہینے کے روزے لگاتار رکھے، ان دنوں کے بیچ میں نہ کوئی روزہ چھوٹے نہ دن کو یارات کو کسی وقت عورت سے صحبت کرے ورنہ پھر سرے سے روزے رکھنے پڑیں گے، اور جو ایسا بیمار یا اتنا بوڑھا ہے کہ روزوں کی طاقت نہیں رکھتا وہ ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔(فتاویٰ رضویہ، باب الظہار، ۲۶۹/۱۳)

نوٹ: ظہار سے متعلق شرعی مسائل کی تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے فتاویٰ رضویہ، جلد 13 سے ”ظہار کا بیان“ اور بہار شریعت، جلد 2 حصہ 8 سے ”ظہار کا بیان“ مطالعہ فرمائیں۔

بیوی کو ماں، بہن کہنے سے متعلق ایک اہم شرعی مسئلہ:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”زوجہ کو ماں بہن کہنا (یعنی تشبیہ نہیں دی، بغیر تشبیہ کے ماں، بہن کہا)، خواہ یوں کہ اسے ماں بہن کہہ کر پکارے، یا یوں کہے: تو میری ماں بہن ہے، سخت گناہ و ناجائز ہے۔

قَالَ اللهُ تَعَالٰی (اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:)

”مَا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا“ (مجادلہ: ۲)

جورئیں (یعنی بیویاں) ان کی مائیں نہیں، ان کی مائیں تو وہی ہیں جنھوں نے انہیں جنا ہے اور وہ بے شک بری اور جھوٹی بات کہتے ہیں۔

مگر اس سے نہ نکاح میں خلل آئے، نہ توبہ کے سوا کچھ اور لازم ہو۔

(فتاویٰ رضویہ، باب الظہار، ۱۳/۲۸۰)

اس شرعی مسئلے کو سامنے رکھتے ہوئے ان لوگوں کو اپنے طرزِ عمل پر غور کرنے کی ضرورت ہے جو تنگ آکر یا مذاق مسخری میں اپنی بیوی سے یوں کہہ دیتے ہیں کہ ”او میری ماں !بس کر۔ جا بہن چلی جاو غیرہ۔ انہیں چاہئے کہ پہلے جتنی بار ایسا کہہ چکے اس سے توبہ کریں اور آئندہ خاص طور پر احتیاط سے کام لیں۔

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْۤا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ وَ مَوَالِیْكُمْ ؕ وَ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ فِیْمَاۤ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَ لٰـكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا(5)

ترجمہ: انہیں ان کے حقیقی باپ ہی کا کہہ کر پکارو، یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے پھر اگر تمہیں ان کے باپ کا علم نہ ہو تو وہ دین میں تمہارے بھائی اور تمہارے دوست ہیں اور تم پر اس میں کچھ گناہ نہیں جو لاعلمی میں غلطی ہوئی لیکن اس میں گناہ ہے جس کا تمہارے دلوں نے ارادہ کیا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

گود لئے ہوئے بچے (Adopted child) کے حقیقی باپ کے طور پر اپنا نام استعمال

کرنے کا شرعی حکم:

بچہ گود لینا جائز ہے لیکن یہ یاد رہے کہ گود میں لینے والا عام بول چال میں یا کاغذات وغیرہ میں اس کے حقیقی باپ کے طور پر اپنا نام استعمال نہیں کر سکتا بلکہ سب جگہ حقیقی باپ کے طور پر اس بچے کے اصلی والد ہی کا نام استعمال کرنا ہوگا اور اگر اصلی باپ کا نام معلوم نہیں تو اس کی معلومات کروا کر باپ کے طور پر حقیقی باپ کا نام لکھنا ہوگا اور اگر کوشش کے باوجود کسی طرح اس کے اصلی باپ کا نام معلوم نہ ہو سکے تو گود لینے والا گفتگو میں حقیقی باپ کے طور پر اپنا نام ہرگز استعمال نہ کرے اور نہ ہی بچہ اسے حقیقی والد کے طور پر اپنا باپ کہے، اسی طرح کاغذات وغیرہ میں سرپرست کے کالم میں اپنا نام لکھے حقیقی والد کے کالم میں ہرگز نہ لکھے، اگر جان بوجھ کر خود کو حقیقی باپ کہے یا لکھے گا تو یہ بھی درج ذیل دو وعیدوں میں داخل ہے، چنانچہ

(1)... حضرت سعد رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جس شخص کو یہ معلوم ہو کہ اس کا باپ کوئی اور ہے اور اس کے باوجود اپنے آپ کو کسی غیر کی طرف منسوب کرے تو اس پر جنت حرام ہے۔“

(بخاری، کتاب الفرائض، باب من ادعی الی غیر ابیہ، ۴/۳۲۶، الحدیث:۶۷۶۶)

(2)... حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جس شخص نے خود کو اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب

کیا یا جس غلام نے اپنے آپ کو اپنے مولیٰ کے غیر کی طرف منسوب کیا اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، قیامت کے دن اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا کوئی فرض قبول فرمائے گا نہ نفل ۔"(مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینۃ ودعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیہا بالبرکۃ۔۔۔ الخ، ص ۷۱۱، الحدیث: ۴۶۷(۱۳۷۰))

اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہیے کہ جو اپنے ہاں اولاد نہ ہونے کی وجہ سے یا ویسے ہی کسی دوسرے کی اولاد گود میں لیتے ہیں اور اپنے زیرِ سایہ اس کی پرورش کرتے اور اس کی تعلیم و تربیت کے اخراجات برداشت کرتے ہیں ۔ان کا یہ عمل تو جائز ہے لیکن ان کی یہ خواہش اور تمنا ہر گز درست نہیں کہ حقیقی باپ کے طور پر پالنے والے کا نام استعمال ہو اور نہ ہی ان کا یہ عمل جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرما دیا ہے کہ " اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىٕهِمْ " (انہیں ان کے حقیقی باپ ہی کا کہہ کر پکارو۔) اور جب اللہ تعالیٰ نے حقیقی باپ ہی کا کہہ کر پکارنے کا حکم فرما دیا اور اَحادیث میں ایسا نہ کرنے پر انتہائی سخت وعیدیں بیان ہو گئیں تو کسی مسلمان کی یہ شان نہیں کہ وہ اپنے رب تعالیٰ کے حکم کے برخلاف اپنی خواہشات کو پروان چڑھائے اور خود کو شدید وعیدوں کا مستحق ٹھہرائے ۔اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین ۔

شفقت کے طور پر کسی کو بیٹا یا بیٹی کہہ کر پکارنے کا شرعی حکم:

نوٹ: یاد رہے کہ اَحادیث میں بیان کی گئی وعیدوں کا مِصداق وہ صورت ہے

جس میں بچے کا نسب حقیقی باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا جائے جبکہ شفقت کے طور پر کسی کو بیٹا یا بیٹی کہہ کر پکارنا یا کوئی معروف ہی کسی اور کے نام سے ہو تو پہچان کے لئے اس کا بیٹا یا بیٹی کہنا ان وعیدوں میں داخل نہیں۔

بچہ یا بچی گود لینے (Adopting a child) سے متعلق ایک اہم شرعی مسئلہ:

بچہ یا بچی گود میں لینا جائز ہے لیکن جب وہ اس عمر تک پہنچ جائیں جس میں ان پر نامحرم مرد یا عورت سے پردہ کرنا لازم ہو جاتا ہے تو اس وقت بچے پر پالنے والی عورت سے اور بچی پر پالنے والے مرد سے پردہ کرنا بھی لازم ہو گا کیونکہ وہ اس بچے کے حقیقی یا رضاعی ماں باپ نہیں اِس لئے وہ اُس بچے اور بچی کے حق میں محرم نہیں، لہٰذا اگر بچہ گود میں لیا جائے تو عورت اسے اپنا یا اپنی بہن کا دودھ پلا دے اور بچی گود میں لی جائے تو مرد اپنی کسی محرم عورت کا دودھ اسے پلوا دے، اس صورت میں ان کے درمیان رضاعی رشتہ قائم ہو جائے گا اور محرم ہو جانے کی وجہ سے پردے کی وہ پابندیاں نہ رہیں گی جو نامحرم سے پردہ کرنے کی ہیں، البتہ یہاں مزید دو باتیں ذہن نشین رہیں،

کس عمر میں بچے کو دودھ پلانا ناجائز ہے؟

پہلی یہ کہ دودھ بچے کی عمر دو سال ہونے سے پہلے پلایا جائے اور اگر دو سال سے لے کر ڈھائی سال کے درمیان دودھ پلایا تو بھی رضاعت ثابت ہو جائے گی لیکن اس عمر میں دودھ پلانا ناجائز ہے اور ڈھائی سال عمر ہو جانے کے بعد پلایا تو رضاعت ثابت

نہ ہوگی۔

دوسری یہ کہ عورت نے بچے یا بچی کو اپنی بہن کا دودھ پلوایا تو وہ اس کی رضاعی خالہ تو بن جائے گی لیکن اس کا شوہر بچی کا محرم نہ بنے گا، لہٰذا بہتر صورت وہ ہے جو اوپر ذکر کی کہ بچے کو عورت کی محرم رشتہ دار کا دودھ پلوا لیا جائے اور بچی کو شوہر کی محرم رشتہ دار کا تاکہ پرورش کرنے والے پردے کے مسائل میں مشکلات کا شکار نہ ہوں۔ البتہ اِن مسائل میں کہیں پیچیدگی پیدا ہو سکتی ہے لہٰذا ایسا کوئی معاملہ ہو تو کسی قابل مفتی کو پوری تفصیل بتا کر عمل کیا جائے۔

وَ اِذْ قَالَتْ طَّآىٕفَةٌ مِّنْهُمْ یٰۤاَهْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْاۚ-وَ یَسْتَاْذِنُ فَرِیْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِیَّ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَةٌ ﱠ وَ مَا هِیَ بِعَوْرَةٍۚۛ-اِنْ یُّرِیْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا(13)

ترجمہ: اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا: اے مدینہ والو! (یہاں) تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں، تو تم واپس چلو اور ان میں سے ایک گروہ نبی سے یہ کہتے ہوئے اجازت مانگ رہا تھا کہ بیشک ہمارے گھر بے حفاظت ہیں حالانکہ وہ بے حفاظت نہ تھے۔ وہ تو صرف فرار ہونا چاہتے تھے۔

مدینہ منورہ کو یثرب کہنے کا شرعی حکم:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فرماتے ہیں مدینہ طیبہ کو

یثرب کہنا ناجائز و ممنوع و گناہ ہے اور کہنے والا گنہگار۔ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں: ''مَنْ سَمَّی الْمَدِیْنَةَ یَثْرِبَ فَلْیَسْتَغْفِرِ اللهَ هِیَ طَابَةُ هِیَ طَابَةُ'' جو مدینہ کو یثرب کہے اس پر توبہ واجب ہے۔ مدینہ طابہ ہے مدینہ طابہ ہے۔(مسند امام احمد، مسند الکوفیین، حدیث البراء بن عازب رضی اللّٰہ تعالی عنہ، ۴/۴۰۹، الحدیث: ۱۸۵۴۴)

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں: ''فَتَسْمِیَتُهَا بِذٰلِكَ حَرَامٌ لِاَنَّ الْاِسْتِغْفَارَ اِنَّمَا هُوَعَنْ خَطِیْئَةٍ'' یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ کا یثرب نام رکھنا حرام ہے کہ یثرب کہنے سے استغفار کا حکم فرمایا اور استغفار گناہ ہی سے ہوتی ہے۔(التیسیر شرح جامع الصغیر، حرف المیم، ۲/۴۲۴)

ملا علی قاری رَحمَۃُ الْبَارِی مرقاۃ شریف میں فرماتے ہیں:

''قَدْ حُکِیَ عَنْ بَعْضِ السَّلَفِ تَحْرِیْمُ تَسْمِیَةِ الْمَدِیْنَةِ بِیَثْرِبَ وَیُؤَیِّدُہٗ مَا رَوَاہُ اَحْمَدُ (فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ الْمَذْکُوْرَ ثُمَّ قَالَ) قَالَ الطِّیْبِیُّ رَحِمَهُ الله: فَظَهَرَ اَنَّ مَنْ یُحَقِّرُ شَاْنَ مَا عَظَّمَهُ الله تَعَالٰی وَمَنْ وَصَّفَ مَا سَمَّاهُ الله تَعَالٰی بِالْاِیْمَانِ بِمَا لَا یَلِیْقُ بِهٖ یَسْتَحِقُّ اَنْ یُسَمّٰی عَاصِیًا''

ایک بزرگ سے حکایت کی گئی ہے کہ مدینہ منورہ کو یثرب کہنا حرام ہے اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس کو امام احمد نے روایت فرمایا ہے

(پھر مذکورہ بالا حدیث بیان فرمائی،) پھر فرمایا: علامہ طیبی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: پس اس سے ظاہر ہوا کہ جو اس کی شان کی تحقیر کرے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے عظمت بخشی اور جس کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کا نام دیا اس کا ایسا وصف بیان کرے جو اس کے لائق اور شایانِ شان نہیں تو وہ اس قابل ہے کہ اس کا نام عاصی (گنہگار) رکھا جائے۔(ت)(مرقاۃ المفاتیح، کتاب المناسک، باب حرم المدینۃ حرسہا اللّٰہ تعالی، الفصل الاول، ۵/ ۶۲۲، تحت الحدیث: ۲۷۳۷)۔(فتاویٰ رضویہ، کتاب الحظر والاباحۃ، ۲۱ /۱۱۷-۱۱۶، ملتقطاً)

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ مزید فرماتے ہیں: ’’بعض اشعارِ اکابر میں کہ یہ لفظ واقع ہوا، ان کی طرف سے عذر یہی ہے کہ اُس وقت اِس حدیث و حکم پر اطلاع نہ پائی تھی، جو مطلع ہو کر کہے اس کے لئے عذر نہیں ، معہٰذا شرع مطہر شعر و غیر شعر سب پر حجت ہے، شعر شرع پر حجت نہیں ہوسکتا۔(فتاویٰ رضویہ، کتاب الحظر والاباحۃ، ۲۱/۱۱۹-۱۱۸)

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا(32)

ترجمہ: اے نبی کی بیویو! تم اور عورتوں جیسی نہیں ہو۔ اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو تو بات کرنے میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا مریض آدمی کچھ لالچ کرے اور تم اچھی بات کہو۔

عورتوں کا بات کرتے وقت نرم لہجہ اپنانا منع ہے

علامہ احمد صاوی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ازواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُنَّ امت کی مائیں ہیں اور کوئی شخص اپنی ماں کے بارے میں بری اور شہوانی سوچ رکھنے کا تصور تک نہیں کر سکتا، اس کے باوجود ازواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کو بات کرتے وقت نرم لہجہ اپنانے سے منع کیا گیا تاکہ جو لوگ منافق ہیں وہ کوئی لالچ نہ کر سکیں کیونکہ ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں ہوتا جس کی بنا پر ان کی طرف سے کسی برے لالچ کا اندیشہ تھا اس لئے نرم لہجہ اپنانے سے منع کر کے یہ ذریعہ ہی بند کر دیا گیا۔ (صاوی، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۳۲، ۵/ ۱۶۳۷، ملخصًا) اس سے واضح ہوا کہ جب ازواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کیلئے یہ حکم ہے تو بقیہ کیلئے یہ حکم کس قدر زیادہ ہوگا کہ دوسروں کیلئے تو فتنوں کے مَواقع اور زیادہ ہیں۔

عورت کا مرد سے حاجت کی وجہ سے بات کرنے کا انداز:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اپنی عفت اور پارسائی کی حفاظت کرنے والی خواتین کی شان کے لائق یہی ہے کہ جب انہیں کسی ضرورت، مجبوری اور حاجت کی وجہ سے

کسی غیر مرد کے ساتھ بات کرنی پڑ جائے تو ان کے لہجے میں نزاکت نہ ہو اور آواز میں بھی نرمی اور لچک نہ ہو بلکہ ان کے لہجے میں اَجْنَبِیّت ہو اور آواز میں بیگانگی ظاہر ہو، تاکہ سامنے والا کوئی بُرا لالچ نہ کر سکے اور اس کے دل میں شہوت پیدا نہ ہو اور جب سیّد المرسلین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زیرِ سایہ زندگی گزارنے والی امت کی ماؤں اور عفت و عصمت کی سب سے زیادہ محافظ مقدس خواتین کو یہ حکم ہے کہ وہ نازک لہجے اور نرم انداز سے بات نہ کریں تاکہ شہوت پرستوں کو لالچ کا کوئی موقع نہ ملے تو دیگر عورتوں کے لئے جو حکم ہو گا اس کا اندازہ ہر عقل مند انسان آسانی کے ساتھ لگا سکتا ہے۔

پاکیزہ معاشرے کے قیام میں دینِ اسلام کا کردار:

دینِ اسلام کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے پاکیزہ معاشرے کے قیام کے لئے نیز جو چیزیں اِس راہ میں بڑی رکاوٹ ہیں، انہیں ختم کرنے کے لئے انتہائی اَحسن اور مُؤثر اِقدامات کئے ہیں۔ فحاشی، عُریانی اور بے حیائی پاکیزہ معاشرے کے لئے زہرِ قاتل کی حیثیت رکھتے ہیں، دینِ اسلام نے جہاں ان چیزوں کو ختم کرنے پر زور دیا وہیں ان ذرائع اور اسباب کو ختم کرنے کی طرف بھی توجہ کی جن سے فحاشی، عریانی اور بے حیائی پھیل سکتی ہے، جیسے عورتوں کا نرم و نازک لہجے میں بات کرنا مردوں کے دل میں شہوت کا بیج بونے میں انتہائی کارگر ہے اور فحاشی و بے حیائی کی طرف مائل کرنے والی عورتیں ابتدا میں اسی چیز کا سہارا لیتی ہیں، اس لئے اسلام نے اس ذریعے کو ہی بند

کرنے کا فرما دیا تاکہ معاشرہ پاکیزہ رہے اور اس کی بنیادیں مضبوط ہوں ۔افسوس ہمارے معاشرے میں آزادی، روشن خیالی اور معاشی ترقی کے نام پر عورتوں کو غیر مردوں کے ساتھ باتیں کرنے کے نت نئے مواقع فراہم کئے جارہے ہیں اور عورتوں کو نازک لہجے اور نرم انداز سے بات کرنے کی باقاعدہ تربیت دے کر تعلیم، طب، سفر، تجارت، میڈیا اور ٹیلی کام وغیرہ کے مختلف شعبوں میں تعینات کیا جاتا ہے حتّٰی کہ دُنْیَوی شعبہ جات میں عوامی رہنمائی اور خدمت کا شاید ہی کوئی ایسا شعبہ ہو جہاں تربیت یافتہ عورت موجود نہ ہو اور اس کا نتیجہ سب کے سامنے ہے اور ایسی عورتیں اچھی طرح جانتی ہیں کہ انہیں دوسری عورتوں کے مقابلے میں شہوت پرست مردوں سے کتنا واسطہ پڑتا ہے۔

اللہ تعالٰی لوگوں کو عقلِ سلیم اور ہدایت عطا فرمائے اور دینِ اسلام کی فطرت سے ہم آہنگ تعلیمات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

نقصان سے بچنے کیلئے ان کے اسباب اور ذرائع کا خاتمہ ضروری ہے:

اس آیت سے ایک اہم بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ کسی بھی طرح کے نقصان جیسے نیک اعمال کی بربادی، معاشرتی اَقدار کی تباہی، جان اور مال وغیرہ کی ہلاکت سے بچنے کے لئے ان اسباب اور ذرائع کو ختم کرنا انتہائی اہمیت کا حامل ہے جو نقصان کی وجہ بنتے ہیں ، لہٰذا نیک اعمال کو بچانے کے لئے گناہوں سے بچنا ہو گا، معاشرتی اقدار کی

حفاظت کے لئے فحاشی، عریانی، بے حیائی اور ان کے ذرائع کو ختم کرنا ہوگا۔ اگر غور کریں تو نقصان سے بچنے کے لئے اس کے ذرائع اور اسباب کو ختم کرنے کی سینکڑوں مثالیں ہمارے سامنے آسکتی ہیں اور دینِ اسلام کے احکام کی حکمتیں بھی ہم پر واضح ہو سکتی ہیں۔

وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗؕ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا(33)

ترجمہ: اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے پہلی جاہلیت کی بے پردگی اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اے نبی کے گھر والو! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کرکے خوب صاف ستھرا کر دے۔

عورت، چار دیواری اور اسلام:

اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو یہ حکم ارشاد فرمایا ہے کہ وہ اپنے گھروں میں ٹھہری رہا کریں اور شرعی ضرورت و حاجت کے بغیر اپنے گھر سے باہر نہ نکلیں اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عورتوں کے اس عمل کی فضیلت بھی بیان فرمائی ہے، چنانچہ حضرت انس رَضِیَ

اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ عورتیں رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اورانہوں نے عرض کی: یارسولَ اللہ !صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، مرد اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد میں شریک ہو کر فضیلت لے گئے اور ہماراتوکوئی ایساعمل نہیں جسے بجالاکرہم مجاہدین کادرجہ پاسکیں ؟حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ان سے ارشاد فرمایا: "تم میں سے جواپنے گھر میں ٹھہری رہے وہ ان مجاہدین کادرجہ پائے گی جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔(مسند البزار، مسند ابي حمزة انس بن مالک رضی اللّٰہ عنہ، ۱۳/۳۳۹، الحدیث: ۶۹۶۲)

اس روایت سے ہمارے معاشرے کی ان عورتوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے جوبلاضرورتِ شرعی گھروں سے باہر نکلتی اور گھومتی پھرتی ہیں اور بازاروں کی رونق بنی رہتی ہیں۔اگر یہ عورتیں گھروں میں رہیں تو ان کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کرنے والے مجاہدین کی طرح ثواب ملے۔

یادرہے کہ دینِ اسلام میں عورت کو گھر میں ٹھہری رہنے کا جو حکم دیا گیا اس سے مقصود یہ ہرگز نہیں کہ دینِ اسلام عورتوں کے لئے یہ چاہتا ہے کہ جس طرح پرندے پنجروں میں اور جانور باڑے میں زندگی بسر کرتے ہیں اسی طرح عورت بھی پرندوں اور جانوروں کی طرح زندگی بسر کرے، بلکہ اسے یہ حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ اس میں اس کی عزت و عصمت کا تَحَفُّظ زیادہ ہے۔اسے آسان انداز میں یوں سمجھئے کہ جس کے پاس قیمتی ترین ہیرا ہو وہ اسے لے کر سرِ عام بازاروں میں نہیں گھومتا بلکہ اسے مضبوط

سے مضبوط لاکر میں رکھنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ اس کی یہ دولت محفوظ رہے اور کوئی لٹیرا اسے لوٹنے کی کوشش نہ کرے اور اس کا یہ عمل عقلِ سلیم رکھنے والوں کی نظر میں بہت اچھا اور قابلِ تعریف ہے اور اس کی بجائے اگر وہ شخص اپنا قیمتی ترین ہیرا لے کر سرِ عام بازاروں میں گھومنا شروع کر دے اور لوگوں کی نظر اس ہیرے پر آسانی سے پڑتی رہے تو عین ممکن ہے کہ اسے دیکھ کر کسی کی نیت خراب ہو جائے اور وہ اسے لوٹنے کی کوشش کرے اور ایسے شخص کو جاہل اور بیوقوف جیسے خطابات سے نوازا جائے۔ خلاصہ یہ ہے کہ قیمتی ہیرے کا زیادہ تحفظ اسے مضبوط لاکر کے اندر رکھنے میں ہے نہ کہ اسے لے کر سرِ عام گھومنے میں اور اسی طرح عورت کی عصمت کا زیادہ تحفظ اس کا گھر کے اندر رہنے میں ہے نہ کہ غیر مردوں کے سامنے آنے اور ان کے درمیان گھومنے میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خود کو دانشور کہلانے والے وہ لوگ حقیقت میں دانش و حکمت سے نہایت دور ہیں جو دینِ اسلام کے اس حکم کے بنیادی مقصد کو پسِ پُشت ڈال کر اور کافروں کے طرزِ زندگی سے مرعوب و مغلوب ہو کر غلامانہ ذہنیت سے اعتراضات کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا اہم ترین مقصد یہ ہے کہ لوگوں کی نظر میں اسلام کے احکام کی قدر ختم ہو جائے، عورت اسلامی احکام کو اپنے حق میں سزا تصور کرے اور وہ اپنی عصمت جیسی قیمتی ترین دولت تک لٹیروں کے ہاتھ پہنچنے کی ہر رکاوٹ دور کر دے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اسلامی احکام کے مقاصد سمجھنے، ان پر عمل

کرنے، عورت کی عفت و عصمت کے دشمنوں کے عزائم کو سمجھنے اور ان سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

"میرا جسم میری مرضی" والے متوجہ ہوں:

شرم و حیاء سے عاری اور بے پردہ عورتوں کا دُنیوی انجام تو ہر کوئی معاشرے میں اپنی نگاہوں سے دیکھ سکتا ہے کہ عزت دار اور باحیا طبقے میں ان کی کوئی قدر نہیں ہوتی، لوگ انہیں اپنی ہوس بھری نگاہوں کا نشانہ بناتے ہیں، ان پر آوازیں کستے اور ان سے چھیڑ خوانی کرتے ہیں، لوگوں کی نظر میں ان کی حیثیت نفس کی خواہش اور ہوس پوری کرنے کا ذریعہ ہونے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ ہوس پوری ہو جانے کے بعد وہ عورت سے لاتعلق ہو جاتے ہیں اور بہت سے لوگوں نے دیکھا ہو گا کہ ایسی عورت خود طرح طرح کے خطرناک اَمراض کا شکار ہو جاتی ہے اور آخر کار عبرتناک موت سے دوچار ہو کر قبر کی اندھیر نگری میں چلی جاتی ہے، یہ تو ان کا دُنیوی انجام ہے ،اب یہاں ایسی عورتوں کا اُخروی انجام بھی ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ ”جہنمیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جنہیں میں نے (اپنے زمانے میں) نہیں دیکھا (بلکہ وہ میرے بعد والے زمانے میں ہوں گی)

(1) وہ لوگ جن کے پاس گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے جن سے وہ

لوگوں کو (ناحق) ماریں گے۔

(2) وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی، مائل کرنے والی اور مائل ہونے والی ہوں گی، ان کے سر موٹی اونٹنیوں کے کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ یہ نہ جنت میں جائیں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ اس کی خوشبو بہت دور سے آتی ہو گی۔ (مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب النساء الکاسیات۔۔۔ الخ، ص ۱۱۷۷، الحدیث: ۱۲۵(۲۱۲۸)) اس حدیث پاک میں عورتوں کے تین کام بیان ہوئے جن کی وجہ سے وہ جہنم میں جائیں گی۔

(1)... لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی۔ یعنی اپنے بدن کا کچھ حصہ چھپائیں گی اور کچھ حصہ ظاہر کریں گی تاکہ ان کا حسن و جمال ظاہر ہو یا اتنا باریک لباس پہنیں گی جس سے ان کا جسم ویسے ہی نظر آئے گا تو یہ اگرچہ کپڑے پہنے ہوں گی لیکن در حقیقت ننگی ہوں گی۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الدیات، باب مالا یضمن من الجنایات، الفصل الاول، ۷/۸۳، تحت الحدیث: ۳۵۲۴)

(2)... مائل کرنے والی اور مائل ہونے والی ہوں گی۔ یعنی لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود ان کی طرف مائل ہوں گی یا دوپٹہ اپنے سر سے اور برقعہ اپنے منہ سے ہٹا دیں گی تاکہ ان کے چہرے ظاہر ہوں یا اپنی باتوں یا گانے سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود ان کی طرف مائل ہوں گی۔

(3)... ان کے سر موٹی اونٹنیوں کے کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ اس جملے کی تشریحات تو بہت ہیں لیکن بہتر تشریح یہ ہے کہ وہ عورتیں راہ چلتے وقت شرم سے سر نیچا نہ کریں گی بلکہ بے حیائی سے اونچی گردن سر اٹھائے ہر طرف دیکھتی لوگوں کو گھورتی چلیں گی، جیسے اونٹ کے تمام جسم میں کوہان اونچی ہوتی ہے ایسے ہی ان کے سر اونچے رہا کریں گے۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الدیات، باب ما لا یضمن من الجنایات، الفصل الاول، ۷/۸۴-۸۳، تحت الحدیث: ۳۵۲۴، ملخصًا)

اگر غور کیا جائے تو ان تینوں میں سے وہ کون سی ایسی صورت ہے جو ہمارے معاشرے کی عورتوں میں نہیں پائی جاتی، ہمارے غیب کی خبریں دینے والے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صدیوں پہلے جو خبر دی وہ آج حرف بہ حرف پوری ہوتی نظر آ رہی ہے اور ہمارے معاشرے کی عورتوں کا حال یہ ہے کہ وہ لباس ایسے پہنتی ہیں جس سے ان کے جسم کا کچھ حصہ ڈھکا ہوتا ہے اور کچھ ننگا ہوتا ہے، یا ان کا لباس اتنا باریک ہوتا ہے جس سے ان کے جسم کی رنگت صاف نظر آ رہی ہوتی ہے، یا ان کا لباس جسم پر اتنا فٹ ہوتا ہے جس سے ان کی جسمانی ساخت نمایاں ہو رہی ہوتی ہے تو یہ بظاہر تو کپڑے پہنے ہوئی ہیں لیکن در حقیقت ننگی ہیں کیونکہ لباس پہننے سے مقصود جسم کو چھپانا اور اس کی ساخت کو نمایاں ہونے سے بچانا ہے اور ان کے لباس سے چونکہ یہ مقصود حاصل نہیں ہو رہا، اس لئے وہ ایسی ہیں جیسے انہوں نے لباس پہنا ہی نہیں اور ان کے

چلنے، بولنے اور دیکھنے کا انداز ایسا ہوتا ہے جس سے وہ لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف مائل کر رہی ہوتی ہیں اور خود کا حال بھی یہ ہوتا ہے کہ غیر مردوں کی طرف بہت مائل ہوتی ہیں، دوپٹے ان کے سر سے غائب ہوتے ہیں اور برقعہ پہننے والیاں نقاب منہ سے ہٹا کر چلتی ہیں تاکہ لوگ ان کا چہرہ دیکھیں۔ایسی عورتوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور جہنم کی خوفناک سزاؤں سے ڈرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہماری عورتوں کو ہدایت اور عقلِ سلیم عطا فرمائے اور اپنی بگڑی حالت سدھارنے کی توفیق نصیب کرے، اٰمین۔

وَ اذْكُرْنَ مَا یُتْلٰى فِیْ بُیُوْتِكُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِؕ-اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا(34)

ترجمہ: حکمت یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں۔ بیشک اللہ ہر باریکی کو جاننے والا، خبر دار ہے۔

آیت ’’وَ اذْكُرْنَ مَا یُتْلٰى فِیْ بُیُوْتِكُنَّ‘‘ سے حاصل ہونے والی معلومات:

اس آیت سے تین باتیں معلوم ہوئیں،

(1)…قرآن مجید کی آیات اور اَحادیث کو یاد کرنا اور دوسروں کو یاد دلاتے رہنا چاہئے تاکہ شریعت کے اَحکام کا علم ہو۔

(2)…ہر مسلمان کو اپنے گھر میں قرآن مجید کی تلاوت اور حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی سنتوں کا تذکرہ کرتے رہنا چاہئے۔

(3)...بعض اوقات دوسروں سے بھی قرآن پاک کی آیات سنی چاہیئیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان تینوں باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًاؕ(36)

ترجمہ: اور کسی مسلمان مرد اور عورت کیلئے یہ نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ فرمادیں تو انہیں اپنے معاملے کا کچھ اختیار باقی رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہ مانے تو وہ بیشک صریح گمراہی میں بھٹک گیا۔

آیت ''وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ'' سے حاصل ہونے والی معلومات:

اس آیت سے تین باتیں معلوم ہوئیں،

(1)...آدمی پر رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اطاعت ہر حکم میں واجب ہے۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا حکم اللہ تعالیٰ کا حکم ہے

(2)...حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا حکم اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مقابلے میں کوئی اپنے نفس کا بھی خود مختار نہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس آیت کا شانِ نزول لکھنے کے بعد فرماتے ہیں ''ظاہر ہے کہ کسی عورت

پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے فرض نہیں کہ فلاں سے نکاح پر خواہی نخواہی راضی ہوجائے خصوصًا جبکہ وہ اس کا کُفو (یعنی ہم پلہ) نہ ہو خصوصًا جبکہ عورت کی شرافتِ خاندان کَواکبِ ثریا (یعنی ثریا ستاروں) سے بھی بلند وبالاتر ہو، بایں ہمہ اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا دیا ہوا پیام نہ ماننے پر رَبُّ الْعِزَّۃ جَلَّ جَلَالُہٗ نے بعینہٖ وہی الفاظ ارشاد فرمائے جو کسی فرضِ اِلٰہ (یعنی اللہ تعالیٰ کے فرض) کے ترک پر فرمائے جاتے اور رسول کے نام پاک کے ساتھ اپنا نامِ اقدس بھی شامل فرمایا یعنی رسول جو بات تمہیں فرمائیں وہ اگر ہمارا فرض نہ تھی تو اب ان کے فرمانے سے فرضِ قطعی ہوگئی ، مسلمانوں کو اس کے نہ ماننے کا اصلاً اختیار نہ رہا، جو نہ مانے گا صریح گمراہ ہوجائے گا ، دیکھو رسول کے حکم دینے سے کام فرض ہوجاتا ہے اگرچہ فی نفسہٖ خدا کا فرض نہ تھا ایک مباح وجائز امر تھا۔ (فتاویٰ رضویہ، رسالہ: منیۃ اللبیب انّ التشریع بید الحبیب، ۵۱۷-۵۱۸/۳۰)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حکم اور مشورے میں فرق ہے

(3)...نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حکم اور آپ کے مشورے میں فرق ہے، حکم پر سب کو سر جھکانا پڑے گا اور مشورہ قبول کرنے یا نہ کرنے کا حق ہو گا۔ اسی لئے یہاں: ''اِذَا قَضَی اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا'' ''یعنی جب اللہ و رسول کچھ حکم فرمادیں۔'' فرمایا گیا اور دوسری جگہ ارشاد ہوا: ''وَ شَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ'' (اٰل عمران:۱۵۹) ترجمۂ کنزُالعِرفان:

اور کاموں میں ان سے مشورہ لیتے رہو۔

شرعی احکام اور اختیاراتِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم:

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ کی عطا سے شرعی احکام میں خود مختار ہیں۔ آپ جسے جو چاہے حکم دے سکتے ہیں، جس کے لئے جو چیز چاہے جائز یا ناجائز کر سکتے ہیں اور جسے جس حکم سے چاہے الگ فرما سکتے ہیں۔ کثیر صحیح اَحادیث میں اس کے شواہد موجود ہیں، یہاں ان میں سے 6 اَحادیث درج ذیل ہیں،

(1)... جب حرمِ مکہ کی نباتات کو کاٹنا حرام فرمایا گیا تو حضرت عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کے عرض کرنے پر اذخر گھاس کاٹنے کو حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جائز فرما دیا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو حرام فرمایا ہے، پس یہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوا اور نہ کسی کے لئے میرے بعد حلال ہو گا، میرے لئے بھی دن کی ایک ساعت حلال ہوا، نہ اس کی گھاس اکھاڑی جائے، نہ اس کا درخت کاٹا جائے اور نہ اس کا شکار بھڑکایا جائے اور اعلان کرنے کے علاوہ اس کی گری ہوئی چیز نہ اٹھائی جائے۔ حضرت عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: اِذخر کے سوا کیونکہ وہ ہمارے سناروں اور قبروں کے کام آتی ہے۔ ارشاد فرمایا ”چلو اِذخر کے سوا (دوسری گھاس نہ اکھاڑی جائے۔)(بخاری، کتاب الجنائز، باب الاذخر والحشیش فی القبر، ۱/

۴۵۳، الحدیث: ۱۳۴۹)

(2)... حضرت ابو بردہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کے لئے چھ مہینے کے بکری کے بچے کی قربانی کر لینا جائز کر دیا۔ چنانچہ حضرت براء بن عازب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ان کے ماموں حضرت ابو بردہ بن نیار رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے نمازِ عید سے پہلے قربانی کر لی تھی، جب انہیں معلوم ہوا یہ کافی نہیں تو عرض کی: یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، وہ تو میں کر چکا، اب میرے پاس چھ مہینے کا بکری کا بچہ ہے مگر سال بھر والے سے اچھا ہے۔ ارشاد فرمایا: ''اِس کی جگہ اُسے کر دو اور ہر گز اتنی عمر کی بکری تمہارے بعد دوسروں کی قربانی میں کافی نہ ہو گی۔ (بخاری، کتاب العیدین، باب التکبیر الی العید، ۱/ ۳۳۲، الحدیث: ۹۶۸)

(3)... حضرت اُمِّ عطیہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا کو ایک گھر کے مُردے پر بَین کر کے رونے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ حضرت اُمِّ عطیہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں (جب عورتوں کی بیعت سے متعلق آیت اتری اور اس میں ہر گناہ سے بچنے کی شرط تھی کہ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ، اور مردے پر بین کر کے رونا چیخنا بھی گناہ تھا) میں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، فلاں گھر والوں کا اِستثناء فرما دیجئے کیونکہ انہوں نے زمانۂ جاہلیّت میں میرے ساتھ ہو کر میری ایک میت پر نوحہ کیا تھا تو مجھے ان کی میت پر نوحے میں ان کا ساتھ دینا ضروری ہے۔ سیّدِ عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اچھا وہ

مُستثنیٰ کردیئے۔“

(مسلم، کتاب الجنائز، باب التشدید فی النیاحۃ، ص۴۶۶، الحدیث:۳۳(۹۳۷))

(4)...حضرت اسماء بنت عمیس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا کو وفات کی عدت کے عام حکم سے الگ فرما دیا اور ان کی عدت چار مہینے دس دن کی بجائے تین دن مقرر فرما دی۔ چنانچہ حضرت اسماء بنت عُمیس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: جب حضرت جعفر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ شہید ہو گئے تو سیّد المرسلین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے حکم دیا: تم تین دن تک (سنگار سے) رکی رہو، پھر جو چاہو کرو۔ (معجم الکبیر، اسماء بنت عمیس الخثعمیۃ من المہاجرات، عبد اللہ بن شداد بن الہاد عن اسماء، ۱۳۹/۲۴، الحدیث:۳۶۹)

(5)...ایک شخص کے لئے قرآن مجید کی سورت سکھا دینا مہر مقرر فرما دیا۔ چنانچہ حضرت ابو نعمان ازدی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک شخص نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا، سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس سے ارشاد فرمایا: مہر دو۔ اس نے عرض کی: میرے پاس کچھ نہیں۔ ارشاد فرمایا: کیا تجھے قرآنِ عظیم کی کوئی سورت نہیں آتی، وہ سورت سکھانا ہی اس کا مہر کر، اور تیرے بعد یہ مہر کسی اور کو کافی نہیں۔ (شرح الزرقانی، الفصل الرابع فیما اختص بہ صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل والکرامات، ۷/۳۵۶، مختصراً)

قرآن مجید کی کوئی سورت سکھانا شرعی حق مہر (Dowry) نہیں بن سکتا:

نوٹ: یاد رہے کہ قرآن مجید کی کوئی سورت سکھانا یا کوئی پارہ زبانی یاد کر کے عورت کو سنا دینا اس کا شرعی مہر نہیں ہو سکتا اگرچہ عورت اس کا تقاضا کرے اور اگر عورت کے مطالبے پر شوہر نے ایسا کر دیا تو وہ مہر کی ادائیگی سے بری الذِّمہ نہ ہو گا، اگر عقدِ نکاح میں اس چیز کا تَعَیُّن نہیں ہوا جو مہر بن سکتی ہے تو شوہر پر مہرِ مثل دینا لازم ہو گا، ہاں اگر عورت اپنی مرضی سے یوں کہے: اگر تم مجھے فلاں پارہ یا سورت یاد کر کے سنا دو تو میرا مہر تجھے معاف ہے، تو یہ جائز ہے۔

(6)... حضرت خزیمہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی گواہی ہمیشہ کے لئے دو مَردوں کی گواہی کے برابر فرما دی۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا، وہ بیچ کر مکر گیا اور گواہ مانگا، جو مسلمان آتا اعرابی کو جھڑکتا کہ تیرے لئے خرابی ہو، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حق کے سوا کیا فرمائیں گے (مگر گواہی کوئی نہیں دیتا کیونکہ کسی کے سامنے کا واقعہ نہ تھا) اتنے میں حضرت خزیمہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ بارگاہ میں حاضر ہوئے اور گفتگو سن کر بولے: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہاتھ گھوڑا بیچا ہے۔ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”تم تو موقع پر موجود ہی نہیں تھے، پھر تم نے گواہی کیسے دی؟ عرض کی: یارسولَ اللہ! صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، میں حضور کی تصدیق سے گواہی دے رہا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ ”میں حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لائے ہوئے دین پر ایمان لایا ہوں اور یقین جانا کہ حضور حق ہی فرمائیں

گے، میں آسمان وزمین کی خبروں پر حضور کی تصدیق کرتا ہوں تو کیا اس اعرابی کے مقابلے میں تصدیق نہ کروں گا۔ اس کے انعام میں حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہمیشہ ان کی گواہی دو مَرد کی گواہی کے برابر فرمادی اور ارشاد فرمایا: ”خزیمہ جس کسی کے نفع خواہ ضَرر کی گواہی دیں ایک انہیں کی گواہی کافی ہے۔ (ابوداؤد، کتاب الاقضیۃ، باب اذا علم الحاکم صدق الشاہد الواحد۔۔۔ الخ، ۳/۴۳۱، الحدیث: ۳۶۰۷، معجم الکبیر، خزیمۃ بن ثابت الانصاری۔۔۔ الخ، عمارۃ بن خزیمۃ بن ثابت عن ابیہ، ۴/۸۷، الحدیث: ۳۷۳۰)

نوٹ: شرعی احکام میں سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اختیارات سے متعلق بہترین معلومات حاصل کرنے کے لئے فتاویٰ رضویہ کی 30ویں جلد میں موجود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے رسالے ”مُنْیَۃُ اللَّبِیب اَنَّ التَّشْرِیْعَ بِیَدِ الْحَبِیب“ (بیشک شرعی احکام اللہ تعالیٰ کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اختیار میں ہیں) کا مطالعہ فرمائیں۔

وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَۚ-وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُؕ-فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْۤ

اَزْوَاجِ اَدْعِیَآىٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًاؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا (37)

ترجمہ: اور اے محبوب! یاد کرو جب تم اس سے فرمارہے تھے جس پر اللہ نے انعام فرمایا اور جس پر آپ نے انعام فرمایا کہ اپنی بیوی اپنے پاس روک رکھ اور اللہ سے ڈر اور تم اپنے دل میں وہ بات چھپا رہے تھے جس کو اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور تمہیں لوگوں کا اندیشہ تھا اور اللہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو پھر جب زید نے اس سے حاجت پوری کرلی تو ہم نے آپ کا اس کے ساتھ نکاح کردیا تاکہ مسلمانوں پر ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں (سے نکاح کرنے) میں کچھ حرج نہ رہے جب ان سے اپنی حاجت پوری کرلیں اور اللہ کا حکم پورا ہوکر رہتا ہے۔

سورۂ اَحزاب کی آیت نمبر 37 سے حاصل ہونے والی معلومات:

اس آیت سے یہ باتیں معلوم ہوئیں،

منہ بولے بیٹے (Adopted son) کی طلاق یافتہ بیوی سے نکاح کرنے کا شرعی حکم

یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہمیں یہ نعمت دی ہے۔

نیز رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زیادہ شادیاں فرمانے کی ایک حکمت معاشرے میں رائج بری رسموں کا خاتمہ کرنا تھی، جیسے حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہَا سے نکاح فرما

کرلوگوں کے درمیان رائج اس بری رسم کا خاتمہ کردیا کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنا حرام ہے۔نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ منہ بولے بیٹے کی طلاق یافتہ بیوی سے نکاح کرنا جائز ہے جبکہ حرمت کی کوئی شرعی وجہ نہ ہو۔

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۟ (38)

ترجمہ: نبی پر اس بات میں کوئی حرج نہیں جو اللہ نے اس کے لیے مقرر فرمائی ۔ اللہ کا دستور چلا آرہا ہے ان میں جو پہلے گزرچکے،اور اللہ کا ہر کام مقرر کی ہوئی تقدیر ہے۔

حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا زیادہ شادیاں فرمانا (Polygamy) مِنہاجِ نبوت کے عین مطابق تھا:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام امت کو یہ بتادیا کہ اس نے پچھلے انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرح اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر بھی نکاح کے معاملے میں وسعت فرمائی اور انہیں کثیر عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت عطا فرمائی ہے ۔اس سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا کثیر خواتین سے شادیاں فرمانا اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی خاص اجازت سے تھا اور آپ کا یہ عمل انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دستور کے برخلاف نہیں بلکہ اس کے عین مطابق تھا کیونکہ آپ سے پہلے تشریف

لانے والے متعدّد انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے بھی ایک سے زیادہ شادیاں کی تھیں، قرآن مجید کے علاوہ بائبل میں بھی اس کا ذکر موجود ہے، چنانچہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے تین شادیاں فرمائیں، آپ کی پہلی بیوی کے بارے بائبل میں ہے ''اور ابرام سے ہاجرہ کے ایک بیٹا ہوا اور ابرام نے اپنے اس بیٹے کا نام جو ہاجرہ سے پیدا ہوا اسمٰعیل رکھا اور جب ابرام سے ہاجرہ کے اسمٰعیل پیدا ہوا تب ابرام چھیاسی برس کا تھا۔ (بائبل، پیدایش، باب ۱۶، آیت نمبر: ۱۶-۱۵، ص ۱۶)

آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی دوسری بیوی سے اولاد کے بارے بائبل میں ہے ''موسمِ بہار میں مُعَیّن وقت پر میں تیرے پاس پھر آؤں گا اور سارہ کے بیٹا ہو گا۔ (بائبل، پیدایش، باب ۱۸، آیت نمبر: ۱۴، ص ۱۷) آپ کی تیسری بیوی اور ان سے ہونے والی اولاد کے بارے بائبل میں ہے ''اور ابرہام نے پھر ایک اور بیوی کی جس کا نام قطورہ تھا اور اس سے زمران اور یقسان اور مدان اور مدیان اور اسباق اور سوخ پیدا ہوئے۔ (بائبل، پیدایش، باب ۲۵، آیت نمبر: ۲-۱، ص ۲۴)

حضرت یعقوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے چار شادیاں فرمائی تھیں، آپ کی پہلی زوجہ کے بارے بائبل میں ہے ''تب لابن نے اس جگہ کے سب لوگوں کو بلا کر جمع کیا اور ان کی ضیافت کی اور جب شام ہوئی تو اپنی بیٹی لیاہ کو اس کے پاس لے آیا اور یعقوب اس سے ہم آغوش ہوا۔ (بائبل، پیدایش، باب ۲۹، آیت نمبر: ۲۲-۲۳، ص ۳۰)

دوسری زوجہ کے بارے بائبل میں ہے ”اور لابن نے اپنی لونڈی زِلفہ اپنی بیٹی لیاہ کے ساتھ کردی کہ اس کی لونڈی ہو۔ (بائبل، پیدایش، باب ۲۹، آیت نمبر: ۲۴، ص ۳۰)

تیسری زوجہ کے بارے بائبل میں ہے ”یعقوب نے ایسا ہی کیا کہ لیاہ کا ہفتہ پورا کیا، تب لابن نے اپنی بیٹی راخل بھی اسے بیاہ دی۔

(بائبل، پیدایش، باب ۲۹، آیت نمبر: ۲۸، ص ۳۰)

چوتھی زوجہ بلہاہ کے بارے بائبل میں ہے ”اور اپنی لونڈی بلہاہ اپنی بیٹی راخل کو دی کہ اس کی لونڈی ہو۔ (بائبل، پیدایش، باب ۲۹، آیت نمبر: ۲۹، ص ۳۰)

حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بارے بائبل میں ہے ”اور اس کے پاس سات سو شاہزادیاں اس کی بیویاں اور تین سو حرمیں تھیں۔

(بائبل، ۱-سلاطین، باب ۱۱، آیت نمبر: ۳، ص ۳۴۰)

مذکورہ بالا تمام اَنبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام وہ ہیں جن پر یہودی اور عیسائی ایمان رکھتے ہیں، تو جس طرح ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی بنا پر ان انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے تَقَدُّس میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی اسی طرح اس عمل کی وجہ سے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے تقدس اور آپ کی عظمت میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی، یونہی اگر ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی وجہ سے ان محترم اور مکرم ہستیوں پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا تو تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ایک سے زیادہ شادیوں پر بھی کوئی اعتراض

نہیں کیا جاسکتا۔

کثرتِ اَزواج (Polygamy) کا ایک اہم مقصد:

یاد رہے کہ سیّد المرسَلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ایک سے زیادہ شادیاں فرمانا مَعَاذَاللّٰہ تسکینِ نفس کے لئے ہرگز نہیں تھا کیونکہ اگر آپ کی شخصیت میں اس کا ادنیٰ سا شائبہ بھی موجود ہوتا تو آپ کے دشمنوں کو اس سے بہتر اور کوئی حربہ ہاتھ نہیں آسکتا تھا جس کے ذریعے وہ آپ کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے، آپ کے دشمن جادوگر، شاعر، مجنون وغیرہ الزامات تو آپ پر لگاتے رہے، لیکن کسی سخت سے سخت دشمن کو بھی ایسا حرف زبان پر لانے کی جرأت نہ ہوئی جس کا تعلق جذباتی بے راہ روی سے ہو۔ اسی طرح آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی زندگی کے ابتدائی 25 سال انتہائی عفت اور پاکبازی کے ساتھ گزارے اور پچیس سال کے بعد جب نکاح فرمایا تو ہم عمر خاتون سے نکاح میں دشواری نہ ہونے کے باوجود ایک ایسی خاتون کو شرفِ زوجیت سے سرفراز فرمایا جو عمر میں آپ سے 15 سال بڑی تھیں اور آپ سے پہلے دو شوہروں کی بیوی رہ چکی تھیں، اولاد والی بھی تھیں اور نکاح کا پیغام بھی اس خاتون نے خود بھیجا تھا، پھر نکاح کے بعد پچاس سال کی عمر تک انہی کے ساتھ رہنے پر اِکتفا کیا اور اس دوران کسی اور رفیقۂ حیات کی خواہش تک نہ فرمائی اور جب حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْھَا کے انتقال کے بعد آپ نے نکاح فرمایا تو کسی نوجوان خاتون سے نہیں بلکہ حضرت سودہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْھَا

سے نکاح فرمایا جو عمر کے لحاظ سے بوڑھی تھیں۔ یونہی اعلانِ نبوت کے بعد جب کفار کی طرف سے حسین ترین عورتوں سے شادی کی پیشکش کی گئی تو آپ نے اسے ٹھکرا دیا، نیز آپ نے جتنی خواتین کو زوجیت کا شرف عطا فرمایا ان میں صرف ایک خاتون اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا کنواری تھیں بقیہ بیوہ یا طلاق یافتہ تھیں، یہ تمام شواہد اس بات کی دلیل ہیں کہ سیّد المرسلین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ایک سے زیادہ شادیاں فرمانا تسکینِ نفس کے لئے ہر گز ہر گز نہ تھا، بلکہ آپ کے اس طرزِ عمل پر انصاف کی نظر سے غور کیا جائے تو ہر انصاف پسند آدمی پر یہ واضح ہو جائے گا کہ کثیر شادیوں کے پیچھے بے شمار ایسی حکمتیں اور مقاصد پوشیدہ تھے جن کا متعدّد شادیوں کے بغیر پورا ہونا مشکل ترین تھا، یہاں اس کا ایک مقصد ملاحظہ ہو۔

خواتین اس امت کا نصف حصہ ہیں اور انسانی زندگی کے ان گنت مسائل ایسے ہیں جن کا تعلق خاص طور پر عورتوں کے ساتھ ہے اور فطرتی طور پر عورت اپنی نسوانی زندگی سے متعلق مسائل پر غیر محرم مرد کے ساتھ گفتگو کرنے سے شرماتی ہے ،اسی طرح شرم و حیا کی وجہ سے عورتیں ازدواجی زندگی، حیض، نفاس اور جنابت وغیرہ سے متعلق مسائل کھل کر رسول اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں پیش نہ کر سکتی تھیں اور حضور پُر نور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اپنا حال یہ تھا کہ آپ کنواری عورت سے بھی زیادہ شرم و حیا فرمایا کرتے تھے۔ ان حالات کی بنا پر حضور پُر نور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ایسی خواتین کی ضرورت تھی جو انتہائی

پاک باز، ذہین، فطین، دیانت دار اور متقی ہوں تاکہ عورتوں کے مسائل سے متعلق جو احکامات اور تعلیمات لے کر نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مبعوث ہوئے تھے انہیں ان کے ذریعے امت کی عورتوں تک پہنچایا جائے، وہ مسائل عورتوں کو سمجھائے جائیں اور ان مسائل پر عمل کر کے دکھایا جائے اور یہ کام صرف وہی خواتین کر سکتی تھیں جو حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ ازدواجی رشتے میں منسلک ہوں اور ہجرت کے بعد چونکہ مسلمانوں کی تعداد میں اس تیزی کے ساتھ اضافہ ہونا شروع ہوا کہ کچھ ہی عرصے میں ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی، اس لئے ایک زوجہ سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی تھی کہ وہ تنہا ان ذمہ داریوں کو سرانجام دے سکیں گی۔

ایک امتی کی ذمہ داری:

یہاں حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی شادیوں سے متعلق جو کلام ذکر کیا اس سے مقصود کفار کی طرف سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی سیرت کے اس پہلو پر کئے جانے والے اعتراضات کو ذہنوں سے صاف کرنا تھا اور آج کے زمانے میں چونکہ فحاشی، عریانی اور بے حیائی عام ہے اور زیادہ شادیوں اور کم عمر عورت سے شادی کو معاشرے میں غلط نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اس لئے ہر امتی کی یہ اہم ترین ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ازدواجی زندگی کے ان پہلوؤں پر غور و فکر نہ کرے اور اس حوالے سے دماغ میں آنے والے وسوسوں کو یہ کہہ کر جھٹک دے کہ میں سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا امتی ہوں

اور میرا یہ ایمان ہے کہ آپ کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتا، لہٰذا میں شیطان کے وسوسوں پر کسی صورت کان نہیں دھر سکتا۔ اسی میں ایمان کی سلامتی ہے ورنہ اس بارے میں غوروفکر ایمان کے لئے شدید خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰـكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَؕ-وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا(40)

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر میں تشریف لانے والے ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔

نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا آخری نبی ہونا قطعی ہے:

یاد رہے کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا آخری نبی ہونا قطعی ہے اور یہ قطعیّت قرآن و حدیث و اِجماعِ امت سے ثابت ہے۔ قرآن مجید کی صریح آیت بھی موجود ہے اور اَحادیث تَواتُر کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں اور امت کا اِجماعِ قطعی بھی ہے، ان سب سے ثابت ہے کہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سب سے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں۔ جو حضور پُر نور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے وہ ختمِ نبوت کا منکر، کافر اور اسلام سے خارج ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ

تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ سچا اور اس کا کلام سچا، مسلمان پر جس طرح لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ماننا، اللہ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی کو اَحد، صَمد، لَا شَرِیْکَ لَہٗ (یعنی ایک، بے نیاز اور اس کا کوئی شریک نہ ہونا) جاننا فرضِ اوّل ومَناطِ ایمان ہے، یونہی مُحَمَّدٌ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خَاتَمُ النَّبِیِّیْن ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبیٔ جدید کی بِعثت کو یقینا محال وباطل جاننا فرضِ اَجل وجزءِ اِیقان ہے۔ ''وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' نصِ قطعی قرآن ہے، اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا، نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توہّم خلاف رکھنے والا، قطعًا اجماعًا کافر ملعون مُخَلَّد فِی النِّیْرَان (یعنی ہمیشہ کے لئے جہنمی) ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر، جو اس کے کافر ہونے میں شک و تَرَدُّد کو راہ دے وہ بھی کافر بَیِّنُ الْکَافِرْ جَلِیُّ الْکُفْرَان (یعنی واضح کافر اور اس کا کفر روشن) ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، رسالہ: جزاء اللہ عدوہ باباہ ختم النبوۃ، ۱۵/۶۳۰)

نوٹ: حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ختمِ نبوت کے دلائل اور مُنکروں کے رد کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے فتاویٰ رضویہ کی 14ویں جلد میں موجود رسالہ ''اَلْمُبِیْن خَتْمُ النَّبِیِّیْن'' (حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے آخری نبی ہونے کے دلائل) اور 15ویں جلد میں موجود رسالہ ''جَزَاءُ اللّٰہِ عَدُوَّہٗ بِاِبَائِہٖ خَتْمَ النُّبُوَّۃِ'' (ختم نبوت کا انکار کرنے والوں کا رد) مطالعہ فرمائیں۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا(45)وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا(46)

ترجمہ: اے نبی! بیشک ہم نے تمہیں گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا۔ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکا دینے والا آفتاب بنا کر بھیجا۔

حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حاضر و ناظر ہیں:

اہلسنّت کا یہ عقیدہ ہے کہ سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ کی عطا سے حاضر و ناظر ہیں اور یہ عقیدہ آیات، اَحادیث اور بزرگانِ دین کے اَقوال سے ثابت ہے، یہاں پہلے ہم حاضر و ناظر کے لغوی اور شرعی معنی بیان کرتے ہیں، اس کے بعد ایک آیت، ایک حدیث اور بزرگانِ دین کے اَقوال میں سے ایک شخصیت کا قول ذکر کریں گے، چنانچہ حاضر کے لغوی معنی ہیں سامنے موجود ہونا یعنی غائب نہ ہونا اور ناظر کے کئی معنی ہیں جیسے دیکھنے والا، آنکھ کا تل، نظر، ناک کی رگ اور آنکھ کا پانی وغیرہ اور عالَم میں حاضر و ناظر کے شرعی معنی یہ ہیں کہ قُدسی قوت والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالَم کو اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دیکھے اور دور و قریب کی آوازیں سنے یا ایک آن میں تمام عالَم کی سیر کرے اور سینکڑوں میل دور حاجت مندوں کی حاجت روائی کرے۔ یہ رفتار خواہ روحانی ہو یا جسمِ مثالی کے ساتھ ہو یا اسی جسم سے ہو جو قبر میں مدفون ہے یا کسی جگہ

موجود ہے۔ (جاء الحق، حاضر وناظر کی بحث، ص ۱۱۶، ملخصًا)

سورۂ اَحزاب کی آیت نمبر 6 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ“ یعنی نبی کریم (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) مسلمانوں کے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو قریب ہوتا ہے وہ حاضر بھی ہوتا ہے اور ناظر بھی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا میرے سامنے کر دی ہے، لہٰذا میں ساری دنیا کو اور جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کا سب یوں دیکھ رہا ہوں جیسے اس ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ (کنز العمال، کتاب الفضائل، الباب الاول فی فضائل سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔ الخ، الفصل الثالث، ۶ / ۱۸۹، الحدیث: ۳۱۹۶۸، الجزء الحادی عشر)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: (اہلِ حق میں سے) اس مسئلہ میں کسی ایک کا بھی اختلاف نہیں ہے کہ رسول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنی حقیقی زندگی مبارکہ کے ساتھ دائم اور باقی ہیں اور امت کے احوال پر حاضر وناظر ہیں اور حقیقت کے طلبگاروں کو اور ان حضرات کو جو آپ کی طرف متوجہ ہیں، ان کو فیض بھی پہنچاتے ہیں اور ان کی تربیت بھی فرماتے ہیں اور اس میں نہ تو مجاز کا شائبہ ہے نہ

تاویل کا بلکہ تاویل کا وہم بھی نہیں۔ (مکتوبات شیخ مع اخبار الاخیار، الرسالۃ الثامنۃ عشر سلوک اقرب السبل بالتوجّہ الی سیّد الرسل صلی اللہ علیہ والہ وسلم، ص ۱۵۵)

نوٹ: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حاضر و ناظر ہونے سے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے مفتی احمد یار خاں نعیمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی کتاب ''جاء الحق'' اور اس مسئلے سے متعلق دیگر علماءِ اہلسنّت کی کتب کا مطالعہ فرمائیں۔

کیا اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہہ سکتے ہیں؟

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے اس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تو حاضر و ناظر ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر نہیں کہہ سکتے کیونکہ حاضر و ناظر کے جو لغوی اور حقیقی معنی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: حاضر و ناظر کا اِطلاق بھی باری عَزَّوَجَلَّ پر نہ کیا جائے گا۔ علماءِ کرام کو اس کے اطلاق میں یہاں تک حاجت ہوئی کہ اس (کا اطلاق کرنے والے) پر سے نفیِ تکفیر فرمائی۔ (فتاویٰ رضویہ، کتاب الشتی، عروض وقوافی، ۲۹/۵۴)

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں ''اُسے (یعنی اللہ تعالیٰ کو) حاضر و ناظر بھی نہیں کہہ سکتے، وہ شہید و بصیر ہے، حاضر و ناظر اس کی عطا سے اُس کے محبوب عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، عقائد وکلام ودینیات، ۲۹/۳۳۳)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ

اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَ لٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا
فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍؕ اِنَّ
ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ وَ اللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ
مِنَ الْحَقِّؕ وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْــٴَـلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ
حِجَابٍؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّؕ وَ مَا كَانَ لَكُمْ
اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ
اَبَدًاؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا(53) اِنْ تُبْدُوْا
شَيْــٴًـا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا(54)

ترجمہ: اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اجازت نہ ہو جیسے کھانے کیلئے بلایا جائے۔ یوں نہیں کہ خود ہی اس کے پکنے کا انتظار کرتے رہو۔ ہاں جب تمہیں بلایا جائے تو داخل ہو جاؤ پھر جب کھانا کھا لو تو چلے جاؤ اور یہ نہ ہو کہ باتوں سے دل بہلاتے ہوئے بیٹھے رہو۔ بیشک یہ بات نبی کو ایذا دیتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں شرماتا نہیں اور جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔ تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کیلئے یہ زیادہ پاکیزگی کی بات ہے اور تمہارے لئے ہرگز جائز نہیں کہ رسولُ اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ جائز ہے کہ ان

کے بعد کبھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو۔ بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔ اگر تم کوئی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ تو بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اے ایمان والو! میرے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے گھروں میں یونہی حاضر نہ ہو جاؤ بلکہ جب اجازت ملے جیسے کھانے کیلئے بلایا جائے تو حاضر ہوا کرو اور یوں بھی نہ ہو کہ خود ہی میرے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے گھر میں بیٹھ کر کھانا پکنے کا انتظار کرتے رہو، ہاں جب تمہیں بلایا جائے تو اس وقت ان کی بارگاہ میں حاضری کے احکام اور آداب کی مکمل رعایت کرتے ہوئے ان کے مقدس گھر میں داخل ہو جاؤ، پھر جب کھانا کھا کر فارغ ہو جاؤ تو وہاں سے چلے جاؤ اور یہ نہ ہو کہ وہاں بیٹھ کر باتوں سے دل بہلاتے رہو کیونکہ تمہارا یہ عمل اہلِ خانہ کی تکلیف اور ان کے حرج کا باعث ہے۔ بیشک تمہارا یہ عمل گھر کی تنگی وغیرہ کی وجہ سے میرے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ایذا دیتا تھا لیکن وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور تم سے چلے جانے کے لئے نہیں فرماتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ حق بیان فرمانے کو ترک نہیں فرماتا۔ (روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۵۳، ۷/ ۲۱۳-۲۱۴، جلالین، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۵۳، ص۳۵۶-۳۵۷، مدارک، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۵۳، ص۹۴۸-۹۴۹، ملتقطاً)

آیت ''لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ'' سے حاصل ہونے والی معلومات:

اس آیت سے چار باتیں معلوم ہوئیں:

(1)…اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضری کے آداب خود بیان فرمائے، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو مقام حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو حاصل ہے وہ مخلوق میں سے کسی اور کو حاصل نہیں۔

مردوں کا کسی گھر میں بغیر اجازت کے داخل ہونے کا شرعی حکم:

(2)…آیت کے اس حصے ''اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ'' سے معلوم ہوا کہ عورتوں پر پردہ لازم ہے اور غیر مردوں کو کسی گھر میں اجازت کے بغیر داخل ہونا جائز نہیں۔

یاد رہے کہ یہ آیت اگرچہ خاص نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اَزواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کے حق میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کا حکم تمام مسلمان عورتوں کے لئے عام ہے۔

(3)…کوئی شخص دعوت کے بغیر کسی کے یہاں کھانا کھانے نہ جائے۔

(4)…مہمان کو چاہئے کہ وہ میزبان کے ہاں زیادہ دیر تک نہ ٹھہرے تاکہ اس کے لئے حَرَج اور تکلیف کا سبب نہ ہو۔

اجنبی مرد اور عورت کو پردے کا حکم:

اَزواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُن امت کی مائیں ہیں اور ان کے بارے میں کوئی شخص اپنے دل میں بُرا خیال لانے کا تَصَوُّر تک نہیں کر سکتا، اس کے باوجود

مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا کہ ان سے کوئی چیز مانگنی ہے تو پردے کے پیچھے سے مانگو تا کہ کسی کے دل میں کوئی شیطانی خیال پیدا نہ ہو۔جب امت کی ماؤں کے بارے میں یہ حکم ہے تو عام عورتوں کے بارے میں کیا حکم ہو گا؟عام عورتوں کو پردہ کرنے اور اجنبی مردوں کو ان سے پردہ کرنے کی حاجت زیادہ ہے کیونکہ لوگوں کی نظر میں ان کی وہ حیثیت اور مقام نہیں جو ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُنَّ کا ہے، اس لئے یہاں دل میں شیطانی وسوسے آنے اور بیہودہ خیالات پیدا ہونے کا امکان زیادہ ہے۔افسوس! ہمارے معاشرے میں اجنبی عورت اور مرد میں پردہ ختم کرنے اور ان کے درمیان قربتیں بڑھانے کے مختلف طریقے اور انداز اختیار کئے جا رہے اور دُنْیَوی معاملات کے ہر میدان میں عورت اور مرد ایک دوسرے کے شانہ بشانہ اور قدم بقدم چلتے نظر آ رہے ہیں جبکہ پردے کے حق میں بولنے والوں کو پرانی سوچ کا حامل اور بدلتے وقت کے تقاضوں کے مطابق نہ چلنے والا کہہ کر صَرفِ نظر کیا جا رہا ہے، ایسے طور طریقے اختیار کرنے والے لوگ خود ہی غور کر لیں کہ ان کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے دئیے ہوئے حکم کے مطابق ہے یا وہ اس کے برخلاف چل رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ انہیں سچی ہدایت اور اسلامی احکام پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

کوئی شخص اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں اپنے نفس پر اعتماد نہ کرے:

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی شخص کتنا ہی نیک، پارسا اور پرہیز گار کیوں

نہ ہو،وہ اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں اپنے نفس پر اعتماد نہ کرے،یہی اس کے حال کے زیادہ مناسب ہے اوراسی میں اس کے نفس اور عصمت کی زیادہ حفاظت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے،نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا''کوئی مرد کسی (اجنبی) عورت کے ساتھ تنہائی میں ہو توان دونوں کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔(ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی لزوم الجماعۃ، ۴/۶۷، الحدیث:۲۱۷۲)اس کا مطلب ہے کہ شیطان دونوں کے جذبات ابھارتا رہتا ہے تاکہ وہ برائی میں مبتلا ہوجائیں۔

رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ایذا دینے کا شرعی حکم

ایمان والوں کو بارگاہِ رسالت کے آداب کی تعلیم دینے کے بعد تاکید کے ساتھ ارشاد فرمایا گیا کہ تمہارے لئے ہرگز جائز نہیں کہ تم رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ایذا دو اور کوئی کام ایسا کرو جو آپ کے مُقَدَّس قلب پر گراں ہو اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے وصالِ ظاہری کے بعد کبھی ان کی اَزواجِ مُطَہَّرات سے نکاح کرو کیونکہ جس عورت سے رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عَقد فرمایا وہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سوا ہر شخص پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی اسی طرح وہ کنیزیں جو باریابِ خدمت ہوئیں اور قربت سے سرفراز فرمائی گئیں وہ بھی اسی طرح سب کے لئے حرام ہیں۔(تفسیر کبیر، الاحزاب، تحت الآیۃ:۵۳، ۹/۱۸۰، ابو سعود، الاحزاب، تحت الآیۃ:۵۳، ۴/۳۳۰، جمل، الاحزاب،

تحت الآیۃ: ۵۳، ۶/۱۹۵، ملتقطاً)

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ایذا دینا اور ان کے وصالِ ظاہری کے بعد ان کی اَزواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُنَّ سے نکاح کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا سخت گناہ ہے۔ اس میں یہ بتادیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بہت بڑی عظمت عطا فرمائی اور آپ کی حرمت ہر حال میں واجب کی ہے۔ (جمل، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۵۳، ۶/۱۹۵، خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۵۳، ۳/۵۰۹، ملتقطاً)

لَا جُنَاحَ عَلَیْهِنَّ فِیْۤ اٰبَآىٕهِنَّ وَ لَاۤ اَبْنَآىٕهِنَّ وَ لَاۤ اِخْوَانِهِنَّ وَ لَاۤ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَ لَاۤ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَ لَا نِسَآىٕهِنَّ وَ لَا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّۚ-وَ اتَّقِیْنَ اللّٰهَؕ-اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدًا(55)

ترجمہ: عورتوں پر ان کے باپوں اور بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنے دین کی عورتوں اور اپنی کنیزوں کے بارے میں (پردہ نہ کرنے میں) کوئی مضائقہ نہیں اور اللہ سے ڈرتی رہو۔ بیشک اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔

عورت کا کس کس رشتے دار سے پردہ نہیں؟

اس آیت میں ان لوگوں کا بیان کیا جارہا ہے جن سے پردہ نہیں ہے۔ شانِ نزول: جب پردہ کرنے کا حکم نازل ہوا تو عورتوں کے باپ، بیٹوں اور قریب کے رشتہ داروں

نے رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں عرض کی: یارسولَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، کیا ہم اپنی ماؤں اور بیٹیوں کے ساتھ پردے کے باہر سے گفتگو کریں؟ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ عورتوں پر اس میں کچھ گناہ نہیں کہ وہ اپنے باپوں ، بیٹوں ، بھائیوں، بھتیجوں اور بھانجوں سے پردہ نہ کریں اور ان قریبی رشتہ داروں کے سامنے آنے اور ان سے کلام کرنے میں کوئی حرج نہیں ، یونہی مسلمان عورتوں اور اپنی کنیزوں کے سامنے آنا بھی جائز ہے۔

نوٹ: یہاں آیت میں چچا اور ماموں کا صراحت کے ساتھ ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ وہ والدین کے حکم میں ہیں۔(ابو سعود، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۵۵، ۴/ ۳۳۱، مدارک، الاحزاب ، تحت الآیۃ: ۵۵، ص۹۴۹ ، خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۵۵، ۳/ ۵۱۰، ملتقطاً)

عورت کے پردے سے متعلق 4 شرعی مسائل:

یہاں آیت کی مناسبت سے عورت کے پردے سے متعلق 4 شرعی مسائل ملاحظہ ہوں،

محرم رشتہ داروں سے پردہ نہیں

(1)...محرم رشتہ داروں سے پردہ نہیں ہے اِلّا یہ کہ فتنے کا اندیشہ ہو اور محرم سے مراد وہ رشتہ دار ہیں جن سے عورت کا نکاح کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہو۔

مسلمان عورت کا دوسری مسلمان عورت کو دیکھنے کا شرعی حکم

(2)...مسلمان عورت دوسری مسلمان عورت کو دیکھ سکتی ہے اور اس کا وہی حکم ہے جو مرد کو مرد کی طرف نظر کرنے کا ہے یعنی ناف کے نیچے سے گھٹنے تک نہیں دیکھ سکتی باقی اعضاء کی طرف اس صورت میں نظر کر سکتی ہے جبکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ (ہدایہ، کتاب الکراہیۃ، فصل فی الوطء والنظر واللمس، ۲/۳۷۱-۳۷۰)

(3)...نیک پرہیزگار عورت کو یہ چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو بدکار عورت کے دیکھنے سے بچائے، یعنی اس کے سامنے دوپٹہ وغیرہ نہ اتارے کیونکہ وہ اسے دیکھ کر مردوں کے سامنے اس کی شکل و صورت کا ذکر کرے گی۔ (عالمگیری، کتاب الکراہیۃ، الباب الثامن فیما یحلّ للرجل النظر الیہ وما لا یحلّ لہ۔۔۔ الخ، ۵/۳۲۷)

کافرہ عورتوں (Non-Muslim woman) سے پردہ کرنے کا شرعی حکم

(4)...کافرہ عورتوں سے پردہ کرنا اور اپنے جسم کو چھپانا لازم ہے سوائے جسم کے ان حصوں کے جو گھر کے کام کاج کے لئے کھولنے ضروری ہوتے ہیں۔ (جمل، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۵۵، ۶/۱۹۶)

اللہ تعالیٰ تمام مسلمان خواتین کو شریعت کے احکام کے مطابق پردہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا(56)

ترجمہ: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں ۔ اے ایمان والو!ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

درود پاک سے متعلق 6 شرعی اَحکام:

آیت کی مناسبت سے درود پاک سے متعلق 6 اہم باتیں ملاحظہ ہوں،

ایک مرتبہ درود و سلام پڑھنا واجب ہے

(1)...کسی مجلس میں سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ذکر کیا جائے تو ذکر کرنے اور سننے والے کا ایک مرتبہ درود و سلام پڑھنا واجب ہے اور اس سے زیادہ مستحب ہے اور نماز کے قعدہِ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے۔

مستقلاً غیر نبی پر درود و سلام بھیجنے کا شرعی حکم:

(2)...حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے تابع کرکے آپ کی آل واَصحاب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم اور دوسرے مومنین پر بھی درود بھیجا جا سکتا ہے یعنی درود شریف میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نامِ اقدس کے بعد ان کو شامل کیا جا سکتا ہے جبکہ مستقل طور پر حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سوا ان میں سے کسی پر درود بھیجنا مکروہ ہے۔

(3)...درود شریف میں آل واَصحاب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم کا ذکر شروع سے چلتا آرہا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آل کے ذکر کے بغیر درود مقبول نہیں یعنی درود شریف

میں حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے اہلِ بیت کو بھی شامل کیا جائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کا مطلب:

(4)...درود شریف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی عزت و تکریم ہے۔ علماء نے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ یارب! محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو عظمت عطا فرما، دنیا میں ان کا دین بلند کرکے، ان کی دعوت غالب فرما کر اور ان کی شریعت کو بقا عنایت کرکے اور آخرت میں ان کی شفاعت قبول فرما کر اور ان کا ثواب زیادہ کرکے اور اَوّلین و آخرین پر ان کی فضیلت کا اظہار فرما کر اور اَنبیاء و مُرسَلین عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ملائکہ اور تمام مخلوق پر ان کی شان بلند کرکے۔(مدارک، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۵۶، ص۹۵۰، تفسیرات احمدیہ، الاحزاب، تحت الآیۃ:۵۶، ص۶۳۵، ملتقطاً)

خطبے میں نام پاک سن کر درود پڑھنے کا انداز

(5)...خطبے میں حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا نام پاک سن کر دل میں درود پڑھیں، زبان سے سکوت فرض ہے۔(فتاوی رضویہ، باب الجمعۃ، ۳۶۵/۸)

اذان سے پہلے درودِ پاک پڑھنے کا شرعی حکم

(6)...اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے درود و سلام پڑھنے کے لئے کسی وقت اور خاص حالت مثلاً کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر پڑھنے کی قید نہیں لگائی چنانچہ کھڑے ہو کر یا بیٹھ

کر، جہاں چاہے، جس طرح چاہے، نماز سے قبل یا بعد، یونہی اذان سے پہلے یا بعد جب چاہے درودِ پاک پڑھنا جائز ہے

سب سے افضل درود اور درود پاک پڑھنے کے آداب:

یہاں سب سے افضل درود اور درود پاک پڑھنے کے چند آداب ملاحظہ ہوں،

(1)...سب دُرودوں سے افضل درود وہ ہے جو سب اعمال سے افضل یعنی نماز میں مقرر کیا گیا ہے یعنی درودِ ابراہیمی۔

(2)...درود شریف راہ چلتے بھی پڑھنے کی اجازت ہے البتہ جہاں نجاست پڑی ہو وہاں پڑھنے سے رک جائے۔

(3)...بہتر یہ ہے ایک وقت مُعَیَّن کر کے ایک تعداد مقرر کر لے اور روزانہ وضو کر کے، دوزانو بیٹھ کر، ادب کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے مقرر کردہ تعداد کے مطابق درود عرض کیا کرے اور اس کی مقدار سو بار سے کم نہ ہو، ہاں اس سے زیادہ جس قدر نبھا سکے بہتر ہے۔

(4)...اس کے علاوہ اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے باوضو بے وضو ہر حال میں دُرود جاری رکھے۔

(5)...بہتر یہ ہے کہ ایک خاص صیغہ کا پابند نہ ہو بلکہ وقتاً فَوقتاً مختلف صیغوں سے درود عرض کرتا رہے تاکہ حضورِ قلب میں فرق نہ ہو۔ (فتاوی رضویہ، باب صفۃ

الصلاۃ،۶/۱۸۳، ملخصًا)

وَ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا(58)

ترجمہ: اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بغیر کچھ کئے ستاتے ہیں توانہوں نے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھالیا ہے۔

مسلمانوں کو کسی شرعی وجہ کے بغیر ایذا دینے کا شرعی حکم:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: مسلمان کو بغیر کسی شرعی وجہ کے تکلیف دینا قطعی حرام ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''وَ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا''

وہ لوگ جو ایماندار مردوں اور عورتوں کو بغیر کسی جرم کے تکلیف دیتے ہیں بے شک انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے ذمے لے لیا۔

سیّدِ عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں: ''مَنْ اٰذٰی مُسْلِمًا فَقَدْ اٰذَانِیْ وَ مَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللہ'' جس نے مسلمان کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی۔ (معجم الاوسط، باب السین، من اسمہ: سعید، ۲/۳۸۶، الحدیث: ۳۶۰۷) یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی بالآخر اللہ تعالیٰ

اسے عذاب میں گرفتار فرمائے گا۔

امامِ اَجل رافعی نے سیّدنا علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ سے روایت کی، مصطفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

”لَیْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ مُسْلِمًا اَوْضَرَّہٗ اَوْمَا کَرَہٗ“

یعنی وہ شخص ہمارے گروہ میں سے نہیں ہے جو مسلمان کو دھوکا دے یا تکلیف پہنچائے یا اس کے ساتھ مکر کرے۔(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، حرف المیم، المکر والخدیعۃ، ۲/۲۱۸، الحدیث: ۷۸۲۲، الجزء الثالث)۔(فتاوی رضویہ، ۲۴/ ۴۲۵-۴۲۶)

موجودہ زمانے میں مسلمانوں کو ایذا دینے کی 20 مثالیں:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دینِ اسلام میں مسلمانوں کو اَذِیَّت سے بچانا خاص اہمیت کا حامل ہے اور ناحق ایذا پہنچانا اسلام کی نظر میں انتہائی قبیح جرم ہے جس کی سخت سزا مقرر کی گئی ہے۔فی زمانہ ہمارے معاشرے میں لوگ اس حوالے سے انتہائی غفلت کا شکار ہیں اور مختلف طریقوں سے اپنے ہی مسلمان بھائیوں کو ناحق ایذا پہنچاتے اور ان کی ایذا رسانی کا سامان مہیا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت اور عقلِ سلیم عطا فرمائے، یہاں ہم 20 ایسی مثالیں ذکر کرتے ہیں جن کے ذریعے عمومی طور پر مسلمانوں کو ناحق ایذا پہنچائی جاتی ہے تاکہ مسلمان ان کی طرف متوجہ ہوں اور اپنے ان افعال سے باز آکر مسلمانوں کو اذیت سے بچائیں:

(1)...شادیوں میں شور شرابا، غل غپاڑہ کرنا اور رات کے وقت آتش بازی کا مظاہرہ کرنا۔

(2)...غلط جگہ پارکنگ کر کے، گلیوں میں ملبہ وغیرہ ڈال کر اور مختلف تقاریب کے لئے گلیاں بند کرنا۔

(3)...گلیوں میں کرکٹ اور فٹ بال وغیرہ کھیلنا اور خاص طور پر رمضان کی راتوں میں رات رات بھر ایسا کرنا اور اس دوران شور مچانا۔

(4)...سائلنسر نکال کر گلیوں اور بازاروں میں موٹر سائیکل اور کاریں چلانا۔

(5)...گلیوں میں کچرا اور غلاظت ڈالنا۔

(6)...اسٹریٹ کرائم اور ٹارگٹ کلنگ کی وارداتوں کے ذریعے مسلمانوں کو اذیت پہنچانا۔

مسلمان کو دل شکنی والے الفاظ سے پکارنے کا شرعی حکم

(7)...دل شکنی والے الفاظ سے پکارنا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: کسی مسلمان بلکہ کافر ذمی کو بھی بلا حاجتِ شرعیہ ایسے الفاظ سے پکارنا یا تعبیر کرنا جس سے اس کی دل شکنی ہو، اسے ایذا پہنچے، شرعاً ناجائز و حرام ہے اگرچہ بات فی نفسہٖ سچی ہو۔

(فتاوی رضویہ، رسالہ: اراءۃ الادب لفاضل النسب، ۲۳/۲۰۴)

(8)...گھر میں شور شرابا کرنا اور بلند آواز سے ٹی وی اور گانے وغیرہ چلا کر پڑوسیوں کو تنگ کرنا۔

(9)...پڑوسیوں کے گھر میں تانک جھانک کرنا اور ان کے عیبوں کی تلاش میں رہنا۔

(10)...کسی عورت کے ساتھ ناجائز تعلقات قائم کرنا۔

(11)...عورت کا اپنے گھر سے بھاگ کر اور مرد کا اسے بھگا کر شادی کرنا۔ایسے لوگوں کے بارے میں اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: بلا شبہ ایسے لوگ مُفسد و فتنہ پَرداز اور آبرو ریز، فتنہ انگیز، مستحقِ عذابِ شدید ووبالِ مدید ہیں، مَعَاذَاللہ اگر ایسی جرأتیں روا رکھی جائیں تو ننگ و ناموس کو بہت صدمہ پہنچے گا، کم سے کم اس میں شناعت یہ ہے کہ بلا وجہِ شرعی ایذائے مسلم ہے۔ (فتاوی رضویہ، کتاب النکاح، ۲۹۲/۱۱)

(12)...رشتہ نہ ملنے پر لڑکی والوں سے متعلق اذیت بھرے کلمات کہنا اور داماد وغیرہ کا اپنے سسرال والوں کو طرح طرح سے تنگ کرنا۔

(13)...ساتھ کام کرنے والوں کی چغلیاں کھانا۔

(14)...ساتھ کام کرنے والوں کی کارکردگی ناقص بنانے کی کوشش کرنا اور اسے بلا وجہ ناقص ثابت کرنے کی کوشش کرنا۔

(15)...ساتھی کو تکلیف یا مصیبت پہنچنے پر خوشی کا اظہار کرنا۔

(16)...ساتھیوں اور ماتحتوں کو حقیر سمجھنا اور ان کے ساتھ حقارت آمیز سلوک کرنا۔

(17)...گالیاں دینا، لعنت کرنا، تہمت اور بہتان لگانا۔

(18)...مذاق اڑانا اور پھبتیاں کسنا۔

(19)...بدگمانیاں پھیلاتے پھرنا اور بلاوجہ کسی کے پوشیدہ عیبوں کو دوسروں کے سامنے ظاہر کرنا۔

(20)...لوگوں کا مال دبالینا اور قرض کی ادائیگی میں بلاوجہ تنگ کرنا۔

سرِدست یہاں بیس مثالیں ذکر کی ہیں اور غور کیا جائے تو مسلمانوں کو بلاوجہ اذیت دینے کی سینکڑوں مثالیں آپ کے سامنے آسکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ ایک دوسرے کو ایذا اور تکلیف دینے سے بچیں، اٰمین۔

سورۃ سبا

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَاۤ اِلَّا رَجُلٌ یُّرِیْدُ اَنْ یَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْۚ-وَ قَالُوْا مَا هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفْكٌ مُّفْتَرًىؕ-وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْۙ-اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ(43)

ترجمہ: اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں پڑھی جائیں تو وہ کہتے ہیں یہ صرف ایک مرد ہے جو تمہیں تمہارے باپ دادا کے معبودوں سے روکنا چاہتا ہے اور وہ کہتے ہیں: یہ (قرآن) تو ایک گھڑا ہوا بہتان ہے۔ اور کافروں نے حق کو کہا جب وہ ان کے پاس آیا یہ تو صرف ایک کھلا جادو ہے۔

شرعی اَحکام کے مقابلے میں آباؤ اَجداد کی رسم کو ترجیح (Priority) دینا کفار کا کام ہے:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اپنے باپ دادوں کی رسم کو شرعی احکام کے مقابلے میں ترجیح دینا کفار کا کام ہے۔ اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہیے جو غیر شرعی رسوم پر عمل کرنے کی یہ دلیل دیتے ہیں کہ ہمارے بڑے بوڑھے سب اسی طرح کرتے آئے ہیں اور شرعی حکم بتانے والے سے کہتے ہیں کہ ہماری عمر گزر گئی، ہم

نے تو کبھی ایسا نہیں سنا، تم پتا نہیں کہاں سے نئے نئے مسئلے نکال لاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ انہیں عقلِ سلیم عطا فرمائے، اٰمین۔

قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَاۤ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِیْۚ-وَ اِنِ اهْتَدَیْتُ فَبِمَا یُوْحِیْۤ اِلَیَّ رَبِّیْؕ-اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ(50)

ترجمہ: تم فرماؤ: اگر میں بھٹک جاؤں تو اپنی جان کے خلاف ہی بھٹکوں گا اور اگر میں نے ہدایت پائی ہے تو اس وحی کے سبب جو میرا رب میری طرف بھیجتا ہے۔ بیشک وہ سننے والا نزدیک ہے۔

تمام انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام معصوم ہیں:

یاد رہے کہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سب معصوم ہوتے ہیں کہ اُن سے گناہ نہیں ہو سکتا اور حضور پُر نور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تو انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بھی سردار ہیں، مخلوق کو نیکیوں کی راہیں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پیروی سے ملتی ہیں، اس جلیل مقام اور بلند مرتبے پر فائز ہونے کے باوجود آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو حکم دیا گیا کہ ضلالت کی نسبت فرضی بات کے طور پر اپنے نفس کی طرف فرمائیں تاکہ مخلوق کو معلوم ہو کہ ضلالت کا مَنشاء یعنی پیدا ہونے کی جگہ انسان کا نفس ہے، جب انسان کو اس پر چھوڑ دیا جاتا ہے تو اس سے ضلالت پیدا ہوتی ہے اور ہدایت اللہ تعالیٰ کی رحمت و توفیق سے حاصل ہوتی ہے، نفس اس کے پیدا ہونے کی جگہ نہیں۔ (خزائن العرفان، سبا، تحت

الآیۃ:۵۰، ص ۸۰۳، ملخصًا)

سورۃ یس

یٰسٓ (1) وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ (2) اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ (3) عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (4)

ترجمہ: یس۔ حکمت والے قرآن کی قسم۔ بیشک تم رسولوں میں سے ہو۔ سیدھی راہ پر ہو۔

”یٰسین“ نام رکھنے کا شرعی حکم:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ”یٰسین“ نام رکھنے کا جو شرعی حکم بیان فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی کا یٰسین“ اور طٰہٰ نام رکھنا منع ہے کیونکہ بقولِ بعض علماء ممکن ہے کہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے ایسے نام ہیں جن کے معنی معلوم نہیں، کیا عجب کہ ان کے وہ معنی ہوں جو غیرِ خدا پر صادق نہ آسکیں، اس لئے ان سے بچنا لازم ہے اور اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے بقول یہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ایسے نام ہیں جن کے معنی سے واقف نہیں، ہو سکتا ہے ان کا کوئی ایسا معنی ہو جو حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے خاص ہو اور آپ کے سوا کسی دوسرے کے لئے اس کا استعمال درست نہ ہو۔ اِن ناموں کی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی بیان کردہ رائے

زیادہ مناسب ہے کیونکہ ان ناموں کا حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے مُقدّس نام کے طور پر ہونا زیادہ ظاہر اور مشہور ہے۔ (فتاوی رضویہ، رسالہ: النور والضیاء فی احکام بعض الاسماء، ۲۴/۶۸۱-۶۸۰، ملخصاً)

نوٹ: جن حضرات کا نام "یٰسین" ہے وہ خود کو "غلام یٰسین" لکھیں اور بتائیں اور دوسروں کو چاہئے کہ اسے "غلام یٰسین" کہہ کر بلائیں۔

اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ ؕ وَ كُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ(12)

ترجمہ: بیشک ہم مُردوں کو زندہ کریں گے اور ہم لکھ رہے ہیں جو (عمل) انہوں نے آگے بھیجا اور ان کے پیچھے چھوڑے ہوئے نشانات کو اور ایک ظاہر کردینے والی کتاب میں ہر چیز ہم نے شمار کررکھی ہے۔

بدعت (Innovation) کی اقسام اور ان کا حکم شرعی:

اس آیت کی تفسیر میں بیان ہوا کہ لوگ جو طریقے اپنے پیچھے چھوڑ گئے وہ لکھے جارہے ہیں، یہ طریقے اچھے بھی ہوسکتے ہیں اور برے بھی، دونوں کا حکم جدا جدا ہے لہٰذا لوگ جو نیک طریقے نکالتے ہیں ان کو بدعتِ حَسَنہ یعنی اچھی بدعت کہتے ہیں اور اس طریقے کو نکالنے والوں اور اس پر عمل کرنے والوں دونوں کو ثواب ملتا ہے اور جو برے طریقے نکالتے ہیں ان کو بدعتِ سَیِّئہ یعنی بری بدعت کہتے ہیں، اس طریقے

کو نکالنے والے اور عمل کرنے والے دونوں گناہ گار ہوتے ہیں۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے، سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا" جس شخص نے اسلام میں نیک طریقہ نکالا اس کو طریقہ نکالنے کا بھی ثواب ملے گا اور اس پر عمل کرنے والوں کا بھی ثواب ملے گا اور عمل کرنے والوں کے اپنے ثواب میں کچھ کمی نہ کی جائے گی اور جس نے اسلام میں برا طریقہ نکالا تو اس پر وہ طریقہ نکالنے کا بھی گناہ ہوگا اور اس طریقے پر عمل کرنے والوں کا بھی گناہ ہو گا اور ان عمل کرنے والوں کے اپنے گناہ میں کچھ کمی نہ کی جائے گی۔(مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحثّ علی الصدقۃ ولو بشقّ تمرۃ۔۔۔ الخ، ص۵۰۸،الحدیث:۶۹(۱۰۱۷))

اس سے معلوم ہوا کہ سینکڑوں اچھے کام جیسے شریعت کے مطابق فاتحہ، گیارہویں ،سوئم، چالیسواں، عرس، ختم، اور میلاد کی محفلیں وغیرہ جنہیں کم علم لوگ بدعت کہہ کر منع کرتے ہیں اور لوگوں کو ان نیکیوں سے روکتے ہیں، یہ سب نیک کام درست اور اجر وثواب کا باعث ہیں اور ان کو بدعتِ سیّئہ یعنی بری بدعت بتانا غلط ہے۔ یہ طاعات اور نیک اعمال جو ذکر و تلاوت اور صدقہ و خیرات پر مشتمل ہیں بری بدعت نہیں، کیونکہ بری بدعت وہ برے طریقے ہیں جن سے دین کو نقصان پہنچتا ہے اور جو سنت کے مخالف ہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں آیا کہ جو قوم بدعت نکالتی ہے اس سے بدعت کی مقدار سنت اٹھ جاتی ہے۔ (مسند امام احمد، مسند الشامیین، حدیث غضیف بن

الحارث رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ، ۶/۴۰، الحدیث: ۱۶۹۶۷)

توبری بدعت وہی ہے جس سے سنت اُٹھتی ہو جیسا کہ بعض لوگوں نے صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُم اور رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے اہلِ بیت رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُم سے عداوت رکھنے کی بری بدعت نکالی جس کی وجہ سے صحابۂ کرام اور اہلِ بیت رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُم کے ساتھ محبت اور نیاز مندی کا طریقہ اٹھ گیا حالانکہ شریعت میں اس کا تاکیدی حکم ہے۔کچھ لوگوں نے اللہ تعالٰی کی بارگاہ کے مقبول بندوں جیسے انبیاءِ کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اولیاءِ عظام رَحۡمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِم کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کرنے اور تمام مسلمانوں کو مشرک قرار دینے کی بدترین بدعت نکالی ، اس سے بزرگانِ دین کی حرمت ، عزت ، ادب و تکریم اور مسلمانوں کے ساتھ اُخُوَّت اور محبت کی سنتیں اٹھ جاتی ہیں حالانکہ ان کی بہت شدید تاکیدیں ہیں اور یہ دین میں بہت ضروری چیزیں ہیں۔ (خزائن العرفان، یس، تحت الآیۃ: ۱۲، ص۸۱۵، ملخصًا)

مرنے کے بعد باقی رہ جانے والے اچھے اعمال کی مثالیں:

آیت کی تفسیر میں بیان ہوا کہ اللہ تعالٰی انسان کی وہ نشانیاں اور وہ طریقے بھی لکھ رہا ہے جو وہ اپنے بعد چھوڑ گیا خواہ وہ طریقے نیک ہوں یا برے، اس مناسبت سے یہاں ہم انسان کے ان اچھے اور برے اعمال کی پانچ پانچ عام مثالیں دیتے ہیں جو اس کے مرنے کے بعد بھی جاری رہتے ہیں اور یہ لوگوں کے مشاہدے میں بھی ہیں

،چنانچہ اچھے اعمال کی پانچ مثالیں یہ ہیں:

(1)...کوئی شخص دین کا علم پڑھاتا ہے، پھر اس کے شاگرد اپنے استاد کی وفات کے بعد بھی اس علم کی اشاعت کرتے رہتے ہیں۔

(2)...کوئی شخص دینی مدرسہ بنا دیتا ہے جس میں طلباءِ علمِ دین پڑھتے ہیں اور بانی کی وفات کے بعد بھی طلباء دین کا علم حاصل کرتے رہتے ہیں۔

(3)...کوئی انسان کسی دینی موضوع پر کتاب تصنیف کرتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد بھی اس کتاب کی اشاعت ہوتی رہتی ہے۔

(4)...کوئی شخص مسجد بنا دیتا ہے جس میں لوگ نماز پڑھتے ہیں اور یہ سلسلہ اس کے مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔

(5)...کوئی شخص کنواں کھدوا کر یا بورنگ کروا کر لوگوں کے لئے پانی کا انتظام کر دیتا ہے اور لوگ اس کے مرنے کے بعد بھی پانی حاصل کرتے رہتے ہیں۔

مرنے کے بعد باقی رہ جانے والے برے اعمال کی مثالیں:

برے اعمال کی 5 مثالیں یہ ہیں،

(1)...کوئی شخص فلم اسٹوڈیو، سینما گھر، ویڈیو شاپ یا میوزک ہاؤس بناتا ہے جس میں اس کے مرنے کے بعد بھی فلمیں بنانے، دکھانے، بیچنے، میوزک تیار کرنے اور سننے سنانے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

(2)... کوئی شراب خانہ یا قحبہ خانہ بناتا ہے اور عورتوں کو بدکاری کے لئے تیار کرتا ہے جہاں لوگ شرابیں پیتے اور بدکاری کرتے ہیں، پھر اس کے مرنے کے بعد بھی وہ شراب اور بدکاری کے اڈے قائم رہتے ہیں، ان میں لوگ شرابیں پیتے رہتے اور بدکاری ہوتی رہتی ہے اور اس کی تیار کردہ عورتیں بدکاری کرواتی رہتی ہیں۔

سوشل میڈیا (Socialmedia) استعمال کرنے والے لازمی متوجہ ہوں

(3)... انٹرنیٹ پر فحش ویب سائٹ یا سوشل میڈیا پر فحاشی، عُریانی اور بے حیائی کی اشاعت کے لئے پیج بناتا ہے، پھر اس کے مرنے کے بعد بھی لوگ انہیں دیکھتے رہتے اور گناہ میں مبتلا ہوتے رہتے ہیں۔

(4)... کوئی انسان جُوا خانہ بنا کر مرجاتا ہے جس میں اس کے مرنے کے بعد بھی جوئے اور سٹے بازی چلتی رہتی ہے۔

(5)... کوئی شخص ایسے قوانین بناتا ہے جو ظلم اور ناانصافی پر مشتمل ہوں اور لوگوں کے درمیان شر اور فساد کی بنیادیں کھڑی کرتا ہے، پھر اس کے مرنے کے بعد بھی ان قوانین پر عمل ہوتا رہتا ہے اور لوگوں میں شر و فساد جاری رہتا ہے۔

ان مثالوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس حدیث پاک کو ایک بار پھر پڑھیں، چنانچہ سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ''جس شخص نے اسلام میں نیک طریقہ نکالا اس کو طریقہ نکالنے کا بھی ثواب ملے گا اور اس پر عمل کرنے والوں کا بھی ثواب ملے گا اور

عمل کرنے والوں کے اپنے ثواب میں کچھ کمی نہ کی جائے گی اور جس نے اسلام میں برا طریقہ نکالا تو اس پر وہ طریقہ نکالنے کا بھی گناہ ہو گا اور اس طریقے پر عمل کرنے والوں کا بھی گناہ ہو گا اور ان عمل کرنے والوں کے اپنے گناہ میں کچھ کمی نہ کی جائے گی۔(مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحثّ علی الصدقۃ ولو بشقّ تمرۃ۔۔۔ الخ، ص۵۰۸، الحدیث: ۶۹(۱۰۱۷))

اس میں جاری رہنے والے نیک اعمال کرنے والوں کے لئے تو ثواب کی بشارت ہے اور ان لوگوں کے لئے وعید ہے جو جاری رہنے والے گناہوں کا سلسلہ شروع کئے ہوئے ہیں ، یہ اپنے انجام پر خود ہی غور کر لیں کہ جب اپنے گناہوں کے ساتھ دوسروں کے گناہوں کا بوجھ ان کے کندھے پر بھی ہو گا اور اپنے گناہوں کے عذاب کے ساتھ ساتھ دوسروں کے گناہ کا عذاب بھی پائیں گے تو ان کا کیا حال ہو گا۔ اللہ تعالٰی ایسے لوگوں کو عقلِ سلیم عطا فرمائے اور گناہِ جاریہ کے جاری سلسلے ختم کر کے سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

وَ اضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْیَةِۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ(13)اِذْ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهِمُ اثْنَیْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْۤا اِنَّاۤ اِلَیْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ(14)قَالُوْا مَاۤ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَاۙ وَ مَاۤ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا

تُكَذِّبُوْنَ(15)قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّاۤ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ(16)وَ
مَا عَلَيْنَاۤ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ(17)قَالُوْۤا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْۚ لَىٕنْ
لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَ لَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ
اَلِيْمٌ(18)قَالُوْا طَآىٕرُكُمْ مَّعَكُمْؕ اَىٕنْ ذُكِّرْتُمْؕ بَلْ اَنْتُمْ
قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ(19)وَ جَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى
قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ(20)اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْــٴَـلُكُمْ
اَجْرًا وَّ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ(21)

ترجمہ: اور ان سے شہر والوں کی مثال بیان کرو جب ان کے پاس رسول آئے۔ جب ہم نے ان کی طرف دو رسول بھیجے پھر انہوں نے ان کو جھٹلایا تو ہم نے تیسرے کے ذریعے مدد کی تو ان سب نے کہاکہ بیشک ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔ لوگوں نے کہا: تم تو ہمارے جیسے آدمی ہو اور رحمٰن نے کوئی چیز نہیں اتاری، تم صرف جھوٹ بول رہے ہو۔ رسولوں نے کہا: ہمارا رب جانتا ہے کہ بیشک ضرور ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔ اور ہمارے ذمہ صرف صاف صاف تبلیغ کر دینا ہی ہے۔ لوگوں نے کہا: ہم تمہیں منحوس سمجھتے ہیں۔ بیشک اگر تم باز نہ آئے تو ضرور ہم تمہیں سنگسار کریں گے اور ضرور تمہیں ہماری طرف سے دردناک سزا پہنچے گی۔ تمہاری نحوست تو تمہارے

ساتھ ہے۔کیا اگر تمہیں نصیحت کی جائے (توتم اسے بد شگونی کہتے اور انکار کرتے ہو)بلکہ تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو۔اور شہر کے دور کے کنارے سے ایک مرد دوڑتا ہوا آیا،اس نے کہا:اے میری قوم!ان رسولوں کی پیروی کرو۔ایسوں کی پیروی کرو جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

رسولوں اور مردِ مومن کے واقعے سے حاصل ہونے والی معلومات:

اس واقعے سے 6 باتیں معلوم ہوئیں،

(1)...اللہ تعالٰی اپنے مُقَرَّب بندوں کی دوسرے مقرب بندوں کے ذریعے مدد فرماتا اور انہیں تَقْوِیَت پہنچاتا ہے۔

جاہلانہ سلوک پر صبر کا مظاہرہ کرنا انبیاءِ کرام عَلَيْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے۔

(2)...دین کی دعوت دینے کے دوران سننے والے کی طرف سے جاہلانہ سلوک ہو تو اس پر صبر کرنا، عَفْو و درگُزر سے کام لینا اور حِلم و بُردباری کا مظاہرہ کرنا انبیاءِ کرام عَلَيْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے۔

انبیاءِ کرام عَلَيْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اپنے جیسا بشر کہنا کفار کا طریقہ ہے

(3)...انبیاءِ کرام عَلَيْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اپنے جیسا بشر کہنا ہمیشہ سے کفار کا

طریقہ رہا ہے۔

(4)...اللہ تعالیٰ کے نیک اور مُقرّب بندوں کو منحوس سمجھنا اور انہیں تکلیف پہنچانے کی دھمکیاں دینا کافروں کا طریقہ ہے۔

(5)...اصل نحوست کفر اور گناہ کی صورت میں ہوتی ہے۔

(6)...اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اپنی زندگی میں اور وفات کے بعد بھی مخلوق کی خیر خواہی کرتے ہیں۔

اَشیاء کو منحوس سمجھنے میں لوگوں کی عادت:

لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جس چیز کی طرف ان کے دل مائل ہوں اور ان کی طبیعت اسے قبول کرے تو وہ اس چیز کو اپنے حق میں بابرکت سمجھتے ہیں اور جس چیز سے نفرت کرتے اور اسے ناپسند کرتے ہوں تو اس چیز کو اپنے حق میں منحوس سمجھتے ہیں، اسی لئے اگر انہیں کوئی مصیبت پہنچ جائے تو کہتے ہیں کہ یہ فلاں کی نحوست ہے اور اس کی وجہ سے ہمارا یہ نقصان ہو گیا، آپس میں لڑائی جھگڑا شروع ہو گیا، رشتہ ٹوٹ گیا، اگرچہ اِن سب کی حقیقی وجہ کچھ اور ہو۔ یاد رہے کہ شرعی طور پر نہ کوئی شخص منحوس ہے، نہ کوئی جگہ، وقت یا چیز منحوس ہے، اسلام میں اس کا کوئی تَصَوُّر نہیں اور یہ محض وہمی خیالات ہوتے ہیں ۔ یہاں اسی سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے ہونے والا ایک سوال اور اس کا جواب ملاحظہ ہو تاکہ ان وہمی خیالات سے

بچنے کا ذہن بنے اور انہیں دور کرنے کے اِقدامات کریں۔

ایک سوال:

ایک شخص نجابت خاں جاہل اور بدعقیدہ ہے اور سود خوار بھی ہے، نماز روزہ خیرات وغیرہ کرنا بے کارِ محض سمجھتا ہے، اس شخص کی نسبت عام طور پر جملہ مسلمانان واہلِ ہنود میں یہ بات مشہور ہے کہ اگر صبح کو اس کی منحوس صورت دیکھ لی جائے یا کہیں کام کو جاتے ہوئے یہ سامنے آجائے تو ضرور کچھ نہ کچھ دقت اور پریشانی اٹھانی پڑے گی اور چاہے کیسا ہی یقینی طور پر کام ہوجانے کا وُثوق ہو لیکن ان کا خیال ہے کہ کچھ نہ کچھ ضرور رکاوٹ اور پریشانی ہوگی، چنانچہ اُن لوگوں کو ان کے خیال کے مناسب برابر تجربہ ہوتا رہتا ہے اور وہ لوگ برابر اس امر کا خیال رکھتے ہیں کہ اگر کہیں جاتے ہوئے سامنے پڑ گیا تو اپنے مکان کو واپس جاتے ہیں اور چندے (یعنی کچھ دیر) تَوَقُّف کرکے (اور) یہ معلوم کرکے کہ وہ منحوس سامنے تو نہیں ہے، جاتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کا یہ عقیدہ اور طرزِ عمل کیسا ہے؟ (اس میں) کوئی قباحتِ شرعیہ تو نہیں؟

سوال کا جواب:

شرعِ مُطَہَّر میں اس کی کچھ اصل نہیں، لوگوں کا وہم سامنے آتا ہے۔ شریعت میں حکم ہے: ''اِذَا تَطَیَّرْتُمْ فَامْضُوْا'' جب کوئی شگونِ بد، گمان میں آئے تو اس پر عمل نہ کرو۔ وہ طریقہ محض ہندوانہ ہے، مسلمان کو ایسی جگہ چاہیے کہ ''اَللّٰھُمَّ لَا طَیْرَ اِلَّا

طَیْرُكَ وَ لَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُكَ وَ لَا اِلٰـهَ غَیْرُكَ ‘‘ (ترجمہ: اے اللہ! نہیں ہے کوئی برائی مگر تیری طرف سے اور نہیں ہے کوئی بھلائی مگر تیری طرف سے اور تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔) پڑھ لے، اور اپنے رب پر بھروسا کر کے اپنے کام کو چلا جائے، ہرگز نہ رکے نہ واپس آئے۔ (فتاوی رضویہ، ۶۴۱/۲۹)

اللہ تعالیٰ ہمیں کسی چیز کو منحوس سمجھنے اور اس سے بد شگونی لینے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

نوٹ: بد شگونی سے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے کتاب ’’بد شگونی‘‘ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ فرمائیں۔

سورۃ الصّٰفّٰت

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ(100)فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ(101)

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے نیک اولاد عطا فرما۔ تو ہم نے اسے ایک بردبار لڑکے کی خوشخبری سنائی۔

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کو علومِ خَمسہ کی خبر دی جاتی ہے:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کو علومِ خمسہ کی خبر دی جاتی ہے، کیونکہ بیٹے کی ولادت سے پہلے اس کی خبر دے دینا علمِ غیب بلکہ ان پانچ علوم میں سے ہے جن کے علم کا اللہ تعالیٰ کے پاس ہونا بطورِ خاص قرآن میں مذکور ہوا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِۚ وَ یُنَزِّلُ الْغَیْثَۚ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِؕ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًاؕ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ‘‘ (لقمان: ۳۴)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور وہ بارش اتارتا

ہے اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ بیشک اللہ علم والا، خبردار ہے۔

وَاِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ(123)

ترجمہ: اور بیشک الیاس ضرور رسولوں میں سے ہے۔

چار پیغمبروں کی ابھی تک ظاہری وفات نہیں ہوئی:

یاد رہے کہ چار پیغمبر ابھی تک زندہ ہیں۔ دو آسمان میں ، (1) حضرت ادریس عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام (2) حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، اور دو زمین پر۔ (1) حضرت خضر عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام۔ (2) حضرت الیاس عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام۔ حضرت خضر عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سمندر پر اور حضرت الیاس عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام خشکی پر مُنتَظِم ہیں۔ (روح البیان، الصافات، تحت الآیۃ: ۱۲۳، ۱۳۲، ۷/۴۸۱، ۴۸۳) جب قیامت قریب آئے گی تو اس وقت وفات پائیں گے اور بعض بزرگوں کی ان سے ملاقات بھی ہوئی ہے۔

سورۃ ص

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَ الْاِشْرَاقِ(18)

ترجمہ: بیشک ہم نے اس کے ساتھ پہاڑوں کو تابع کردیا کہ وہ شام اور سورج کے چمکتے وقت تسبیح کریں۔

اِشراق و چاشت کی نماز کا ثبوت قرآن سے:

اس آیت میں اِشراق و چاشت کی نماز کا ثبوت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے ایک مرتبہ لوگوں سے فرمایا "کیا تم قرآنِ پاک میں چاشت کی نماز کا ذکر پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں۔ آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: "اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَ الْاِشْرَاقِ" اور فرمایا کہ حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام چاشت کی نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ ایک عرصے سے میرے دل میں چاشت کی نماز کے بارے میں کچھ الجھن تھی یہاں تک کہ میں نے اس کا ذکر اس آیت "یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَ الْاِشْرَاقِ" میں پالیا۔

(تفسیر کبیر، ص، تحت الآیۃ: ۱۸، ۹/۳۷۵)

وَ خُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَ لَا تَحْنَثْؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًاؕ نِعْمَ الْعَبْدُؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ(44)

ترجمہ: اور (فرمایا) اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اس سے مار دو اور قسم نہ توڑو۔ بے شک ہم نے اسے صبر کرنے والا پایا۔ وہ کیا ہی اچھا بندہ ہے بیشک وہ بہت رجوع لانے والا ہے۔

بیماری کے زمانہ میں حضرت ایوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی زوجہ ایک بار کہیں کام سے گئیں تو دیر سے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اس پر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے قسم کھائی کہ میں تندرست ہو کر تمہیں سو کوڑے ماروں گا۔ جب حضرت ایوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام صحت یاب ہوئے تو اللّٰہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام انہیں جھاڑو مار دیں اور اپنی قسم نہ توڑیں، چنانچہ حضرت ایوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے سَو تیلیوں والا ایک جھاڑو لے کر اپنی زوجہ کو ایک ہی بار مار دیا۔ (بیضاوی، ص، تحت الآیۃ: ۴۴، ۵/۴۹، جلالین، ص، تحت الآیۃ: ۴۴، ص ۳۸۳، ملتقطاً)

شوہر (Husband) کو تنگ کرنا اور ایذاء پہنچانا گناہ ہے

شوہر کو خوش رکھنا بیوی کیلئے نہایت ثواب کا کام ہے اور تنگ کرنا اور ایذاء پہنچانا سخت گناہ ہے، ہمارے ہاں بعض اوقات معمولی سی بات پر بیویاں شوہر سے طلاق کا مطالبہ کر دیتی ہیں، اور یہ حرکت شوہر کیلئے نہایت تکلیف دِہ ہوتی ہے، ایسی عورتوں کے لئے درج ذیل 3 اَحادیث میں بھی بہت عبرت اور نصیحت ہے، چنانچہ

(1)...حضرت ثوبان رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جو عورت بغیر کسی حرج کے شوہر سے طلاق کا سوال کرے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔(ترمذی، کتاب الطلاق واللعان، باب ماجاء فی المختلعات، ۲/ ۴۰۲، الحدیث:۱۱۹۱)

(2)...حضرت ثوبان رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ”جس عورت نے بغیر کسی وجہ کے اپنے شوہر سے خلع لی تو وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھ سکے گی۔(ترمذی، کتاب الطلاق واللعان، باب ماجاء فی المختلعات، ۲/ ۴۰۲، الحدیث:۱۱۹۰)

(3)...حضرت معاذ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ اَقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ”جب عورت اپنے شوہر کو دنیا میں ایذا دیتی ہے تو حورِعین کہتی ہیں خدا تجھے قتل کرے اِسے ایذا نہ دے یہ تو تیرے پاس مہمان ہے عنقریب تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آئے گا۔

(ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب فی المرأۃ تؤذی زوجہا، ۲/ ۴۹۸، الحدیث:۲۰۱۴)

اللہ تعالٰی ایسی عورتوں کو عقلِ سلیم اور ہدایت عطا فرمائے، اٰمین۔

شرعی حیلوں کے جواز کا ثبوت:

فقہاءِ کرام نے اس آیت سے شرعی حیلوں کے جواز پر اِستدلال کیا ہے، چنانچہ

فتاویٰ عالمگیری میں ہے ”جو حیلہ کسی کا حق مارنے یا اس میں شبہ پیدا کرنے یا باطل سے فریب دینے کیلئے کیا جائے وہ مکروہ ہے اور جو حیلہ اس لئے کیا جائے کہ آدمی حرام سے بچ جائے یا حلال کو حاصل کر لے وہ اچھا ہے۔ اس قسم کے حیلوں کے جائز ہونے کی دلیل اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان ہے: ’’وَ خُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَ لَا تَحْنَثْ‘‘

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور (فرمایا) اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اس سے مار دو اور قسم نہ توڑو۔ (فتاوی عالمگیری، کتاب الحیل، الفصل الاول، ۶/۳۹۰)

البتہ یاد رہے کہ قابلِ اعتماد مُفتیانِ کرام سے رہنمائی لئے بغیر عوام النّاس کو کوئی حیلہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ بعض حیلوں کی شرعی طور پر اجازت نہیں ہوتی اور بعض اوقات حیلہ کرنے میں ایسی غلطی کر جاتے ہیں جس کی وجہ سے حیلہ ہوتا ہی نہیں۔

وَ اذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ اُولِی الْاَیْدِیْ وَ الْاَبْصَارِ(45)اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ(46)وَ اِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ(47)

ترجمہ: اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو یاد کرو جو قوت والے اور سمجھ رکھنے والے تھے۔ بیشک ہم نے انہیں ایک کھری بات سے چن لیا وہ اس (آخرت کے) گھر کی یاد ہے۔ اور بیشک وہ ہمارے نزدیک

بہترین چُنے ہوئے بندوں میں سے ہیں۔

انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی عِصمت کا ثبوت:

امام فخر الدین رازی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”اس آیت سے علماء نے انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی عِصمت (یعنی گناہ سے پاک ہونے) پر اِستدلال کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں انہیں کسی قید کے بغیر اَخیار فرمایا اور یہ بہتری ان کے تمام اَفعال اور صفات کو عام ہے۔ (تفسیر کبیر، ص، تحت الآیۃ: ۴۷، ۹/۴۰۰)

قُلْ مَاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِیْنَ(86)اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ(87)وَ لَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِیْنٍ(88)

ترجمہ: تم فرماؤ: میں اِس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا اور میں جھوٹ گھڑنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ یہ تو سارے جہان والوں کیلئے نصیحت ہی ہے۔ اور ضرور ایک وقت کے بعد تم اس کی خبر جان لوگے۔

عالم کو اگر مسئلہ معلوم نہ ہو تو وہ خاموش رہے اور اپنی طرف سے گھڑ کر نہ بتائے:

اس آیت سے اشارۃً معلوم ہوا کہ عالِم کو اگر کوئی مسئلہ معلوم نہ ہو تو وہ خاموشی اختیار کرے اور خود گھڑ کر نہ بتائے کہ یہ بھی تکلُّف میں داخل ہے۔ حضرت مسروق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”ایک شخص کِندہ میں یہ بیان کر رہا تھا کہ قیامت کے

دن ایک ایسا دھواں آئے گا جو منافقوں کے کانوں اور آنکھوں میں داخل ہو جائے گا اور اہلِ ایمان کو اس سے صرف اتنی تکلیف پہنچے گی جیسے زکام ہو جاتا ہے۔ یہ سن کر ہم ڈر گئے، چنانچہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور وہ ٹیک لگائے ہوئے تھے (جب میں نے واقعہ بیان کیا) تو وہ غضبناک ہوئے، پھر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا ''جو کسی بات کو جانتا ہو تو کہے اور جو نہ جانتا ہو تو اسے کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کیونکہ یہ بھی علم ہی سے ہے کہ جس بات کو نہ جانے تو کہہ دے کہ میں نہیں جانتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے فرمایا:

''قُلْ مَاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِیْنَ''

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تم فرماؤ: میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا اور میں جھوٹ گھڑنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ (بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الم، ۳/۲۹۷، الحدیث: ۴۷۷۴)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا ''جو آدمی کسی چیز کا علم رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ لوگوں کو سکھائے اور وہ بات کہنے سے بچے جس کا علم نہ رکھتا ہو ورنہ وہ دین سے نکل جائے گا اور تکلّف کرنے والوں میں سے ہو گا۔ (سنن دارمی، المقدمۃ، باب فی الذی یفتی الناس فی کلّ ما یستفتی، ۱/۷۴، الحدیث: ۱۷۴)

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

سورۃ اَلزُّمَر

اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُؕ-وَ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَۘ-مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰىؕ-اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ فِیْ مَا هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ۬ؕ-اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ(3)

ترجمہ: سن لو! خالص عبادت اللہ ہی کیلئے ہے اور وہ جنہوں نے اس کے سوا اور مدد گار بنا رکھے ہیں (وہ کہتے ہیں:) ہم تو ان بتوں کی صرف اس لئے عبادت کرتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ کے زیادہ نزدیک کردیں۔ اللہ ان کے درمیان اس بات میں فیصلہ کردے گا جس میں یہ اختلاف کررہے ہیں بیشک اللہ اسے ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا، بڑا ناشکرا ہو۔

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کو وسیلہ سمجھنا شرک نہیں:

یاد رہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ سے قرب حاصل ہونے کا وسیلہ سمجھنا شرک نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچنے کے لئے وسیلہ تلاش کرنے کا قرآنِ پاک میں حکم دیا گیا ہے، جیساکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ

اَلْوَسِیْلَةَ" (مائدہ:۳۵)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

البتہ جسے وسیلہ سمجھا جائے اسے معبود جاننا اور اس کی پوجا کرنا ضرور شرک ہے۔ یہ فرق سامنے رکھتے ہوئے اگر انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اولیاءِ عِظام رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِم کو اللہ تعالیٰ سے قرب حاصل ہونے کا وسیلہ سمجھنے سے متعلق اہلِ حق کا عقیدہ اور نظرِیّہ دیکھا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ ان کا یہ عقیدہ شرک ہرگز نہیں، کیونکہ وہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اولیاءِ عظام رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِم کو معبود نہیں مانتے اور نہ ہی ان کی عبادت کرتے ہیں بلکہ معبود صرف اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اور صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں جبکہ انہیں صرف اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ مان کر اس کی بارگاہ تک پہنچنے کا ذریعہ اور وسیلہ سمجھتے ہیں۔ آیت میں مشرکوں کی بتوں کو وسیلہ ماننے کی تردید دو وجہ سے ہے۔ ایک تو اِس وجہ سے کہ وہ وسیلہ ماننے کے چکر میں بتوں کو خدا بھی مانتے تھے جیسا کہ ان کا اپنا قول آیت میں موجود ہے کہ ہم ان کی عبادت اِس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں خدا کے قریب کر دیں۔ دوسرا ردِ اِس وجہ سے ہے کہ وسیلہ ماننا اصل میں انہیں شفیع یعنی شفاعت کرنے والا ماننا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کی اجازت اَنبیاء واَولیاء وصُلحاء کو ہے نہ کہ بتوں کو، تو بتوں کو

شفیع ماننا خدا پر جھوٹ ہے۔

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَآىِٕمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ يَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ(9)

ترجمہ: کیا وہ شخص جو سجدے اور قیام کی حالت میں رات کے اوقات فرمانبرداری میں گزارتا ہے، آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید لگارکھتا ہے (کیا وہ نافرمانوں جیسا ہوجائے گا؟) تم فرماؤ: کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں؟ عقل والے ہی نصیحت مانتے ہیں۔

رات کے نوافل دن کے نوافل سے افضل ہیں:

اس آیت سے ثابت ہوا کہ رات کے نوافل اور عبادت دن کے نوافل سے افضل ہیں، اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ رات کا عمل پوشیدہ ہوتا ہے اس لئے وہ ریا سے بہت دور ہوتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ رات کے وقت دنیا کے کاروبار بند ہوتے ہیں اس لئے دن کے مقابلے میں دل بہت فارغ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور خشوع دن سے زیادہ رات میں مُیَسَّر آتا ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ رات کا وقت چونکہ راحت و آرام اور سونے کا ہوتا ہے اس لئے اس میں بیدار رہنا نفس کو بہت مشقت اور تکلیف میں ڈالتا ہے لہٰذا اس کا ثواب بھی زیادہ ہوگا۔

مومن پر امید اور خوف کے درمیان رہنا لازم ہے:

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مومن کے لئے لازم ہے کہ وہ امید اور خوف کے درمیان ہو، اپنے عمل کی تقصیر پر نظر کرکے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتا رہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہے۔ دنیا میں بالکل بے خوف ہونا یا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مُطْلَقاً مایوس ہونا یہ دونوں حالتیں قرآنِ کریم میں کفار کی بتائی گئی ہیں، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِۚ-فَلَا یَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ“ (اعراف:۹۹)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: کیا وہ اللہ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہیں تو اللہ کی خفیہ تدبیر سے صرف تباہ ہونے والے لوگ ہی بے خوف ہوتے ہیں۔

اور ارشاد فرمایا:

”اِنَّهٗ لَا یَایْــٴَـسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ“ (یوسف:۸۷)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک اللہ کی رحمت سے کافر لوگ ہی ناامید ہوتے ہیں۔

(مدارک، الزمر، تحت الآیۃ:۹، ص۱۰۳۲، خازن، الزمر، تحت الآیۃ:۹، ۴/۵۰، ملتقطاً)

امید اور خوف کے درمیان رہنے کی فضیلت:

حضرت انس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایک نوجوان کے پاس تشریف لے گئے، وہ مرنے کے قریب تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا ''تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟ اس نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ (کی رحمت) کی امید بھی ہے اور گناہوں کا خوف بھی۔ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ''جب مومن کے دل میں اس موقع پر یہ دونوں باتیں جمع ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ وہ چیز عطا فرماتا ہے جس کی بندہ امید کرتا ہے اور اس چیز سے بے خوف کر دیتا ہے جس سے بندہ ڈرتا ہے۔ (ترمذی، کتاب الجنائز، ۱۱-باب، ۲/۲۹۶، الحدیث: ۹۸۵)

اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ(30)

ترجمہ: (اے حبیب!) بیشک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔

انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی موت ایک آن کے لئے ہوتی ہے:

کفار تو زندگی میں بھی مرے ہوئے ہیں اور انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی موت ایک آن کے لئے ہوتی ہے پھر انہیں حیات عطا فرمائی جاتی ہے۔ اس پر بہت سے شرعی دلائل قائم ہیں، ان میں سے دو یہاں ذکر کئے جاتے ہیں۔

(1)... حضرت ابو درداء رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے جسموں کو کھانا زمین پر حرام فرما دیا ہے، پس اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہے، اسے رزق

دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاتہ ودفنہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، ۲/۲۹۱، الحدیث:۱۶۳۷)

(2)... حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سیّد المرسَلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان میں نماز پڑھتے ہیں۔ (مسند ابو یعلی، مسند انس بن مالک، ثابت البنانی عن انس، ۳/۲۱۶، الحدیث: ۳۴۱۲) اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

اَنبیا کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اُسی آن کے بعد اُن کی حیات
مثلِ سابق وہی جسمانی ہے

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَ كَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗؕ اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِیْنَ(32)

ترجمہ: تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور حق کو جھٹلائے جب وہ اس کے پاس آئے؟ کیا کافروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں؟

اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کی صورت:

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کی مختلف صورتیں ہیں، ایک صورت بیان کرتے ہوئے علامہ احمد صاوی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کی صورتوں میں سے ایک صورت یہ بھی ہے کہ اس کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر جھوٹ باندھا جائے، مثلاً یوں کہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس طرح فرمایا، یا یہ ان کی شریعت ہے، حالانکہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نہ اُس طرح فرمایا ہو اور نہ ہی وہ چیز ان کی شریعت ہو۔ (صاوی، الزّمر، تحت الآیۃ: ۳۲، ۵/۱۷۹۷)

بعض SMS یا E-MAIL وغیرہ بھی اللہ پر جھوٹ باندھنے کی صورت ہو سکتے ہیں:

لہٰذا جو لوگ اپنی گھڑی ہوئی باتیں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف یا ان کی شریعت کی جانب منسوب کرتے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والوں میں شامل ہیں۔ ہمارے معاشرے میں اس کی ایک عام مثال یہ ہے کہ کچھ لوگ SMS یا E-MAIL وغیرہ کے ذریعے قرآن پاک اور رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرکے عوام میں پھیلاتے ہیں اور انہیں عام کرنے کی لوگوں کو ترغیب دیتے ہیں اور بعض اوقات عام نہ کرنے پر جھوٹی وعیدیں بھی بیان کر دیتے ہیں۔ عوامُ النّاس کو چاہئے کہ آیات و اَحادیث اور بزرگانِ دین کے اَقوال وغیرہ پر مشتمل اسلامی SMS مُستَنَد علماءِ کرام سے تصدیق کروائے بغیر کسی کو مت بھیجیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے کی وعید بہت سخت

ہے، جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت مغیرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ اَقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”مجھ پر جھوٹ باندھنا کسی اور پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے، جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے گا تو اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ (بخاری، کتاب الجنائز، باب ما یکرہ من النّیاحۃ علی المیّت، ۱/۴۳۷، الحدیث: ۱۲۹۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اور اپنے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف کوئی بھی جھوٹی بات منسوب کرنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ(63)

ترجمہ: آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کی ملکیت میں ہیں اور جنہوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

زمین کے خزانوں کی کنجیاں حضورِ اَقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بھی عطا ہوئی ہیں:

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کے خزانوں کی کنجیاں اپنے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بھی عطا فرمائی ہیں، چنانچہ حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں کہ ایک دن تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم شہدائے اُحد پر نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے جیسے میت پر نماز پڑھی جاتی ہے، پھر منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا ”میں تمہارا پیش رَو ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور بے شک خدا کی قسم! میں اپنے حوض کو اب بھی دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں

کی کنجیاں یا (یہ فرمایا کہ مجھے) زمین کی کنجیاں عطا فرما دی گئی ہیں اور بے شک خدا کی قسم! مجھے تمہارے متعلق یہ ڈر نہیں کہ میرے بعد شرک کرنے لگو گے بلکہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم دنیا کی محبت میں پھنس جاؤ گے۔

(بخاری، کتاب الجنائز، باب الصّلاۃ علی الشہید، ۱/۴۵۲، الحدیث: ۱۳۴۴)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کیا خوب فرماتے ہیں:

اِن کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے مالکِ کُل کہلاتے یہ ہیں

سورۃ اَلْمُؤْمِن (اَلْغَافِر)

مَا یُجَادِلُ فِیْۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَلَا یَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِی الْبِلَادِ(4)

ترجمہ: اللہ کی آیتوں میں کافر ہی جھگڑا کرتے ہیں تو اے سننے والے! ان کا شہروں میں چلنا پھرنا تجھے دھوکا نہ دے۔

قرآنِ مجید کی آیات کے بارے میں جھگڑا کرنے کی صورتیں اور ان کا شرعی حکم:

یاد رہے کہ قرآنِ مجید کی آیات کے بارے میں جھگڑا کرنے کی مختلف صورتیں ہیں جن میں سے بعض صورتیں، کفر، بعض کفر کے قریب اور حرام ہیں، مثلاً قرآنِ پاک کو جادو، شعر، کہانَت اور سابقہ لوگوں کی داستان کہنا، جیسا کہ کفارِ مکہ کہا کرتے تھے، یہ کفر ہے۔ یونہی قرآنِ عظیم کو اپنی رائے کے مطابق بنانے میں جھگڑنا کہ ہر ایک اپنی رائے اور ایجاد کردہ مذہب کے مطابق اس کا ترجمہ یا تفسیر کرے۔ یہ کفر بھی ہوسکتا ہے اور ضلالت و گمراہی بھی۔ اسی طرح بغیر علم کے قرآن کا مطلب بیان کرنا حرام اور اپنے بیان کردہ مطلب کے درست ہونے پر اِصرار مزید حرام ہے۔

نوٹ: آیت اور اَحادیث میں جو قرآنِ کریم میں جھگڑا کرنے کا ذکر ہے اس سے مذکورہ بالا صورتیں مراد ہیں جبکہ مشکل مقامات کو حل کرنے اور پیچیدہ مسائل کو واضح

کرنے کے لئے علمی اور اصولی بحثیں کرنا جیسا کہ ممتاز مفسرین اور مُجتہدین نے کیا، ان کا اس جھگڑے سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ بہت بڑی عبادات میں سے ہیں نیز مفسرین اور مجتہدین کا جو اختلاف ہے وہ جھگڑا نہیں بلکہ تحقیق ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْاۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَ قِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ (7) رَبَّنَا وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ﹰالَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآىٕهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّیّٰتِهِمْؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (8) وَ قِهِمُ السَّیِّاٰتِؕ وَ مَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ يَوْمَىٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (9)

ترجمہ: عرش اٹھانے والے اور اس کے ارد گرد موجود (فرشتے) اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی بخشش مانگتے ہیں۔ اے ہمارے رب! تیری رحمت اور علم ہر شے سے وسیع ہے تو انہیں بخش دے جو توبہ کریں اور تیرے راستے کی پیروی کریں اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ اے ہمارے رب! اور انہیں اور ان کے باپ دادا اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو نیک ہوں

ان کو ہمیشہ رہنے کے ان باغوں میں داخل فرما جن کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے ، بیشک تو ہی عزت والا، حکمت والا ہے۔ اور انہیں گناہوں کی شامت سے بچالے اور جسے تو نے اس دن گناہوں کی شامت سے بچالیا تو بیشک تو نے اس پر رحم فرمایا اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

سورۂ مومن کی آیت نمبر 8،7 اور 9 سے معلوم ہونے والے مسائل:

ان آیات سے 9 مسئلے معلوم ہوئے،

(1)...ایمان ایک بہت بڑا شرف اور فضیلت ہے کہ یہ فرشتوں جیسی عظیم مخلوق کیلئے بھی باعثِ شرف ہے۔

(2)... مومن بڑی عزت والے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مُقَرَّب فرشتوں کی زبان سے اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ ان کا ذکر بھی ہو رہا ہے اور ان کے لئے دعائیں بھی ہو رہی ہیں۔

(3)...فرشتوں کی شفاعت برحق ہے کہ وہ مومنوں کے لئے آج بھی دعائے مغفرت کر رہے ہیں۔

(4)... مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ ان فرشتوں کا ذکر خیر سے کیا کریں اور ان کے لئے دعائے خیر کیا کریں کیونکہ نیکی کا بدلہ نیکی ہے۔

کسی غرض کے بغیر دعا کرنا فرشتوں کی سنت ہے

(5)... مسلمانوں کے لئے غائبانہ اور کسی غرض کے بغیر دعا کرنا فرشتوں کی سنت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ ہے۔

(6)... مُقدّس مقامات پر جا کر اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے کے ساتھ مسلمان بھائیوں کے لئے دعا مانگنی قبولیت کے زیادہ قریب ہے، لہٰذا حاجی کو چاہیے کہ کعبہ معظمہ اور سنہری جالیوں پر تمام مسلمان بھائیوں کے لئے دعا کرے۔

(7)... دعا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا فرشتوں کی سنت ہے۔

(8)... توبہ کرنے والے شخص کی برکت اس کے والدین اور بیوی بچوں کو بھی پہنچتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انہیں بھی جنت اور اس کی نعمتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ حضرت سعید بن جبیر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ جب مومن جنت میں داخل ہو گا تو پوچھے گا میرا باپ کہاں ہے؟ میری ماں کہاں ہے؟ میرے بچے کہاں ہیں؟ میری بیوی کہاں ہے؟ اسے بتایا جائے گا کہ انہوں نے تیری طرح نیک اعمال نہیں کیے، اس لیے وہ یہاں موجود نہیں تو وہ جنتی جواب میں کہے گا: میں اپنے لیے اور ان کے لیے نیک اعمال کیا کرتا تھا۔ پھر کہا جائے گا کہ اُن لوگوں کو بھی جنت میں داخل کر دو۔ (بغوی، غافر، تحت الآیۃ: ۸، ۴/۸۲)

(9)... حقیقی اور اصل کامیابی یہ ہے کہ قیامت کے دن بندے کے گناہ معاف کر دیئے جائیں اور اسے جہنم کے عذاب سے بچا لیا جائے۔

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا ۚ وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ(46)

ترجمہ: آگ جس پر صبح و شام پیش کیے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی، (حکم ہوگا) فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو۔

عذابِ قبر (Torment of grave) کا ثبوت:

اس آیت سے عذابِ قبر کے ثبوت پر اِستدلال کیا جاتا ہے کیونکہ یہاں پہلے صبح و شام فرعونیوں کو آگ پر پیش کئے جانے کا ذکر ہوا اور اس کے بعد قیامت کے دن سخت تر عذاب میں داخل کئے جانے کا بیان ہوا، اس سے معلوم ہوا کہ قیامت سے پہلے بھی انہیں آگ پر پیش کر کے عذاب دیا جا رہا ہے اور یہی قبر کا عذاب ہے۔ کثیر اَحادیث سے بھی قبر کا عذاب برحق ہونا ثابت ہے، ان میں سے ایک حدیث پاک یہ ہے، چنانچہ

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہر مرنے والے پر اس کا مقام صبح و شام پیش کیا جاتا ہے، جنتی پر جنت کا اور دوزخی پر دوزخ کا اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تجھے اس کی طرف اٹھائے۔ (صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب المیّت یعرض علیہ مقعدہ... الخ، ۱/۴۶۵، الحدیث: ۱۳۷۹)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صدقے قبر کے عذاب سے محفوظ فرمائے، اٰمین۔

وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْؕ-اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ(60)

ترجمہ: اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا بیشک وہ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں جائیں گے۔

دعا قبول ہونے کی شرائط:

اس مقام پر مفسرین نے دعا قبول ہونے کی چند شرائط ذکر فرمائی ہیں، ان کا خلاصہ درج ذیل ہے،

(1)...دعا مانگنے میں اخلاص ہو۔

(2)...دعا مانگتے وقت دل دعا کے علاوہ کسی اور چیز کی طرف مشغول نہ ہو۔

(3)...جو دعا مانگی وہ کسی ایسی چیز پر مشتمل نہ ہو جو شرعی طور پر ممنوع ہو۔

(4)...دعا مانگنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت پر یقین رکھتا ہو۔

(5)...اگر دعا کی قبولیت ظاہر نہ ہو تو وہ شکایت نہ کرے کہ میں نے دعا مانگی لیکن وہ قبول نہ ہوئی۔ (خزائن العرفان، المؤمن، تحت الآیۃ: ۶۰، ص ۸۷۳، ملخصًا)

جب ان شرطوں کو پورا کرتے ہوئے دعا کی جاتی ہے تو وہ قبول ہوتی ہے اور یاد رہے کہ جو دعا تمام شرائط و آداب کی جامع ہو تو اس کے قبول ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ جو مانگا وہ مل جائے بلکہ اس کی قبولیت کی اور صورتیں بھی ہو سکتی ہیں مثلاً اُس دعا کے مطابق گناہ معاف کر دیئے جائیں یا آخرت میں اس کے لئے ثواب ذخیرہ کر دیا جائے ،چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا" بندہ اپنے رب سے جو بھی دعا مانگتا ہے اس کی دعا قبول ہوتی ہے، (اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ) یا تو اس کی مانگی ہوئی مراد دنیا ہی میں اس کو جلد دیدی جاتی ہے، یا آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ ہوتی ہے یا دعا کے مطابق اس کے گناہوں کا کفارہ کر دیا جاتا ہے اور اس میں شرط یہ ہے کہ وہ دعا گناہ یا رشتہ داری توڑنے کے بارے میں نہ ہو اور (اس کی قبولیت میں) جلدی نہ مچائے ۔صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم نے عرض کی: وہ جلدی کیسے مچائے گا ؟ارشاد فرمایا:" اس کا یہ کہنا کہ میں نے دعا مانگی لیکن قبول ہی نہ ہوئی (یہ کہنا ہی جلدی مچانا ہے)۔ (ترمذی، احادیث شتّی، ۱۳۵-باب، ۵/۳۴۷، الحدیث:۳۶۱۸)

دعا قبول نہ ہونے کے اَسباب:

اللہ تعالیٰ نے دعا کی قبولیت کا وعدہ فرمایا ہے اور وہ اپنی رحمت سے بندوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ بعض اوقات ہماری مانگی ہوئی دعائیں قبول

نہیں ہوتیں ،اس کے کچھ اَسباب ہوتے ہیں جنہیں بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ نقی علی خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

اے عزیز! اگر دعا قبول نہ ہو تو (تجھے چاہئے کہ) اسے اپنا قصور سمجھے، خدائے تعالیٰ کی شکایت نہ کرے (کیوں) کہ اس کی عطا میں نقصان (یعنی کوئی کمی) نہیں، تیری دعا میں نقصان (یعنی کمی) ہے۔ اے عزیز! دعا چند سبب سے رد ہوتی ہے:

پہلا سبب: کسی شرط یا ادب کا فوت ہونا اور یہ تیرا قصور ہے، اپنی خطا پر نادم نہ ہونا اور خدا کی شکایت کرنا نِری بے حیائی ہے۔

دوسرا سبب: گناہوں سے تَلَوُّث (یعنی گناہوں میں مبتلا رہنا)۔

تیسرا سبب: اِستِغنائے مولیٰ۔ وہ حاکم ہے محکوم نہیں، غالب ہے مغلوب نہیں ،مالک ہے تابع نہیں، اگر (اس نے) تیری دعا قبول نہ فرمائی (تو) تجھے ناخوشی اور غصے، شکایت اور شکوے کی مجال کب ہے، جب خاصوں کے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ جب چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں، جب چاہتے منع فرماتے ہیں تو تُو کس شمار میں ہے کہ اپنی مراد (ملنے ہی) پر اِصرار کرتا ہے۔

چوتھا سبب: حکمتِ الٰہی ہے کہ کبھی تو براہِ نادانی کوئی چیز اس سے طلب کرتا ہے اور وہ براہِ مہربانی تیری دعا کو اس سبب سے کہ تیرے حق میں مُضِر (یعنی نقصان دِہ) ہے، رد فرماتا ہے (اور اسے قبول نہیں فرماتا)، مثلاً: تو جویائے سیم و زَر (یعنی مال و

دولت کا طلبگار) ہے اور اس میں تیرے ایمان کا خطر (یعنی ایمان ضائع ہوجانے کا ڈر) ہے یاتو خواہانِ تندرستی وعافیت (یعنی ان چیزوں کا سوال کرتا) ہے اور وہ علمِ خدا میں مُوجبِ نقصانِ عاقبت (یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ تیرے اُخروی نقصان کا باعث) ہے، ایسا رد، قبول سے بہتر (یعنی ایسی دعا کو قبول کئے جانے کی بجائے رد کر دیناہی بہتر ہے)۔

پانچواں سبب: کبھی دعا کے بدلے ثوابِ آخرت دینا منظور ہوتا ہے، تو حُطامِ دنیا (یعنی دنیا کا ساز وسامان) طلب کرتا ہے اور پروردگار نفائسِ آخرت (یعنی آخرت کی عمدہ اور نفیس چیزیں) تیرے لیے ذخیرہ فرماتا ہے، یہ جائے شکر (یعنی شکر کا مقام) ہے نہ (کہ) مقامِ شکایت۔ (فضائل دعا، فصل ششم، ص۱۵۹-۱۵۳، ملتقطاً)

نوٹ: دعا کے فضائل و آداب اور اس سے متعلق دیگر چیزوں کی معلومات حاصل کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت شاہ امام احمد رضاخان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے والدماجد حضرت علامہ مولانانقی علی خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی شاندار تصنیف ''اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاء'' (یہ کتاب تسہیل وتخریج کے ساتھ مکتبۃ المدینہ سے بھی بنام ''فضائل دعا'' شائع ہوچکی ہے) اور راقم کی کتاب ''فیضانِ دعا'' کا مطالعہ فرمائیں۔

سورۃ حٰمٓ اَلسَّجْدَۃ (فُصِّلَت)

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ قَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةًؕ-اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةًؕ-وَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ(15) فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا فِیْۤ اَیَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِیْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَاؕ-وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَ هُمْ لَا یُنْصَرُوْنَ(16)

ترجمہ: تو وہ جو عاد تھے انہوں نے زمین میں ناحق تکبر کیا اور انہوں نے کہا: ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے؟ اور کیا انہوں نے اس بات کو نہ دیکھا کہ وہ اللہ جس نے انہیں پیدا کیا ہے وہ ان سے زیادہ قوت والا ہے اور وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔ تو ہم نے ان پر (ان کے) منحوس دنوں میں ایک تیز آندھی بھیجی تاکہ دنیا کی زندگی میں ہم انہیں رسوائی کا عذاب چکھائیں اور بیشک آخرت کا عذاب زیادہ رسوا کن ہے اور ان کی مدد نہ ہوگی۔

کوئی دن یا مہینہ حقیقی طور پر منحوس نہیں:

یہاں آیت نمبر 16 میں منحوس دنوں کا ذکر ہوا، اس سلسلے میں یاد رہے کہ کوئی دن

یا مہینہ حقیقی طور پر منحوس نہیں البتہ جس وقت، دن یا مہینے میں کوئی گناہ کیا جائے یا اس میں گناہگاروں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو تو وہ گناہ اور عذاب کے اعتبار سے گناہگار کے حق میں منحوس ہے، جیسا کہ حضرت علامہ اسماعیل حقی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: زمانے کے اجزاء اپنی اصل حقیقت میں برابر ہیں اور ان میں کوئی فرق نہیں البتہ ان اجزاء میں جو نیکی یا گناہ واقع ہو اس میں فرق کی وجہ سے زمانے کے اَجزاء میں فرق ہوتا ہے، تو جمعہ کا دن نیک کام کرنے والے کے اعتبار سے سعادت مندی کا دن ہے اور گناہ کرنے والے کے اعتبار سے (اس کے حق میں) منحوس ہے۔ (روح البیان، حم السجدۃ، تحت الآیۃ:۱۶، ۸/۲۴۴)

اوراعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”مسلمان مطیع (یعنی اطاعت گزار مسلمان) پر کوئی چیز نَحس (یعنی منحوس) نہیں اور کافروں کے لئے کچھ سعد (یعنی مبارک) نہیں، اور مسلمان عاصی کے لئے اس کا اسلام سعد ہے۔ طاعت بشرطِ قبول سعد ہے۔ مَعصِیَت بجائے خود نَحس ہے، اگر رحمت و شفاعت اس کی نحوست سے بچالیں بلکہ نحوست کو سعادت کردیں (جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:) ''اُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ'' (ترجمہ: تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا۔) (تو یہ الگ بات ہے) بلکہ کبھی گناہ یوں سعادت ہو جاتا ہے کہ بندہ اس پر خائف و ترساں و تائب و کوشاں رہتا ہے، وہ دُھل گیا اور بہت سی

حَسنات مل گئیں، باقی کواکب (یعنی ستاروں) میں کوئی سعادت و نحوست نہیں، اگر ان کو خود مؤثّر جانے مشرک ہے اور ان سے مدد مانگے تو حرام ہے، ورنہ ان کی رعایت ضرور خلافِ توکُّل ہے۔ (فتاوی رضویہ،۲۱/۲۲۴-۲۲۳)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ ارشاد فرماتے ہیں: ماہِ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے، لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے اور بھی اس قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں، خصوصاً ماہِ صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت زیادہ نَحس مانی جاتی ہیں اور ان کو ''تیرہ تیزی'' کہتے ہیں یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔ حدیث میں فرمایا کہ ''صفر کوئی چیز نہیں۔'' یعنی لوگوں کا اسے منحوس سمجھنا غلط ہے، اسی طرح ذیقعدہ کے مہینہ کو بھی بہت لوگ برا جانتے ہیں اور اس کو خالی کا مہینہ کہتے ہیں یہ بھی غلط ہے اور ہر ماہ میں 3، 13، 23، 8، 18، 28 کو منحوس جانتے ہیں یہ بھی لَغْوْ بات ہے۔ (بہار شریعت، حصہ شانزدہم، متفرقات،۳/۶۵۹)

اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ؕ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْۤ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (40)

ترجمہ: بیشک جو لوگ ہماری آیتوں میں سیدھی راہ سے ہٹتے ہیں وہ ہم پر پوشیدہ

نہیں ہیں تو کیا جسے آگ میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہے یا وہ جو قیامت میں امان سے آئے گا۔ تم جو چاہو کرتے رہو، بیشک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں اِلحاد کی مختلف صورتیں:

مفسرین نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں اِلحاد کی مختلف صورتیں بیان فرمائی ہیں، ان میں سے 3 صورتیں درج ذیل ہیں،

(1)...قرآنِ مجید کی آیات کی تاویل بیان کرنے میں صحیح اور سیدھی راہ سے عدول اور اِنحراف کرتے ہوئے انہیں باطل معانی پر محمول کرنا۔

(2)...قرآنِ مجید کی آیات کے بارے میں ایسی باتیں کرنا یا انہیں سن کر ایسا کام کرنا جو ان کی شان کے لائق نہیں جیسے انہیں جادو یا شعر بتانا یا انہیں جھٹلانا یا آیات کو سن کر شور و غل کرنا وغیرہ۔

(3)...قرآنِ مجید میں بیان گئے توحید و رسالت کے دلائل پر اعتراضات کرنا اور ان سے منہ پھیر لینا۔ (روح المعانی، فصلت، تحت الآیۃ:۴۰، ۱۲/۵۱۷)

اس آیت میں ان لوگوں کے لئے بڑی عبرت ہے جو قرآنِ مجید کی آیات کے اپنی مرضی کے مطابق معنی بیان کرتے ہیں اور قرآنِ پاک کے صحیح اور حقیقی معنی اور مفہوم سے ہٹ کر اپنی مرضی کی تاویلیں کرتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت اور عقلِ سلیم عطا فرمائے، اٰمین۔

بناوٹی اور جاہل صوفیاء کے لئے درسِ عبرت:

اس آیتِ مبارکہ میں ان لوگوں کے لئے بھی بڑی عبرت ہے جو زہد، تقویٰ اور پرہیزگاری کا اظہار کرتے ہیں، کشف کے اونچے مَراتب پر فائز ہونے اور اِلہام ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، لوگوں میں اپنی روحانیّت اور کرامتوں کا بڑے مُنَظّم طریقے سے چرچا کرتے اور مالدار افراد کو اپنی طرف مائل کرنے کوششیں کرتے ہیں، علماءِ کرام کو حقارت کی نظر سے دیکھتے، ان سے عداوت اور دشمنی رکھتے اور لوگوں کو ان سے مُتَنَفّر کرتے ہیں، علم اور معرفت کی حقیقی دولت سے خالی ہوتے ہیں اور اپنی رائے سے قرآنِ مجید کی تفسیر بیان کرتے اور اَحادیث کی اپنی طرف سے تشریح کرتے ہیں، نیز قرآنِ مجید کی آیات کے اپنی طرف سے ایسے باطنی معنی بیان کرتے ہیں جن کا باطل ہونا بالکل واضح ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے درج ذیل حدیثِ پاک میں بھی بہت عبرت ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا "آخری زمانے میں کچھ ایسے لوگ نکلیں گے جو دین کے ذریعے دنیا کمائیں گے، وہ لوگوں کیلئے بھیڑ کی نرم کھال کا لباس پہنیں گے، ان کی زبانیں چینی سے زیادہ میٹھی ہوں گی اور ان کے دل بھیڑیوں کے دلوں کی طرح ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "کیا وہ (میرے حِلم اور میری طرف سے ملنے والی مہلت سے) دھوکہ کھا رہے ہیں یا وہ (میری مخالفت کرکے) مجھ پر جرأت کر رہے ہیں، مجھے اپنی

قسم! میں ان لوگوں پر ان میں سے ہی فتنہ مُسلّط کر دوں گا جو ان میں سے دانشور و سمجھدار لوگوں کو حیران کر دے گا۔ (ترمذی، کتاب الزہد، ۶۰-باب، ۴/۱۸۱، الحدیث: ۴۲۱۲)

حضرت ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: کہ آخری زمانے میں کچھ ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو لوگوں کے سامنے دین کے احکام پر عمل کر کے دنیا والوں کو دھوکہ دیں گے اور ان سے دنیا کا مال بٹوریں گے ،لوگوں کو دکھانے کے لئے اون کا لباس پہن کر صوفی بنیں گے ،ان کے ساتھ نرمی سے گفتگو کریں گے اور ان کے سامنے عاجزی و اِنکساری کا اظہار کریں گے تاکہ لوگ انہیں عابد و زاہد، دنیا سے کنارہ کشی کرنے والا اور آخرت کی طرف رغبت رکھنے والا سمجھیں ،لوگ ان کے مرید بنیں اور ان کے حالات دیکھ کر ان کے معتقد بن جائیں۔ ان کی زبانیں تو چینی سے زیادہ میٹھی ہوں گی لیکن ان کے دل دنیا اور منصب کی محبت میں ، پرہیز گاروں (اور خدا ترس علمائ) سے عداوت اور بغض رکھنے میں ،جانوروں جیسی صفات اور شہوات کے غالب ہونے میں بھیڑیوں کی طرح سخت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ کیا یہ جانتے نہیں کہ میں انہیں ڈھیل دے رہا ہوں اور یہ میرے عذاب سے بے خوف ہو کر دھوکا کھا رہے ہیں ،کیا یہ میری ناراضی اور میرے عذاب سے ڈرتے نہیں اور کیا یہ لوگوں کے سامنے نیک اعمال کر کے انہیں دھوکہ دے کر میری مخالفت پر جرأت کر رہے ہیں ،مجھے اپنی ذات و صفات کی قسم! میں ان

لوگوں پر ان میں سے ہی بعض افراد کو بعض پر غلبہ دے کر ایسا فتنہ مُسلّط کر دوں گا جسے دیکھ کر ان میں سے دانشور و سمجھدار شخص بھی حیران رہ جائے گا اور وہ اسے دور کرنے پر قادر نہ ہو گا اور نہ ہی اس سے خلاصی پا سکے گا اور نہ ہی اس سے کہیں فرار ہو سکے گا۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الرقاق، باب الریاء والسمعۃ، الفصل الثانی، ۹/۱۸۲-۱۸۳، تحت الحدیث: ۵۳۲۳)

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنا خوف نصیب کرے اور اپنی بگڑی حالت سدھارنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

سورۃ الشُّوْرٰی

حٰمٓ (1) عٓسٓقٓ (2) كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (3)

ترجمہ: حم ۔ عسق ۔ عزت و حکمت والا اللہ تمہاری طرف اور تم سے پہلے لوگوں کی طرف یونہی وحی فرماتا ہے۔

تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد اب کوئی نبی نہیں بن سکتا:

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ حضور سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو یہاں اُس کا اِس طرح ذکر ہوتا کہ یوں ہی ہم آئندہ نبیوں کی

طرف بھی وحی کریں گے اور حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام چونکہ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پہلے کے نبی ہیں لہٰذا اب ان کا تشریف لانا اس آیت کے خلاف نہیں۔

وَ مَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍؕ(30)

ترجمہ:اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ تمہارے ہاتھوں کے کمائے ہوئے اعمال کی وجہ سے ہے اور بہت کچھ تو وہ معاف فرمادیتا ہے۔

تناسُخ(Reincarnation)کے قائلین کا رد:

یاد رہے کہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جو کہ گناہوں سے پاک ہیں اور چھوٹے بچے جو کہ مُکَلَّف نہیں ہیں ، ان سے اس آیت میں خطاب نہیں کیا گیا ،اور بعض گمراہ فرقے جو تناسُخ یعنی روح کے ایک بدن سے دوسرے بدن میں جانے کے قائل ہیں وہ اس آیت سے اِستدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ چھوٹے بچوں کو جو تکلیف پہنچتی ہے وہ ان کے گناہوں کا نتیجہ ہو اور ابھی تک چونکہ اُن سے کوئی گناہ ہوا نہیں تو لازم آیا کہ اس زندگی سے پہلے کوئی اور زندگی ہو گی جس میں گناہ ہوئے ہوں گے۔ ان کا اس آیت سے اپنے باطل مذہب پر اِستدلال باطل ہے کیونکہ بچے اس کلام کے مُخَاطَب ہی نہیں جیسا کہ عام طور پر تمام خطابات

عقلمند اور بالغ حضرات کو ہی ہوتے ہیں۔

(خزائن العرفان، الشوریٰ، تحت الآیۃ: ۳۰، ص۸۹۵، ملخصًا)

نیز بالفرض اگر ان لوگوں کی بات کو ایک لمحے کے لئے تسلیم کرلیں تو ان سے سوال ہے کہ بچوں کو تکالیف تو یقینی طور پر آتی ہی ہیں خواہ وہ ان لوگوں کے عقیدے کے مطابق ساتواں جنم ہو یا پہلا، تو سوال یہ ہے کہ بچوں کے پہلے جنم میں جو تکلیفیں آتی ہیں وہ کون سے گناہوں کی وجہ سے ہوتی ہیں؟ کیونکہ اس سے پہلے تو کوئی جنم ان کے عقیدے کے مطابق بھی نہیں گزرا ہوتا۔

اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَى الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّؕ اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ(42)

ترجمہ: گرفت صرف ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں، ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ظلم کی اَقسام:

یاد رہے کہ ظلم کی دو قسمیں ہیں (1) شخصی ظلم۔ (2) قومی ظلم۔ آیت کے اس حصے ''یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ'' میں شخصی ظلم مراد ہے جیسے کسی کو مارنا، گالی دینا، مال مار لینا، اور آیت کے اس حصے ''وَ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ'' میں قومی ظلم مراد ہے، جیسے ملک و قوم سے غداری اور بادشاہِ اسلام سے بغاوت وغیرہ۔ دونوں قسم کے ظالموں سے بدلہ لینا

چاہیے، لیکن پہلے ظالم کو معافی دے دینا حسنِ اَخلاق ہے اور دوسرے ظالم کو بلا وجہ معافی دینا سخت ظلم ہے، اسے عبرتناک سزا دینی چاہیے تاکہ آئندہ کوئی ایسا نہ کرے۔ یہ آیتِ کریمہ ملکی انتظامات، حُکّام کے فیصلوں اور معاملات کی جامع آیت ہے

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُؕ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّكُوْرَ(49)اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًاۚ وَ یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًاؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ(50)

ترجمہ: آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کے لیے ہے۔ وہ جو چاہے پیدا کرے۔ جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے۔ یا انہیں بیٹے اور بیٹیاں دونوں ملا دے اور جسے چاہے بانجھ کردے، بیشک وہ علم والا، قدرت والا ہے۔

بیٹے اور بیٹیاں دینے یا نہ دینے کا اختیار اللہ تعالٰی کے پاس ہے:

ان آیات سے معلوم ہوا کہ کسی کے ہاں صرف بیٹے پیدا کرنے، کسی کے ہاں صرف بیٹیاں پیدا کرنے اور کسی کے ہاں بیٹے اور بیٹیاں دونوں پیدا کرنے کا اختیار اور قدرت صرف اللہ تعالٰی کے پاس ہے، کسی عورت کے بس میں یہ بات نہیں کہ وہ اپنے ہاں بیٹا یا بیٹی جو چاہے پیدا کرلے، اور جب یہ بات روشن دن سے بھی زیادہ واضح ہے تو

بیٹی پیدا ہونے پر عورت کو مَشقِ سِتم بنانا، اسے طرح طرح کی اَذِیَّتیں دینا، بات بات پہ طعنوں کے نشتر چبھونا، آئے دن ذلیل کرتے رہنا، صرف بیٹیاں پیدا ہونے پر اسے منحوس سمجھنا اور طلاق دے دینا، قتل کی دھمکیاں دینا بلکہ بعض اوقات قتل ہی کر ڈالنا، یہ اس مجبور اور بے بس کے ساتھ کہاں کا انصاف ہے، افسوس! ہمارے آج کے معاشرے میں مسلمانوں نے اُس طرزِ عمل کو اپنایا ہوا ہے جو دراصل کفار کا طریقہ تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِیْمٌۚ(۵۸) یَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖؕ اَیُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ یَدُسُّهٗ فِی التُّرَابِؕ اَلَا سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ'' (سورۃ النحل: ۵۸، ۵۹)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصے سے بھرا ہوتا ہے۔ اس بشارت کی برائی کے سبب لوگوں سے چھپا پھرتا ہے۔ کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبا دے گا؟ خبردار! یہ کتنا برا فیصلہ کر رہے ہیں۔

افسوس! اسلام نے عورت کو جس آگ سے نکالا آج کے لوگ اسے پھر سے اسی میں جھونک رہے ہیں۔ اسلام نے کفار کے چھینے ہوئے جو حق عورت کو واپس دلائے

آج کے مسلمان وہی حق چھیننے میں لگے ہوئے ہیں ۔اسلام نے عورت کو ذلت و رسوائی کی چکی سے نکال کر معاشرے میں جو عزت اور مقام عطا کیا، آج کے مسلمان دوبارہ اسے اسی چکی میں پسنے کے لئے دھکیل رہے ہیں اور شاید انہی بدعملیوں کا نتیجہ ہے کہ آج اسلام کے دشمن عورت کے حقوق کی آڑ میں مسلمانوں کے اسی کردار کو دنیا کے سامنے پیش کر کے دینِ اسلام جیسے امن کے عَلَمبر دار مذہب کو ہی دہشت گرد مذہب ثابت کرنے پر تُلے ہوئے ہیں ۔اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے، اٰمین۔

ہماری اردو کتابیں:

بہار تحریر (14 حصے)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
اذان بلال اور سورج کا نکلنا	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
عشق مجازی (منتخب مضامین کا مجموعہ)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو!	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
شب معراج غوث پاک	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
شب معراج نعلین عرش پر	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
مقرر کیسا ہو؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
غیر صحابہ میں ترضی	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
اختلاف اختلاف اختلاف	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
سیکس نالج (اسلام میں صحبت کے آداب)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
آئیے نماز سیکھیں (پہلا حصہ)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

قیامت کے دن کس کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
محرم میں نکاح	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
روایتوں کی تحقیق (تین حصے)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
بریک اپ کے بعد کیا کریں؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
ایک نکاح ایسا بھی	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
کافر سے سود	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
میں خان تو انصاری	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
جرمانہ	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
لا الہ الا اللہ، چشتی رسول اللہ؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
سفر نامہ بلاد خمسہ	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
منصور حلاج	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
فرضی قبریں	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
سنی کون؟ وہابی کون؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
ہندستان دار الحرب یا دار الاسلام؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
رَضا یا رِضا	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
786/92	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
فتنہ گوہر شاہی	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
سلاسل میں بٹے ہوئے سنی کب ایک ہوں گے؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

کلام عبید رضا	پیشکش عبد مصطفی آفیشل
تحریرات لقمان	ازقلم علامہ قاری لقمان شاہد
بنت حوا (ایک سنجیدہ تحریر)	ازقلم کنیز اختر
عورت کا جنازہ	ازقلم جناب غزل صاحبہ
تحقیق عرفان فی تخریج شمول الاسلام	ازقلم عرفان برکاتی
اصلاح معاشرہ (منتخب احادیث کی روشنی میں)	ازقلم عرفان برکاتی
مسائل شریعت (جلد 1)	ازقلم سید محمد سکندر وارثی
اے گروہ علما کہہ دو میں نہیں جانتا	ازقلم مولانا حسن نوری گونڈوی
مقام صحابہ امام احمد بن حنبل کی نظر میں	ازقلم علامہ وقار رضا القادری المدنی
مفتی اعظم ہند اپنے فضل و کمال کے آئینے میں	ازقلم محمد ثقلین ترابی نوری
سفرنامہ عرب	ازقلم مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی
من سب نبیا فاقتلوہ کی تحقیق	ازقلم زبیر جمالوی
ڈاکٹر طاہر القادری کی 1700 تصانیف کی حقیقت	ازقلم مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی
علم نور ہے	ازقلم محمد شعیب جلالی عطاری
یہ بھی ضروری ہے	ازقلم محمد حاشر عطاری
مومن ہو نہیں سکتا	ازقلم فہیم جیلانی مصباحی
جہان حکمت	ازقلم محمد سلیم رضوی
ماہ صفر کی تحقیق	ازقلم مولانا محمد نیاز عطاری

فضائل و مناقب امام حسین	از قلم ڈاکٹر فیض احمد چشتی
شان صدیق اکبر بزبان محبوب اکبر	از قلم امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ
تحریرات بلال	از قلم مولانا محمد بلال ناصر
معارف اعلیٰ حضرت	از قلم مولانا سید بلال رضا عطاری مدنی
نگارشات ہاشمی	از قلم مولانا محمد بلال احمد شاہ ہاشمی
ماہنامہ التحقیقات (ربیع الاول 1444ھ)	پیشکش دار التحقیقات انٹرنیشنل
امیر معاویہ پہلی تین صدیوں کے اسلاف کی نظر میں	از قلم مبشر تنویر نقشبندی
زر خانۂ اشرف	از قلم محمد منیر احمد اشرفی
حضرت خضر علیہ السلام۔ایک تحقیقی جائزہ	از قلم محمود اشرف عطاری مرادآبادی
ایمان افروز تحاریر	از قلم محمد ساجد مدنی
انبیا کا ذکر عبادت۔ایک حدیث کی تحقیق	از قلم اسعد عطاری مدنی
رشحات ابن حجر	از قلم فرحان خان قادری (ابن حجر)
تجلیات احسن (جلد 1)	از قلم محمد فہیم جیلانی احسن مصباحی
درس ادب	از قلم غلام معین الدین قادری
تحریرات شعیب (الحنفی البریلوی)	از قلم محمد شعیب عطاری جلالی
حق پرستی اور نفس پرستی	از قلم علامہ طارق انور مصباحی
خوان حکمت	از قلم محمد سلیم رضوی
صحابہ یا طلقاء؟	از قلم مبشر تنویر نقشبندی

روشن تحریریں	از قلم ابو حاتم محمد عظیم
تحریرات ندیم	از قلم ابن جاوید ابوادب محمد ندیم عطاری
امتحان میں کامیابی	از قلم ابن شعبان چشتی
اہمیتِ مطالعہ	از قلم دانیال سہیل عطاری
دعوت انصاف	از قلم علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ
حسام الحرمین کی صداقت کے صد سالہ اثرات	از قلم محمد ساجد رضا قادری کٹیہاری
تحریرات ابن جمیل	از قلم ابن جمیل محمد خلیل
ماہنامہ التحقیقات (ربیع الآخر 1444ھ)	پیشکش دار التحقیقات انٹرنیشنل
مسئلۂ استمداد	از قلم حمد مبشر تنویر نقشبندی
حضرت امیر معاویہ اور مجدد الف ثانی	از قلم محمد مبشر تنویر نقشبندی
میرے قلم دان سے	از قلم احمد رضا مغل
عوامی باتیں (حصہ 1)	از قلم فیصل بن منظور
تحقیقات اویسیہ (جلد 1)	از قلم علامہ اویس رضوی عطاری
امیر المجاہدین کے آثار علمیہ	از قلم محمد آصف اقبال مدنی عطاری
رافضیوں کا رد	از قلم امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ
چھوتی بیماریاں	از قلم علامہ مفتی فیض احمد اویسی
فتاوی کرامات غوثیہ	از قلم امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ
غامدیت پر مکالمہ	از قلم ابو عمر غلام مجتبی مدنی

خودکشی	از قلم علامہ مفتی فیض احمد اویسی
مقالاتِ بدر (جلد 1)	از قلم علامہ بدر القادری رحمہ اللہ
ماہنامہ التحقیقات (جمادی الاولی 1444ھ)	پیشکش دار التّحقیقات انٹرنیشنل
سردی کا موسم اور ہم	از قلم خالد تسنیم المدنی
ردناصر رامپوری	از قلم میثم عباس قادری رضوی
چشمۂ حکمت	از قلم محمد سلیم رضوی
کتابوں کے عاشق	از قلم محمد ساجد مدنی
عبد السلام نامی علما و مشائخ	از قلم (مفتی) غلام سبحانی نازش مدنی
التعقبات بنام فرقۂ باطلہ کا تعاقب	از قلم شعیب عطاری جلالی
تحریر کی ضرورت و اہمیت	از قلم عمران رضا عطاری مدنی
دشمن صدیق و عمر	از قلم امام جلال الدین سیوطی
عرفان بخشش شرح حدائق بخشش	از قلم اعظمی مصباحی، ذیشان رضا امجدی
وسائل بخشش کا فکری و فنی جائزہ	از قلم شاعر عمران اشفاق
موسیقی فقہائے کرام کی عدالت میں	از قلم محمد بلال ناصر
ماہنامہ التحقیقات (جمادی الآخرہ 1444ھ)	پیشکش دار التّحقیقات انٹرنیشنل
مختصر مگر مفید	از قلم فیصل بن منظور
اللہ و رسول کے لیے لفظ عشق کا استعمال	از قلم جلال الدین احمد امجدی رضوی
شرح فقہ اکبر (سوالاً جواباً)	از قلم ابن شعبان چشتی

تلخیص نور المبین (سوالاً جواباً)	از قلم ابن شعبان چشتی
دینی تعلیم	از قلم علامہ سید شاہ تراب الحق قادری
سیرت صدیق اکبر	از قلم سید مفتی خادم حسین شاہ
فتاوی خادمیہ (جلد 1)	از قلم سید مفتی خادم حسین شاہ
ذکر اویس قرنی	از قلم ملا علی قاری حنفی
اذان سحر	از قلم خلیل احمد فیضانی
قرآن کریم اور گلہ بانی	از قلم ابو الفواد توحید احمد طرابلسی
سیرت مدار اعظم	از قلم علامہ مفتی فیض احمد اویسی
ایک گناہ سترہ گواہ	از قلم خالد تسنیم المدنی
بدعت اور ائمہ	از قلم حسان رضا راعینی
ایمان کی باتیں	از قلم محمد شاہ رخ قادری
بوقت رخصتی عمر عائشہ	از قلم ابو عمر غلام مجتبیٰ مدنی
مسائل صراط الجنان (5 حصے)	از قلم خالد تسنیم المدنی
اصطلاحات فقہ (باعتبار حروف تہجی)	از قلم: محمد ندیم عطاری مدنی
مقالات ادروی	از قلم محمد سلیم انصاری ادروی
روزوں کے مسائل	از قلم محمد اویس رضا عطاری رضوی
تعارف شرف ملت	از قلم ابو الابدال محمد رضوان طاہر فریدی
اہل باطل کا تحریری رد کیوں ضروری ہے؟	از قلم کبیر احمد شیخ

AMO

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

enikah

niiii

BOOKS r

PS graphics

DONATE ♥

ABDE MUSTAFA OFFICIAL

Abde Mustafa Official is a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at working since 2014 on the Aim to propagate Quraan and Sunnah through electronic and print media. We're working in various departments.

Blogging : We have a collection of Islamic articles on various topics. You can read hundreds of articles in multiple languages on our blog.

amo.news/blog

Sabiya Virtual Publication

This is our core department. We are publishing Islamic books in multiple languages. Have a look on our library **amo.news/books**

E Nikah Matrimonial Service

E Nikah Service is a Matrimonial Platform for Ahle Sunnat Wa Jama'at. If you're searching for a Sunni life partner then E Nikah is a right platform for you.

www.enikah.in

E Nikah Again Service

E Nikah Again Service is a movement to promote more than one marriage means a man can marry four women at once, By E Nikah Again Service, we want to promote this culture in our Muslim society.

Roman Books

Roman Books is our department for publishing Islamic literature in Roman Urdu Script which is very common on Social Media.

read more about us on **amo.news**

For futher inquiry: info@abdemustafa.com

SCAN HERE

PhonePe G Pay Paytm

9102520764

BANK DETAILS

Account Details :

Airtel Payments Bank

Account No.: 9102520764

(Sabir Ansari)

IFSC Code : AIRP0000001

or open this link | amo.news/donate

مسائل صراط الجنان
(حصہ ۱)

A

Abde Mustafa Official is a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at working since 2014 on the Aim to propagate Quraan and Sunnah through electronic and print media. We're working in various departments.

Blogging : We have a collection of Islamic articles on various topics. You can read hundreds of articles in multiple languages on our blog.

blog.abdemustafa.com

Sabiya Virtual Publication

This is our core department. We are publishing Islamic books in multiple languages. Have a look on our library **books.abdemustafa.com**

E Nikah Matrimonial Service

E Nikah Service is a Matrimonial Platform for Ahle Sunnat Wa Jama'at. If you're searching for a Sunni life partner then E Nikah is a right platform for you.**www.enikah.in**

E Nikah Again Service

E Nikah Again Service is a movement to promote more than one marriage means a man can marry four women at once, By E Nikah Again Service, we want to promote this culture in our Muslim society.

Roman Books

Roman Books is our department for publishing Islamic literature in Roman Urdu Script which is very common on Social Media.

read more about us on **www.abdemustafa.com**

For futher inquiry: info@abdemustafa.com

M O

AMO
ABDE MUSTAFA OFFICIAL

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

ISBN (N/A)